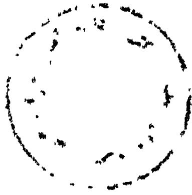
وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ

للہ الحمد والمنہ کہ نتیجہ مساعی جمیلہ یعنی رسالہ



حسب فرمایش طبیب نامی و رئیس گرامی جناب حکیم محمد عبد القدوس صاحب

در مطبع مصطفائی مصطفی محمد خان صاحب ١٣١٠ طبع گردید



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خداوندا تو شہنشاہ ہی تیری عالی بارگاہ ہی تو مخلوقات پر حکمران ہی تیری فرمان کا تابع سارا جہان
ہی تو نے ہمکو ادراک کا پتلا بنایا تاکہ ہم رفعت شان کو سمجھ کے تیری عبادت کرین تجھی کو اپنا خالق
و معبود حقیقی جان سکے تیری ہی ہو رہین تو نے ہماری تعلیم و ارشاد کے لیے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کو بہیجا تاکہ تیری احکام ہم تک پونہچائین تیری خوشنودی و رضامندی کا طریقہ بتا کر
بہشت کا راستہ دکھائین اگر ہم بمقتضای بشریت گناہ کی دلدل مین پھنس رہین تو ہماری
دستگیری فرمائین تیری بارگاہ مین ہماری طرف سی عذر کرکے مواخذے سے بچائین آونکی آل
و اصحاب رضی اللہ عنہم نے خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو اچھی طرح ہم تک پونہچایا
امر و نہی کا طریقہ خوب سکھایا تیرے توفیق سے اونکی سعی مشکور ہوئے فیض تعلیم سے دنیا معمور ہوئی
اب فقیر حقیر وکیل احمد سکندرپوری عرض کرتا ہی کہ اس زمانۂ پرشور مین غضب کا تعصب
بڑہ گیا ہی بعض حضرات جواز استغاثۂ انبیاء اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام و جواز توسل اولیاء اللہ
رضی اللہ عنہم کا برملا انکار فرماتے ہین بدعت و شرک کو بیجا بنا کر اہل سنت کو ڈراتے مین
بے سمجھے بوجھے دلائل پیش کرتے ہین اہل سنت کو سخت گوئی سے دلریش کرتے ہین اسلیے مجھے

وجہ تالیف رسالہ و دیباچہ

چاہا کہ خاص اس بحث مین ایک رسالہ جسکا نام وسیلۂ جلیلہ ہو تحریر کیا جاے اچھی طرح
مخالفین کا جواب دیا جای تا کہ اہل سنت کو اطمینان ہو مخالفین کی تقریر سے کسی کا دل نہ پریشان ہو
لیکن ابتدا سے انتہا تک محققانہ طور ہو اوسکا سامان ہی کچھ اور ہو تقریر اوسکی نہ دیدہ ہو نہ شنیدہ ہو
ہر طرف صدای ہل من مزید ہو تعصب کا نام نہو سوای تحقیق کے کچھ کام نہو اگر مخالفین آیات
واحادیث کی معانی نہ سمجھی تو ہم ناواقف نہ ٹھہرائین بلکہ ہمارا کام یہ ہی کہ ہندی کی چندی کرکے اونکو
سمجھائین اگر وہ مجوزین توسل واستغاثہ کو مشرک کہین ہم تقریر رفع الزام کو نہایت لینت سی بیان کرکے
چپ رہین ہم اس رسالے مین یہ نہین چاہتی کہ اونکی سخت کلامی کا جواب ترکی بہ ترکی دیا جای بلکہ ہر
تقریر مین یہی چاہتی ہین کہ کام نرمی سے لیا جای گالیان دیتی دیتی آخر تھکینگے خرافات کہان تک
بکینگے خداوند کریم اس رسالے کو جو خالصاً لوجہ الکریم ہی ہماری نجات کا وسیلہ کری معاصی کی مغفرت کا
حیلہ کری وَ مَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللهِ وَهُوَ حَسْبِي وَنِعْمَ الْوَكِيلُ جاننا چاہیے کہ وسیلہ لغۃً سبب کو کہتی
ہین صراح مین ہی وسیلہ سبب توسل نزدیکی جستن بچیزی فتح الباری شرح صحیح البخاری مین ہی
هي ما يُتقرب به الى الكبير يقال توسلتُ اى تقربتُ لبید کا شعر ہی ؎

ادى الناس لا يدرون ما قدر امرهم	الا كلُّ ذى لبٍّ الى الله واسلُ

شیخ سعدی شیرازی فرماتے ہین ؎

در میر و وزیر و سلطان را	بے وسیلت مگرد پیرامن

استغاثہ فریاد چاہنے کو کہتی ہین صراح مین ہی استغاثہ فریاد خواستن و دعا بمعنی استغاثہ ہی مجمع البحار مین ہی
ادعونی استجب لکم ای استغیثوا اذا نزل بکم ضرٌّ استعانت و استمداد طلب مدد کو کہتی ہین
تشفع کے معنی شفاعت کرنیکی ہین صراح مین ہی تشفع شفاعت کردن تجوّہ بمعنی توجہ ہی شفاء السقام
فی زیارۃ خیر الانام مین علامہ تقی الدین علی بن عبد الکافی سبکی تحریر فرماتے ہین التجوہ في
معنى التوجہ غرض یہ ہی کہ اگرچہ مادی ان الفاظ کی مختلف ہین کچھ کچھ معانی مین بھی اختلاف نظر آتا ہی
مگر سب کا مصداق و مآل ایک ہی جب ہمنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی امر مین توسل کیا توجس
طرح ہم بلحاظ اس توسل کی متوسل ہین اوسی طرح بلحاظ درخواستکی داعی و بسبب فریاد چاہنے
کے مستغیث و بسبب مدد چاہنے کے مستعین و مستمد و بلحاظ شفاعت چاہنیکے مستشفع و بخیال طلب

توجہ کی نتیجہ جب ان الفاظ کا مدلول ایک ہی ٹھہرا تو جب انکا استعمال کیاجائیگا بلا قرینہ مدلول مین کسی طرح کا امتیاز ملحوظ نہوگا مگر اس مدلول کا انحصار کچہ انہین چند الفاظ مین نہین ہی بلکہ ہر زبان مین اس مفہوم کی لیے الفاظ معین ہین انبیاء اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم سی توسل و استغاثہ کی تین صورتین ہین پہلی صورت توسل و استغاثہ کسی امر مین بذریعہ جاہ و برکت انبیاء اللہ یا اولیاء اللہ کی عام ازین کہ وہ امر مقدور بشر ہو یا نہو چنانچہ یہ دو رباعیان حسب حال و مقال ہین[۵]

یارب بہ محمدؐ و علیؓ و زہراؓ	یارب بحسینؓ و حسنؓ آل عبا
از لطف برآر حاجتم در دو سرا	بے منت خلق یا علی الاعلیٰ
یارب برسالت رسول الثقلین	یارب بغزا کنندہ بدر و حنین
عصیان مراد و حصہ کن عرصات	نیمے بحسنؓ بخش و نیمی بحسینؓ

یہ صورت متعارف ہی بڑے لوگون کے سامنی جب اونکی کسی معزز کی جاہ و برکت کی ذریعے سی اپنی حاجت روائی چاہتے ہین تو خواہ مخواہ اونکی حاجت روائی کیجاتی ہی جب باپ کی سامنے بیٹی کا نام لیتے ہین تو شفقت پدری سائل کی انجاح مرام کی طرف اسقدر متوجہ ہوتی ہی کہ اگر یہ وسیلہ نہوتا تو شاید ہرگز اسقدر جوش نہوتا جب کسی رئیس جواد کی سامنے اوسکی کسی معزز عہدہ دار کا نام لیا جاتا ہی تو خواہ مخواہ اوسکا طبعی میلان بڑہتا ہی اس قسم کا توسل جس طرح دنیا مین سکۂ رائج ہی اوسی طور شاہنشاہ حقیقی کی عالی بارگاہ مین اسمین جہانتک ہمنی غور کیا کسی قسم کی برائی نہین پائی گئی بیشک انبیاء اللہ علیہم الصلوٰۃ والسلام و اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم خدا تعالیٰ کی مقرب بندی ہین جنکا توسل دریای رحمت ایزدی کو جوش مین لاتا ہی اور یہ بھی ممکن ہی کہ جب اسطور پر توسل کیاجای فرشتے وسیلے کو اوسپر مطلع کرتی ہون اور وسیلے جناب باری مین دعا کرتی ہون کہ باعث انجاح مرام ہوتا ہو اس تقدیر پر صورت اول و دوم کا مآل ایک ہی شیخ عزالدین بن عبدالسلام کہتے ہین کہ توسل بجز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی سے جائز نہین در النضید فی اخلاص کلمۃ التوحید مین قاضی شوکانی نے شیخ عزالدین کا تعاقب کیا ہی اور توسل کو عام طور پر جائز لکہا ہی چنانچہ لکہتے ہین وعندی انہ لا وجہ لتخصیص جواز التوسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کما زعمہ الشیخ عزالدین بن عبدالسلام یعنی ہمارے نزدیک کوئی دلیل اس بات پر نہین پائی جاتی کہ توسل کا جواز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص ہی جیسا شیخ عزالدین بن

توسل اول کی صورت یہ ہی کہ بذریعہ جاہ شخص مقبول کی توسل کیا جاوے

[۵] اس مطلب مین جہان جہان قاضی شوکانی و مولانا شاہ عبدالعزیز کا کلام استشہاداً مذکور ہوا ہی اوس سے صرف اتمام حجت مقصود ہی ۱۲ منہ

عبد السلام کا خیال ہی الحاصل یون کہنا جائز ہی کہ الٰہی بحرمت یا وجاہت فلان نبیؑ یا ولیؒ کی ہماری حاجت برلا اسلیے کہ انبیاء اللہ و اولیاء اللہؓ کی حرمت و وجاہت اللہ تعالیٰ جل شانہ کی عالی بارگاہ مین مسلم ہی اور یون بھی کہنا روا ہی کہ الٰہی بحق فلان نبیؑ یا ولیؒ کے ہماری حاجت برلا شیخ سعدی فرماتے ہین ؎

	خدایا بحق بنی فاطمہؓ	کہ بر قول ایمان کنم خاتمہ	

چنانچہ مجوزین کی دلیل اول مین اسکی تحقیق لکھی جائیگی **دوسری صورت** انبیاء اللہ یا اولیاء اللہ سے سفارش یا دعا کی درخواست کیجائے جیسے ؎

نبیّ الوریٰ ضاقت بی الحال فی الوریٰ		وانت لما امّلتُ فیہ جدیرٌ
فسل خالقی تفریج کربی فانہ		علی فرجی دون الانام قدیرٌ

عالم اسباب مین سلاطین کیطرف سے وزرا و اہل خدمات جلیلہ کی ماموری اسلیے ہوا کرتی ہی کہ یہ لوگ قواعد و ضوابط سلطانی کو عام رعایا تک پونہچائین تا رعایا متاشی کو سمجھ کے بادشاہ کی احکام پوری تعمیل کرین اگر وزرا کا توسط نہوتا تو سخت دقت واقع ہوتی اسلیے کہ عام رعایا کو نہ ایسی رسائی ہوتی ہی جس سے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوکے اوسکے قوانین کو استفسار کرین نہ ایسی سمجھ کہ بطور خود ایسی قوانین کا استخراج کرین کہ قوانین سرکاری مین اور انہین سر مو فرق نہو جسطرح ہمکو قوانین حاصل کرنی یا سمجھنے مین وزرا و اہل خدمات کی توسط کی ضرورت ہی اسی طرح جب کسی بادشاہ ذی جاہ سی ملنا یا کسی مطلب کا حاصل کرنا مقصود ہوتا ہی تو پہلی اوسکی وزیر یا کسی امیر با توقیر سے ملکر عرض کرتے ہین مجھے بادشاہ کی خدمت مین تقرب حاصل کرنا ہی یا مجھے منصب یا جاگیر کی خواہش ہی یا فلان قصور جو مجھ سے سرزد ہوا ہی اور بادشاہ کا مجھپر عتاب ہی یا اوسکی عتاب کا خوف ہی اسلیے چاہتا ہون کہ آپ مجھی بادشاہ تک پونہچا دین یا کہہ سنکی منصب و جاگیر لوا دین یا قصور معاف کرا دین تو عموماً وزیر و امیر اس حاجت روائی کو ذریعۂ ثواب و عزت سمجھتے ہین اور موقع پاکی بادشاہ کی خدمت مین عرض ہی کر دیتے ہین جسپر بادشاہ خواہ مخواہ لحاظ فرماتا ہی اوس غریب کا مطلب بر آتا ہی جن لوگون کو اہل دنیا سے سابقہ پڑا ہی یا اونکی حالات سے بخوبی واقف ہین وہ اچھی طرح اس امر کی تصدیق کر سکتے ہین کہ کسی بادشاہ یا کسی رئیس تک پونہچنا یا اپنی حاجت کا پیش کرنا یا کسی مطلب کا حاصل کرنا عام از ینکہ

فصل ثانی دوسری صورت مین کہ انبیاء اللہ یا اولیاء اللہ سے سفارش یا دعا کی درخواست کیجائے

جلب نفع کی لیے ہو یا دفع ضرر کی واسطے بدون توسط کسی وزیر یا امیر کی ہو نہین سکتا بلکہ وزیر یا امیر تک پونہچنے کو بیشتر اوقات وسائط درکار ہوتی ہین دنیا مین شاید فیصدی پانچ آدمی ایسی ہون تو ہون جو بدون ذریعہ وسیلہ کی بادشاہ تک پونچکر کامیاب ہوگئی ہون نبوت و رسالت بہی اسی اصول مبنی ہے انبیا و رسل صلوات اللہ علیہم اجمعین اس لیے مبعوث ہوے کہ احکام الٰہی کو مکلفین پر پونہچائین اگر مکلفین کی عقل تفاصیل احوال جنت و نار وطرائق وصول واحتراز کو مستقل طور پر سمجہ سکتی یا اوامر و نواہی کا استخراج کر سکتی تو رسالت کی احتیاج کیون ہوتی ہر ہر شخص اپنی اپنی عقل کے زور سے احکام الٰہی کا پابند ہوتا ایسی صورت مین یہ بہی ضرور ہوتا کہ انسان عموماً عقول مین متساویۃ الاقدام ہون تاکہ عقول امر و نہی وحلت و حرمت ہر ہر اشیا مین متفق ہون اگر آپسمین اختلاف ہوتا تو ایک عقل ایک چیز کو فرض کہتی دوسری واجب تیسری حرام چوتہی مندوب پانچوین مباح یا ایک عقل ایک شی کو حلال کہتی دوسری حرام تو معاذ اللہ کسقدر ہربونگ مچ جاتا الغرض جسطرح ہم ہر احکام مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محتاج ہین بدون اونکی توسط کے ہم تک احکام نہین پونہچ سکتے اور نہ ہم احکام کو سمجہکر اوسکی تعمیل کر سکتے مثلاً اگر ہمکو صوم وصلوۃ وحج وزکوۃ کی معنی مشکوۃ نبوت سے نہ بتائے جاتے تو کیا ہماری عقل اس امر پر قادر تہے کہ وہ سمجہتے یا خود اپنی طرف سے ٹہیک ٹہیک تعمیل کراتی ہرگز نہین اسی طرح ہمکو اپنی حاجات مین انبیا علیہم الصلوۃ والسلام و اولیا رضی اللہ عنہم کی توسط کی نہایت ضرورت پڑتی ہی تا اونکی ارواح مقدسہ جناب باری مین ہماری انجاح مرام کے لیے دعا و شفاعت چاہین اس توسط سی یہ حضرات حاجت روا بالاستقلال نہین خیال کیے جاتے بلکہ مظہر عون الٰہی سمجہی جاتی ہین اور یہ امر مقتضای قانون قدرت تصور کیا جاتا ہی ابن تیمیہ حنبلی نے انکار واسطہ مین ایک رسالہ مستقلہ لکہا ہی جسکو قاعدۂ واسطیہ کہتی ہین اس تحریر مین ابن تیمیہ نے اپنی قوت دماغی کو بہت کچہ صرف کیا ہی مگر چار ناچار واسطے کا ماننا ہی پڑا یعنی تبلیغ اوامر و نواہی وشفاعت کی لیے البتہ واسطے کی ضرورت ہی جسکا انکار کوئی مسلمان نہین کر سکتا قاعدۂ واسطیہ مین ہی ان اراد بذلک انہ لابد من واسطۃ یبلغنا امر اللہ فھذا حق ومن انکرہ فھو کافر باجماع اھل الملل وان اراد انہ لابد من واسطۃ فی رزق العباد ونصرھم وھدائھم یسألونہ

ذٰلك ويرجون اليه فيه فهذا من اعظم الشرك

لٰكن الشفاعة لمن يأذن الله فيها حق انتهى مختصراً يعنی

اگر یہ ارادہ کیا ہی کہ واسطے کی ضرورت اسلیے ہی تا کہ واسطہ ہم تک اللہ تعالی کا حکم پونہچائی تو یہ

امر حق ہی جو شخص اسکا انکار کری بالاجماع کافر ہی اور اگر یہ ارادہ کیا ہی کہ ایسے واسطے کی ضرورت ہی

جسکے ذریعے سی بندون کو روزی ملی دشمنون پر فتح ہو گمراہ راہ پائین اور ان امور مین واسطے سی سوال کیا جائے تو یہ بہت بڑا

شرک ہی لیکن ماذون الشفاعۃ کی شفاعت حق ہی یہ بات کہ یہ واسطہ اوس قسم کا نہین ہی جیسے بادشاہان دنیا و

رعایا مین وزرا و امرا واسطہ ہوا کرتی ہین اسلیے کہ اس واسطے کی تین قسم ہین پہلی قسم وزرا و امرا ایسے

اخبار بادشاہ تک پونہچاتی ہین جنکی اطلاع بادشاہ کو نہین ہوتی چونکہ اللہ تعالی اسرار و خفیات

کو جانتا ہی اوسکو اس قسم کی واسطے کی احتیاج نہین دوسری قسم بادشاہ رعایا کی تدابیر پر

قادر نہین ہوتا ہی اور اپنی اعدا کو بجز اعوان و انصار کے دفع نہین کر سکتا اسلیے اوسکو امرا و وزرا

کی ضرورت ہوتی ہی اللہ تعالی خود قادر و توانا ہی اوسکو اس قسم کے واسطے کی احتیاج نہین تیسری

قسم کبھی بادشاہ اپنی رعایا کا نفع بجز تحریک وزیر و امیر کے نہین کرتا جب وزرا و امرا بادشاہ کی نصیحت

کرتی ہین بادشاہ رعایا کی قضاء حوائج کی طرف متوجہ ہوتا ہی شاہنشاہ حقیقی کی بارگاہ مین اس قسم

کے واسطے کی بھی ضرورت نہین وہ اپنی بندون کا نفع و نقصان اچھی طرح سمجھتا ہی جو شخص شاہنشاہ

حقیقی کی عالی جناب مین ان اقسام سی کسی قسم کا واسطہ ٹھہرائیگا وہ بیشک کافر ہوگا شفاعت

ان اقسام ثلثہ سے خارج ہی شفاعت کی صورت یہ ہی کہ بادشاہ ایسی شخص کی عزت و رتبہ ظاہر کرنے

کے لیے جو بادشاہ کی نزدیک مقرب ہی کسی ملزم کی عذرخواہی کا حکم فرمائے اور خود اوس عذر کو

مقبول کری اس صورت مین بلحاظ شفاعت کی شافع کو واسطہ کہہ سکتے ہین اور اس خیال سے

کہ شافع مامور و ماذون ہی واسطہ نہین کہہ سکتے ایسے فرق کو جسکا مدار لحاظ و اعتبار پر ہو فرق اعتباری

کہتے ہین ابن تیمیہ قاعدۂ واسطہ مین لکھتا ہی وكلّ داعٍ و شافعٍ دعا الله

سبحانه و تعالى وشفّع فلا يكونُ دعاؤه و شفاعته الا بقضاء الله

تعالى وقدره ومشيته وهو الذي يجيب الدعاء ويُقبِلُ الشفاعةَ

فهو الذي خلق السببَ والمسبّبَ والدعاءُ من جملة الاسباب

المنی قدرھا اللہ سبحانہ وتعالی فاذا کان کذلک فالالتفات

الی الاسباب شرک فی التوحید ومحو الاسباب ان تکون اسبابا

نقص فی العقل والاعراض عن الاسباب بالکلیۃ قدح فی الشرع

یعنی جس شخص نے خداوند تعالی کو پکارا اور شفاعت چاہی تو یہ دعا و شفاعت اللہ تعالی کے قضا

وقدر مین داخل ہوگی اللہ تعالی دعا و شفاعت کو قبول کرتا ہی اوسی نے سبب و مسبب کو پیدا کیا ہی

دعا ایسے اسباب سی ہی جو اوسکی مقدرات سی ہی جب یہ بات ٹھہر چکی تو التفات اسباب کی طرف

شرک فی التوحید ہی اور اسباب کو نیست و نابود کرنا اور سبب کو سبب نہ سمجھنا عقل کا نقصان ہی

اور اسباب سی بالکلیہ اعراض شرع پر اعتراض ہی غرض ہر چیز کو اپنی حد پر سمجھنا چاہیے جب یہ خیال

کیا گیا کہ داعی و شافع کی دعا و شفاعت اللہ تعالی کی قدر مین داخل ہی اور اوس لحاظ سے

واسطہ سمجھا گیا تو کچھ مضائقہ نہین اور اگر اللہ تعالی نے کسیکو رزق پونہچانے کو یا پانی برسانی کو یا

فتح و نصرت حاصل کرنے کو یا راستہ بتانی کو موضوع کیا تو اسمین کسی کا اجارہ نہین اور نہ ہمارا یہ

کام ہی کہ ہم خواہ مخواہ اسکی انکار کے پیچھے پڑین اور اگر انکار ہی تو چاہیے کہ عموما ادویہ و اغذیہ کی تاثیرات

کا انکار کیا جاے یا ان دونون مین ایسا فرق ظاہر کیا جاے جو تسلیم کے لائق ہو قانون قدرت

کا مقتضے یہ ہی کہ بھوک کھانی سے جاتی ہی پیاس پانی پینے سے امراض دوا کی استعمال سے زائل

ہوتی ہین حالانکہ یہ امر ممکن تھا کہ بلا توسط انکے کام چل جاتا توسط کا فائدہ یہ ہی کہ مخلوقات کو

صنائع باری تعالی پر غور کرنے کا موقع ملی اور ہزارون قسم کی دوا و غذا کی خلقت بیکار

ولانفع نہ سمجھی جاوی حق تعالی جل شانہ اپنے کلام پاک مین عموما نفس وسائط کی نفی نہین کرتا بلکہ

وسائط کو بڑے زور شور سے بطور حجت کی ثابت فرماتا ہی چنانچہ فرماتا ہی وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ

اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

يَحْزَنُوْنَ اس قسم کی آیات سی قرآن شریف مالامال ہی خداوند کریم نے رسالت کو

ثابت کرنے کی لیے کیسے کیسے معجزے انبیا علیہم السلام کے ہاتھ پر ظاہر کیے جب کفار نے اس واسطے

کو نمانا کیسے کیسے عذاب اون پر نازل کیے جس سے بعض قوم کا استیصال ہوگیا اس واسطے کا انکار

کفر صریح ہی سوا اسکے اس رسالے مین بہت سی آیتین لکھی جائینگی جنسے اچھی طرح واسطے کا

ثبوت ہوتا ہی جہان اللہ تعالی جل شانہ نے وسائط کی نفی کی ہی اونکے وجوہ و اسباب ہین
جنکا استنباط اونہین آیات سی ہوتا ہی غور سے معلوم ہوتا ہی کہ کلام پاک مین بعض جگہ وسائط کی نفی
اس لحاظ سی کی گئی ہی کہ لوگ وسائط کی پرستش کرتے تھے بعض مقام پر اس خیال سے کہ وسائط
مین فی نفسہ صلاحیت واسطہ ہونے کی نہ تھی بعض موقع پر اس وجہ سے کہ وسائط مقصود
بالذات خیال کیے گئے منکرین نفی وسائط مین جسقدر آیات تلاوت کرتے ہین وہ ان وجوہ ثلثہ
سی خارج نہین اگر دعوی ہی تو کوئی ایسی آیت تلاوت کیجاے جس سے ایسے واسطے کی نفی ثابت
ہوتی ہو جسمین صلاحیت واسطہ ہونے کی ہو اور وہ مظہر عون الٰہی سمجھکر واسطہ بنایا گیا ہو
اور اوس سے ایسا معاملہ کیا گیا ہو جو وسائط سے مقصود ہوتا ہی مگر مخالفین نے آج تک
کوئی آیت اس قسم کی پیش نہ کی مدخل مین ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن محمد العبدری مالکی المشہور
با بن حاج لکھتے ہین فمن اراد حاجۃً فلیذھب الیھم ویتوسّل بھم
فانھم الواسطۃ بین اللہ تعالیٰ وخلقہٖ وقد تقرّر فی
الشرع وعُلِم مالِلّٰہِ تعالیٰ بھم من الاعتناءِ وذلک کثیرٌ
مشھورٌ ومازال الناسُ من العلماءِ والاکابرِ کابرًا عن کابرٍ
مشرقًا ومغربًا یتبرکون بزیارۃِ قبورِھم ویجدُون برکۃَ ذٰلک حسًّا ومعنًی
یعنی جو شخص اپنی حاجت روائی چاہتا ہو اوسے چاہیے کہ مقابر بزرگان دین پر جائے اور
اُنسے توسل کرے اسلیے کہ بزرگان دین اللہ تعالی اور بندے مین واسطہ ہین اور شریعت مین
یہ امر ثابت ہو چکا ہی کہ اونپر اللہ تعالی کی توجہ خاص ہی یہ امر کثیر الوقوع و مشہور ہی ہر زمانے
کے علماء کا یہی دستور چلا آتا ہی عام ازینکہ علما مشرق ہون یا مغرب یعنی تمامی علمای سلف
بزرگان دین کی قبور سے فیض و برکت حاصل کرتے آئے ایسی صورت مین وساطت یا جواز
توسل و استغاثہ کا انکار خلاف شرع اور خلاف جمہور علمای سلف ہی عبد الوہاب نجدی و محمد بن
عبد الوہاب شفاعت کی منکر ہین محمد بن عبد الوہاب کتاب التوحید مین لکھتا ہی الحق ان
شفاعۃَ شفیعٍ عند اللہِ غیرُ ممکنۃٍ فانھا لا تکون الا ان
یکون الشفیعُ وجیھًا فیخالف المنتفع الیہ من عدم

قبول شفاعتہ فوات مطالب مهمةٍ یرجوها من الشفیع لکونہ
ظهیرًا ومعاونًا له وأما ان یکون الشفیع محبوبًا فیالم من عدم
رضاه وهذان یستحیلان فی شانه تعالی عما یصفون واما الشفاعۃ
باذنٍ التی کلا شفاعةٍ وهو المذکور فی القرانِ والحدیثِ فحالها
انها لاتکون لاهلِ الکبائرِ الذین ماتوا بلا توبةٍ ولا للمصرین
وکیفیۃ الشفاعۃِ ان الحکیم العدل لما یری توبتہ وندامتہ وانابتہ
الیہ لا الی غیرہ یرحم علیه ولکن حکمہ وفعلہ کلہ عدل لایشوبہ
جور وظلم فلا یستطیع العفو بلا سببٍ وان عفی عنه وغفر له بلا سببٍ
اختل قاعدۃ العدلِ او انقص شان حکمہ فی اعینِ الناظرین ویجاجون لہ
فیأذن لمن یشاء ان یشفع له فیشفع فیعفو فی الحقیقۃِ برحمتہ
وفی الظاهر باسم شفاعۃ الشفیعِ وحفظًا لقاعدتہ

تقویۃ الایمان مین مولوی محمد اسمعیل دہلوی نی اس عبارت کی توضیح یون کی ہی اس جگہ ایک بات بڑی کام کی ہی
اسکو کان رکھکر سن لیا چاہیی کہ اکثر لوگ انبیا و اولیا کی شفاعت پر بہت بھول رہی ہین اور اوسکی معنی غلط
سمجھکر اللہ کو بھول گئی ہین سو شفاعت کی حقیقت سمجھ لینا چاہیے سو سننا چاہیے کہ شفاعت کہتی ہین سفارش کو اور
دنیا مین سفارش کئی طرح کی ہوتی ہی جیسے ظاہری بادشاہ کی یہان کسی شخص کی چوری ثابت ہو جاوے اور کوئی امیر وزیر
اوسکو اپنی سفارش سی بچا لیوے تو ایک تو یہ صورت ہی کہ بادشاہ کا جی تو اوس چور کے پکڑنی ہی کو چاہتا ہی اور اوسکی آئین کے
موافق اوسکو سزا پہنچتی ہی مگر اس امیر سی دبکر اسکی سفارش مان لیتا ہی اور اوس چور کی تقصیر معاف
کر دیتا ہی کیونکہ وہ امیر اسکی سلطنت کا بڑا رکن ہی اور اوسکی بادشاہت کو بڑی رونق دی رہا ہی سو بادشاہ
یہ سمجھتا ہی کہ ایک جگہ اپنی غصے کو تھام لینا اور ایک چور سے درگذر جانا بہتر ہی اوس سے کہ اتنی بڑی امیر کو
ناخوش کر دیجیے کہ بڑی بڑی کام خراب ہو جاوین اور سلطنت کی رونق گھٹ جاوی اوسکو شفاعت
وجاہت کہتی ہین یعنی اوس امیر کی وجاہت کی سبب سے اوسکی سفارش قبول کی سو اس قسم کی سفارش
اللہ کی جناب مین ہرگز ہرگز نہین ہو سکتی اور جو کوئی کسی نبی ولی یا امام شہید کو یا کسی فرشتے کو یا کسی پیر کو
اللہ کی جناب مین اس قسم کا شفیع سمجھی سو وہ اصل مشرک ہی اور بڑا جاہل کہ اوسنے خدا کی معنی کچھ بھی نہ سمجھے

اور اوس مالک الملک کی قدر کچھ بھی نہ پہچانی اوس شاہنشاہ کی تو یہ شان ہی کہ ایک آن مین ایک
حکم کن سے چاہی تو کروڑون نبی اور ولی اور جن اور فرشتے جبرئیل اور محمد کے برابر پیدا کر ڈالی اور ایک
دم مین سارا عالم عرش سے فرش تک اولٹ پلٹ کر ڈالی اور ایک اور ہی عالم اسکی جگہ قائم کری
کہ اسکے تو محض ارادہ ہی سے ہر چیز ہو جاتی ہی کسی کام کے واسطے کچھ اسباب و سامان جمع کرنیکی
حاجت نہین اور جو سب لوگ پہلی اور پچھلی اور آدمی اور جن بہوت سب ملکر جبرئیل اور پیغمبر ہی سے
ہو جائین تو اوس مالک الملک کی سلطنت مین اونکی سبب سی کچھ رونق بڑھ نہ جاویگی اور جو سب
شیطان اور دجال ہی سے ہو جاوین تو بھی اوسکی کچھ رونق گھٹنے کی نہین وہ ہر صورت سی بڑونکا بڑا ہی
اور بادشاہون کا بادشاہ اوسکا نہ کوئی کچھ بگاڑ سکے نہ کچھ سنوار سکے دوسری صورت یہ ہی کہ کوئے
بادشاہزادون مین سی یا بیگماتون مین سی یا کوئی بادشاہ کا معشوق اس چور کا سفارشی ہو کر
کھڑا ہو جاوی اور چوری کی سزا نہ دینے دیوی اور بادشاہ اوسکی محبت سی لاچار ہو کر اس چور کی تقصیر
معاف کر دی اوسکو شفاعت محبت کہتی ہین یعنی بادشاہ نی محبت کی سبب سی سفارش قبول کر لی
اور یہ بات سمجھی کہ ایک بار غصہ پی جانا اور ایک چور کو معاف کر دینا بہتر ہی اوس رنج سی کہ جو اوس
محبوب کے روٹھ جانے سی مجھکو ہوگا اس قسم کی شفاعت بھی اوس دربار مین کسیطرح ممکن نہین اور
جو کوئی کسیکو اوسکی جناب مین اس قسم کا شفیع سمجھے وہ بھی ویسا ہی مشرک ہی اور جاہل جیسا مذکور
اول ہو چکا وہ مالک الملک اپنی بندون کو بہتر اوس سی نوازتا ہی اور کسیکو حبیب کا اور کسی کو خلیل کا
اور کسیکو کلیم کا اور کسیکو روح اللہ و وجیہ کا خطاب بخشی اور کسیکو رسول کریم اور مکین اور روح القدس
روح الامین فرمائی مگر پھر مالک مالک ہی اور غلام غلام کوئی بندگی کے رتبی سے قدم باہر نہین رکھسکتا اور غلامی کی حد سے
زیادہ نہین بڑھ سکتا جیسا اوسکی رحمت سے ہر دم خوشی سی چہکتا ہی ویسا ہی اوسکی ہیبت سی رات دن تہراپتا ہی تیسری
صورت یہ ہی کہ چور پر چوری تو ثابت ہو گئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہین اور چوری کو اوسنے کچھ اپنا پیشہ نہین ٹھہرایا
مگر نفس کی شامت سی قصور ہو گیا سو اوسپر شرمندہ ہی اور رات دن ڈرتا ہی اور بادشاہ کے آئین کو
سر اور آنکھون پر رکھکر اپنے تئین تقصیروار سمجھتا ہی اور لائق سزا کی جانتا ہی اور بادشاہ سے بھاگ کر
کسی امیر وزیر کی پناہ نہین ڈھونڈھتا اور اوسکی مقابلے مین کسی کی حمایت نہین جتاتا اور رات دن
اوسی کا منہ دیکھ رہا ہی کہ دیکھیے میری حق مین کیا حکم فرمائے سو اسکا یہ حال دیکھکر بادشاہ کے

دل مین او سپر تہین آتا ہی مگر آئین بادشاہت کا خیال کرکے بے سبب درگذر نہین کرتا کہ کہین لوگون کی
دلون مین اس آئین کی قدر گھٹ نجاوی سو کوئی امیر و وزیر اوسکی مرضی پاکر اس تقصیروار کی سفارش
کرتا ہی اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑہانے کو بظاہر مین اوسکی سفارش کا نام کرکے اس چور کی تقصیر معاف
کردیتا ہی سو اس امیر نے اس چور کی سفارش اسلیے نہین کی کہ اسکا قرابتی ہی یا آشنا یا اوسکی حمایت
اوسنے اوٹھائی ہی بلکہ محض بادشاہ کی مرضی سمجھکر کیونکہ وہ تو بادشاہ کا امیر ہی نہ چورون کا تھانگی
جو چور کا حمایتی بنکر اوسکی سفارش کرتا تو آپ بھی چور ہوجاتا اوسکو شفاعت بالاذن کہتے ہین یعنی یہ
سفارش خود مالک کی پروانگی سے ہوتی ہی سو اللہ کی جناب مین اسی قسم کی سفارش ہوسکتی ہی اور جس
نبی وولی کی شفاعت کا قرآن وحدیث مین مذکور ہی سو اوسکے یہ معنی ہین سو ہر بندے کو چاہیے کہ
ہردم اللہ ہی کو پکارے اور اوسی سے ڈرتا رہے اور اوسکی التجا کرتا رہی اور اوسکے روبرو اپنے
گناہون کا قائل رہی اور اوسی کو اپنا مالک بھی سمجھے و حمایتی بھی اور جہان تک خیال دوڑاوے
اللہ کی سوای کہین اپنا بچاو نجانے اور کسیکی حمایت پر بھروسا نکری کیونکہ وہ خود بڑا غفور رحیم ہی
سب مشکلین اپنے ہی فضل سے کھول دیگا اور سب گناہ اپنی ہی رحمت سی بخشیگا اور جسکو چاہیگا
وہ اپنی حکم سے اوسکا شفیع بنا دیگا غرض کہ جیسا ہر حاجت کو اپنی اُسی کو سونپنا چاہے اسیطرح
یہ حاجت بھی اوسی کے اختیار پر چھوڑ دیجیے جسکو وہ چاہے ہمارا شفیع کردے انتہی شفاعت
وجاہت شفاعت محبت کا نام مین نے آج ہی سنا ہی جو اقسام شفاعت کی ماثور نہون
انہین اپنی طرف سی گڑہنا اوسکی ضرورت ہی کیا تھی اور آپکی وجاہت کا انکار ایسے حکم کا انکار ہی
جو منصوص قرآنی ہی اللہ تعالی حضرت عیسے کی نسبت ارشاد فرماتا ہی وَجِیْھًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ
وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ یعنی مرتبے والے دنیا مین اور آخرت مین اور نزدیک والون مین آخرت
کی وجاہت شفاعت و درجات عالیہ سے ہوتی ہی جلالین مین ہی بالشفاعۃ والدرجات
العلی جب حضرت عیسی وجیہ ہین تو آپکی وجاہت مین کلام نرہا علاوہ برین غلبہ و زور و
قہر قسیم شفاعت ہین اور قسیم قسم نہین ہوسکتا مولوی بشیر الدین قنوجی صواعق الٰہیہ مین لکھتے ہین شفاعت
بالوجاہت و بالمحبت و در دفع عذاب چیزی دیگر است غیر نصرت بدفع عذاب بقہر و غلبہ در شفاعت
شفیع باظہار عجز ربائی مجرم می خواہد گو حاکم کہ نزد او شفاعت میکند تہر سین او در دل میدارد کہ شاید

مولوی بشیر الدین کی غلط فہمی

بر تقدیر عدم رضا ضرری بدو رساند و در نصرت ناصر غلبہ وقہر خود ظاہر کردہ خلاصی مجرم می طلبد
ومعہذا این ہمہ مواخذہ لفظ ست بعد تحقیق معنی کہ داب محصلین نیست ولا مناقشۃ فی الاصطلاح
ہم کہتے ہین یہ توجیہ توجیہ الکلام بما لا یرضی بہ القائل ہی عبدالوہاب نجدی ومحمد بن عبدالوہاب
وصاحب تقویۃ الایمان نے جو کچہ شفاعت وجاہت ومحبت کی تفسیر لکھی ہی یہ بیان اوسکی خلاف
ہی کما یظہر بادنی تامل اور یہ مواخذہ لفظی نہین بلکہ معنوی ہی جان بچانی کے لیے مناقشہ
فی الاصطلاح نہین ہوسکتا شفاعت بالاذن کی تعریف جو لکھی گئی وہ بھی ایسی ہی ہی جب بادشاہ
خود رحمن ہی رحیم ہی غفور ہی تو اوسکو اس قسم کی شفاعت بالاذن کی ضرورت ہی کیا تھی کیا ممکن
نہ تھا کہ وہ خود بخش دیتا کیا یہ بخشایش اوسکی اصول مغفرت کی خلاف تھی ہرگز نہین بلکہ اصول مین
داخل ہی ملاحظہ فرمایئے ارشاد ہوتا ہی اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ
مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَاۤءُ یعنی اللہ تعالی یہ نہین بخشتا کہ اسکا شریک ٹھہرائے
اور اس سے کم درجے کی گناہون کو بخشتا ہی جسکو چاہے ما دون ذلک مین صغائر وکبائر
سب داخل ہین عام ازینکہ توبہ کی یا نہین یہ قید آیت کی مخصص نہین ہوسکتی مدارک مین ہی و
تقییدہ بقولہ لِمَنْ یَّشَاۤءُ لا یخرجہ عن عمومہ کقولہ تعالی
لَطِیْفٌ بِعِبَادِہٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاۤءُ یعنی لمن یشا کی تقیید سی اس آیت کا عموم نہین جاتا
بلکہ اسکا عموم آیۃ لطیف بعبادہ یرزق من یشاء سے بحال ہی پھر فرماتا ہی وَاِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ
جَمِیْعًا یعنے بیشک اللہ بخشتا ہی تمام گناہون کو اسمین لفظ جمیعا ہی کے دیتا ہی
کہ مغفرت کی لیے کوئی قید ملحوظ نہین پھر شفاعت بالاذن مین جو اسقدر قیدین لگائی گئی ہین مین
نہین سمجہتا کہان سے آحادیث سے بھی یہ امر ثابت ہوتا ہی کہ مغفرت کی لیے کوئی قید خاص نہین ہی
شرک کی سوا جتنے گناہ ہین سب بخشی جائینگے ما من احد یشہد ان لا الہ الا اللہ
وان محمدا رسول اللہ صدقا من قلبہ الا حرم اللہ النار یعنی جو شخص
لا الہ الا اللہ ومحمد رسول اللہ کی شہادت سچی دل سے دیتا ہی اوسپر اللہ تعالی دوزخ حرام کرتا ہی
ظاہرا شفاعت بالاذن کی یہ مطلب سمجھی گئی ہین کہ شفاعت کا ہنوز اذن نہین ہوا ہی عرصات
قیامت مین موقع دیکہ کے دیا جائیگا یہ وہ مسئلہ ہی جسمین وہابیون کو اہل سنت سی خلاف ہی

وہابی کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کا اذن نہین ہوا اور یہ بھی ضرور نہین کہ آپکو
قیامت کی دن شفاعت کا اذن ہو خداوند عالم جسے چاہیگا قیامت کی دن شفاعت کا اذن دیگا
اہل سنت کہتی ہین کہ آپ ماذون ہو چکی نواب صدیق حسن خان صاحب انتقاد الرجیح فی شرح
الاعتقاد الصحیح کہ یہ بھی معلوم نہوا کہ نفس نزاع کیا ہی وہ لکھتے ہین قید الاذن موجود
فی غیر موضع من القرآن نحو قوله تعالیٰ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ
إِلَّا بِإِذْنِهِ وغیر ذلك فالنزاع فیه مکابرة وجهل من مقاصد الشرع
یعنی اذن کی قید قرآن شریف مین کئی جگہ موجود ہی پھر اسمین نزاع مکابرہ و مقاصد شرع سی
جہل ہی یہ تقریر تو اوس وقت قابل لحاظ ہوتی جب فریقین سے کوئی شخص یہ کہتا کہ شفاعت
بلا اذن ہوگی اب ہم ایسی آیات و احادیث لکھتے ہین جس سے آپکا ماذون ہونا ثابت ہوتا ہی
حق تعالی جل شانہ فرماتا ہی وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا أَنَّ لَهُمْ قَدَمَ صِدْقٍ عِنْدَ
رَبِّهِمْ یعنی خوش خبری سنا دین مسلمانون کو کہ اونکو ہی پایا سچا اپنے رب کے ہان جل
مین ہی قال زید بن اسلم هو شفاعته صلی الله علیه وسلم یعنی زید بن اسلم نے کہا
کہ قدم صدق سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہی اس آیت مین ایک بشارت عام
مسلمانون کو دی گئی ہی کہ وہ اس بات سی خوش ہون کہ اونکے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم کی
شفاعت ہوگی اب اذن کسکا نام ہی دوسرے مقام پر حق تعالی جل شانہ فرماتا ہی عَسَىٰ أَنْ
يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا یعنی یقینا کھڑا کریگا آپکو آپ کا رب مقام شفاعت
مین عسی کا کلمہ اس مقام پر قطعی الوقوع مین مستعمل ہی اور مقام محمود مقام شفاعت کو کہتے ہین جلالین
مین ہی وهو مقام الشفاعة فی فصل القضاء تو اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ بیشک خداوند
کریم آپکو مقام محمود پر سرفراز فرمائیگا حق تعالی جل شانہ فرماتا ہی وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ
طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ آنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ
لَعَلَّكَ تَرْضَىٰ یعنی پڑھتے رہیے خوبیان اپنے رب کی سورج نکلنے سی پہلی اور ڈوبنے سی پہلے اور کچھ
گھڑیون مین رات کی پڑھا کیجیے اور دن کی حدون پر شاید آپ راضی ہونگے تفسیر کبیر مین ہی ما
ینال من الشفاعة یعنی شفاعت کا حکم ملنے سی آپ راضی ہونگے پھر فرماتا ہی وَلَسَوْفَ

يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى يعنی آگی دیگا آپکو آپکا رب پھر آپ راضی رہینگے تفسیر عزیزی مین ہی کہ چون این آیت نازل شد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیاران خود فرمودند کہ من ہرگز راضی نشوم تا آنکہ یک یک کس را از امت خود به بہشت داخل نکنم اب ہم چند احادیث لکھتے ہین جسمین صاف صاف آپکی ماذون ہونیکا ذکر ہی علامہ سیوطی بدور سافرہ مین تحریر فرماتے ہین اخرج الترمذي وحسّنه عن ابی امامة سمعتُ رسولَ اللهِ يقولُ وَعَدَنِي رَبّي ان يدخلَ الجنةَ من امّتي سبعينَ الفًا لاحسابَ عليهِم ولاعذابَ مع كلِّ الفٍ سبعون الفًا اس حدیث سے صریح یہ بات پائی جاتی ہی کہ حق تعالی جل شانہ نی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی وعدہ فرمایا کہ ستر ہزار مسلمان بے حساب وکتاب بہشت مین داخل ہونگی ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہونگے پھر اوسی بدور سافرہ مین ہی اخرجَ البيهقي عن ابی هُريرة قال قال رسولُ اللهِ صلى الله عليهِ وسلّم سألتُ ربي فوعدني ان يدخلَ من امتي سبعينَ الفًا على صورةِ القمرِ ليلةَ البدرِ وكذلك اخرجه البزار والطبراني واحمد وغيرهم اس حدیث سی یہ امر ظاہر ہی کہ آپنی اپنی امت مرحومہ کے مقدمے مین اللہ تعالی جل شانہ سے سوال کیا اللہ تعالی نے اس امر کا وعدہ فرمایا کہ امت سی ستر ہزار آدمی بہشت مین اس طور سی داخل کیے جائینگے کہ انکا مونہہ چودہوین رات کی چاندکی طرح ہوگا اور شیخ ابن حجر مکی زواجر مین لکھتے ہین روی الطبرانی باسانيد احدها جيدٌ الا أُخبرُكم بما خيّرني ربي انفًا قلنا بلى يارسولَ اللهِ قال خيّرني بين ان يدخلَ ثلثي امّتي الجنةَ بغيرِ حسابٍ ولاعذابٍ وبينَ الشفاعةِ قلنا يارسولَ الله ما اخترتَ قال الشفاعةَ یعنی طبرانی سے مروی ہی کہ آپنے فرمایا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ مین بتاؤن تمکو وہ اختیار جو ابھی مجھی اللہ تعالی نے دیا ہی صحابہ نی عرض کیا ہان یارسول اللہ آپ نے فرمایا کہ مجھکو اللہ تعالی نے اختیار دیا ہی کہ ثلث امت کو بغیر حساب وعذاب کی بہشت مین داخل کرون یا شفاعت قبول کرون پھر صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ آپ نے ان دونون امور سی کسکو اختیار فرمایا فرمایا شفاعت کو جب خداوند کریم نے آپکو دو امر مین اختیار دیا کہ جسکو چاہین

قبول فرمائین اور اوس نے آپنی شفاعت کو اختیار کیا تو آپ ماذون ہو چکے اور شفاعت عام
ہوگی اسمین قید ثلث یا نصف کی نہین چنانچہ دوسری حدیث مین اسکی تصریح موجود ہی زواجر مین
روی احمدُ والطبرانی بسندٍ جیدٍ خُیِّرتُ بینَ الشفاعۃِ او یُدخلَ
نصفُ امّتی الجنّۃَ فاخترتُ الشفاعۃَ لانہا اعمُّ واکفٰی
یعنی احمد وطبرانی سی مروی ہی کہ مجھے اختیار دیا گیا شفاعت مین اور اس امر مین کہ نصف امت کو بہشت
مین داخل کردن ان دونون سے مینی شفاعت کو اختیار کیا اسلیے کہ شفاعت عام تر وکافی تر ہی یعنی اسمین
نصف یا ثلث کی قید نہین ہی ان احادیث سی منکرین کے چھکے چھوٹ گئے ہاتھ پاؤن ٹوٹ گئے ۵

وہ شفاعت کے لیے ماذون ہین		منکرین اس قول کے مجنون ہین

بخاری مین حضرت انس سی مروی ہی کہ آپ نے فرمایا لکلّ نبیٍّ دعوۃٌ قد دعا
بہا فاستُجیبَ فجعلتُ دعوتی شفاعۃً لامتی یومَ القیٰمۃ یعنی ہر نبی کے لیے
دعا ہی جو دنیا مین مستجاب ہوئی ہماری وہ دعا جو جزمًا مقبول ہوئی وہ شفاعت ہی ارشاد سارے
مین ہی فجعلتُ دعوتی المجابۃَ جزمًا پھر آپکی ماذون ہونی مین شبہہ نہ ہا یون تو انبیا
علیہم الصلوۃ والسلام کی بیشتر ادعیہ مقبول ہوتی ہین اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائین حسب قدر
مقبول ہوئی ہین اونکا حصر دشوار ہی مگر یہ سمجھنا چاہیے کہ ہر نبی کی لیے ایک دعا خاص ہی جو نبی کی
کی مبدء نبوت سی جوش زن ہوتی ہی جس نبی کی امت ایمان لائی بھلائی کی دعا کیجاتی ہی جسنے نافرمانی کی
اونکی حق مین عذاب کی دونون حال مین یہ دعا تیر بہدف ہوتی ہی ادہر زبان قلب سی نکلی اودہر مقبول
ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص دعا یہی تھی کہ آپ قیامت کی دن اپنی امت مرحومہ کے
شفیع ہون پھر اوسکی مقبول ہونی مین کسی طرح کا شبہہ نہین حجۃ اللہ البالغہ مین ہی للانبیاءِ
علیہم السلامُ دعواتٌ کثیرۃٌ مستجابۃٌ وکذا استُجیبَ
لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فی مواطنَ کثیرۃٍ لکن لکلِّ نبیٍّ
دعوۃٌ واحدۃٌ منبجسۃٌ من الرحمۃِ التی ہی مبدءُ نبوّتہٖ فانّہا
ان آمنوا کانت برکاتٍ علیہم وانبجس فی قلبِ النبیِّ ان یدعو لہم
وان اعرضوا صارت نقماتٍ علیہم وانبجس فی قلبہ ان یدعوَ ہ

علیھم و استشعر نبیّنا صلی اللہ علیہ وسلم ان اعظم مقاصد بعثتہ
ان یکون شفیعاً للناس و اسطۃً لنزول رحمۃٍ خاصۃٍ یوم الحشر فاختبا
دعوتہ العظمیٰ المنبجسۃ من اصل نبوتہ لذلک الیوم غرض ان آیات و احادیث سی اور بہت سی
آیتون اور حدیثون سی آپکا ماذون ہونا پایا جاتا ہی آپ بیشک شفاعت کی لیے ٹھہرائی گئی ہین
بعض اقسام شفاعت کی آپ کی ساتھ مختص ہین بعض مشترک چنانچہ شفاعت کی پانچ قسمین ہین پہلی
قسم جب طول وقوف ہوگا لوگ گھبرائینگے آپ اونکی آرام کی درخواست فرمائینگے یہی شفاعت عظمیٰ ہے
جو آپکی ساتھ بالاتفاق مخصوص ہے دوسری قسم لوگون کو بدون حساب کی بہشت مین داخل کرنے کے
لیے سفارش فرمائینگی احادیث سی ثابت ہی کہ یہ بھی آپکی ساتھ خاص ہے تیسری قسم ایسے لوگون کے لیے
شفاعت جنکی واسطے جہنم مین داخل کرنیکا حکم ہوچکا ہی یہ شفاعت مشترک ہوگی چوتھی قسم جو مومن دوزخ
مین داخل ہوگئی ہین اونکی نکالنی کے لیے یہ بھی شفاعت مشترک ہی پانچوین قسم بہشت مین زیادتی
درجات کی لیے اس قسم کے لیے کوئی حکم صریح نہین دیکھا گیا مگر یہ بات سمجھنی چاہیے کہ آپ قیامت کی دن
انبیا کی امام ہونگی سب کی شفاعت آپکی متبوع ہوگی تمام انبیا آپکی لوا کی نیچے ہونگی پھر انبیا کی شفاعت
بھی آپ ہی کی طرف منسوب ہوگی اور مومنین کی شفاعت بدرجہ اولیٰ آپ ہی کی شفاعت کی
ضمیمہ ہوگی اسلیے کہ اگر آپ کمر شفاعت کی نہ باندھتے توکسی کو جرأت شفاعت کی نہوتی اس پر بھی امت
محمدیہ کسی دوسری نبی کی شفاعت کی مرہون منت نہوگی انکی شفاعت آپ کرینگی یا مومنین امت
محمدیہ جو ایک ضمیمہ آپکی شفاعت کا ہی پھر جسکو چاہی شفیع کردی چہ معنی اس اقسام خمسہ سی یہ بات بھی
معلوم ہوگئی کہ اقسام کا انحصار اون تین قسمون مین نہین ہی جسکا بیان تقویت الایمان مین ہوا ہی
بلکہ بعض اقسام ایسی ہین جو اقسام مذکورہ سی خارج ہین جیسے شفاعت عظمیٰ یا ارتفاع درجات کیلیے
اس مقام پر دو خدشی ذہن مین آتی ہین پہلا خدشہ جب شفاعت باقسامہا آپکی طرف منسوب ہے
توپھر شفاعتی لاھل الکبائر من امتی چہ معنی اسکا جواب یہ ہی کہ یہان نوع مخصص مراد ہے
جیسی شفاعت عظمیٰ یا قسم دوم شفاعت کی دوسرا خدشہ جب آپ ماذون ہوچکی توپھر قیامت
کے دن اذن کی ضرورت کیا ہی حالانکہ احادیث سی ثابت ہی کہ قیامت کو اذن ہوگا اسکا جواب
یہ ہی کہ یہ بات ٹھہر چکی ہی کہ آپ قیامت کی دن شفاعت کرینگے پھر جب شفاعت کا وقت آیگا

آپ پوچھکی شفاعت کرینگی مثلاً ایک وزیر ہی جسے بادشاہ نے اختیارات دی رکھے ہین پھر جب کسی
کام کرنے کا وقت آتا ہی تو وزیر بادشاہ سی اجازت حاصل کرکے اوس کام کو کرتا ہی اس قسم کی اجازت
کا چاہنا منافی اوس حکم سابق کا نہین ہوسکتا مولوی نذیرحسین رسالۂ فضل البضاعة فی حقیة الشفاعة
مین لکھتی ہین ہر کہ این اعتقاد دارد اذن و وعدۂ آن بدنیا شد باز حاجت اذن جدید در آخرت
نخواہد بود پس این روایت و احادیث و اقوال علماء رد میکند ہم کہتے ہین کہ اذن کا ثبوت تو احادیث
سی اچھی طرح ہوچکا مگر اذن سابق منافی اذن لاحق کا نہین ہوسکتا رسالہ افضل البضاعة کی
نسبت یہ بھی لکھنا چاہتا ہون کہ جب تقویۃ الایمان کی تقریر محمد بن عبدالوہاب نجدی کی عبارت
کی توضیح ہی پھر تاویل توجیہ الکلام بما لا یرضی بہ القائل ہی مولوی نذیرحسین نے عبارت تقویۃ الایمان
کی توجیہ مین عبث اپنا وقت ضائع کیا آخر رسالہ مین چند علماء نامی کی مہرین ثبت ہین یا تو مولوی
صاحب نے استناد و وقعت کی لیے خود مہرین کرلین ہین چنانچہ وہ ایسی کارروائیون کی بڑی مشاق
ہین یا علمانی محمد بن عبدالوہاب کی کتاب التوحید کو نہ دیکھا تھا ورنہ اونکو یہ معلوم تھا کہ عبارت
تقویۃ الایمان کی اوسکا بیان ہی اگر اونکو یہ معلوم ہوتا تو کبھی مہر نہ کرتے تحقیق الحقیقة مین ہی کہ
مولانا محمد مخصوص اللہ صاحب سی سوال کیا گیا کہ لوگ کہتی ہین کہ عرب مین جو وہابی پیدا ہوا تھا
اور اُسنے نیا مذہب بنایا علمای عرب نے اوسکی تکفیر کی تقویۃ الایمان اوسکے مطابق ہی اوسکا کیا
حال ہی مولانا نے جواب لکھا کہ وہابی کا رسالہ متن تھا یہ شخص گویا اوسی کی شرح کرنیوالا ہوگیا تیسری

صورت انبیاء اللہ یا اولیاء اللہ سے مقصود طلب کیا جاے ؎

	؎	
یا رحمة اللہ انی خائفٌ و جلٌ		یا نعمة اللہ انی مفلسٌ عانٍ
فکن امانی من شر الحیوٰة و من		شر الممات و من احراق جسمانی

یا محمد بہ من بی سر و سامان مددے	قبلۂ دین مددے کعبۂ ایمان مددے
یا نبی کشتی امت بکف ہمت تست	اندرین ورطۂ غم صد مۂ طوفان مددے
ما گدائیم تو سلطانِ دو عالم شدۂ	شاہِ شاہان مددے شاہِ گدایان مددے
عاصیم پرگنہم سخت غریبی دارم	رحم فرما ز غریبی غریبان مددے

اگر مسئول عنہ کا اختیاری ہی تو اس قسم کا توسل خاصۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی بلا خلاف

توسل کی تیسری صورت یہ ہی کہ انبیاء اللہ یا اولیاء اللہ سی مقصود طلب کیا جاوے

جائز ہے ابن تیمیہ حنبلی لکھتی ہین ولا الاستغاثۃ بمعنی ان یطلب من الرسول صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم ما ھو اللائق بمنصبہ لاینازع فیہ مسلم
ومن نازع فی ھذا المعنے فھو اما کافر او مخطی ضال چنانچہ اس عبارت کو قاضی
شوکانی نے در النضید فی اخلاص کلمۃ التوحید مین نقل کیا ہے اور ہم بھی ضمن عبارت فتاوی ابن تیمیہ
مین لکھینگے اور سوای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری انبیاء اللہ علیہم السلام و اولیاء اللہ رضی اللہ
عنہم سی بھی جائز ہے ارواح مقدسہ مدبرات سی ہین اللہ تعالی کی حکم سے وہ افعال اختیاریہ کو اچھی طرح
کرسکتے ہین چنانچہ قاضی بیضاوی و امام فخر الدین رازی و شیخ محی الدین بن عربی و حضرت مجدد الف ثانی
و شیخ حسین مکی و شاہ ولی اللہ صاحب وغیرہ کا یہی مسلک ہے اگر مسئول مسئول عنہ کا اختیاری نہین ہے
تو اس طور کی استغاثہ مین مسئول عنہ سی جناب باری کی درگاہ مین دعا مقصود ہوتی ہے اس توجیہ پر صورت
ثانی و ثالث کا مآل ایک ہے جب دونون کا مآل ایک ہوا تو اوسکی جواز کے لیے علیحدہ دلیل کی ضرورت
نرہی یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ اسی صورت ثالث مین داخل ہے چونکہ منکرین
خاصۃً اس ترکیب سے توسل و استغاثہ کو ناجائز سمجھتے ہین اس لیے ہم مختصر طور پر اسکا بیان کیا چاہتے ہین
یہ ترکیب مولدین عرب سی ہے اسکے دو معنی خیال مین آتے ہین پہلی معنی یہ ہین ای شیخ عبد القادر جیلانی
خدا کی لیے دیجیے یہ معنی صحیح نہین ہین اسلیے کہ خداوند عالم کسی کا محتاج نہین منکرین اس معنی کے
لحاظ سی ناجائز کہتی ہین تو ہمکو اونسے خلاف نہین ایسی حالت مین نزاع لفظی ٹھہری البلاغ المبین
فی احکام رب العالمین و اتباع خاتم النبیین مین ہے درین کلام خدا را شفیع گردانیدہ اند و حضرت
شیخ را دہندہ و حقیقت بالعکس بنماید دوسری معنی یہ ہین ای شیخ عبد القادر جیلانی کچھ دیجیے اکراماً
للہ تعالی اس معنی مین کسی قسم کا فساد نہین بلکہ حسب تفاہم عرف ہے اللہ تعالی فرماتا ہے فان
للہ خمسہ جب یہ معنی حسب تفاہم عرف ہوی اور اس سی کسی قسم کی خرابی لازم نہین آتی تو جملہ کو
ایسی معنی پر حمل کرنا چاہیی نہ معنی اول پر جو غیر صحیح ہین شامی مین ہے و اما قصد المعنے الصحیح
فالظاھر انہ لا بأس بہ ہم دیکھتے ہین کہ اکثر علماء محدثین اس کے مجوز ہین جیسے امام یافعی و خیر الدین
رملی و سید عمر بصری مکی و شیخ عبد الحق دہلوی و شیخ زین الدین خوافی و شیخ حسین مکی و شاہ ولی اللہ دہلوی
و علامہ شامی اگر اس سے معنی ثانی مقصود نہوتی تو یہ اکابر ہرگز اسی جائز نہ سمجھتے مختصر یہ ہے کہ بلحاظ اس معنی

انہیں کی یہ جملہ استمداد کے لیے بزازیہ فتاوی خیریہ مین ہی یا شیخ عبد القادر فھو نداءٌ
اذا اضیف الیہ شیئٌ للہ فھو طلب الشیئ اکراماً للہ فما الموجب لحرمتہ یعنی یا شیخ
عبد القادر ندا ہی جب شیئ للہ ملایا گیا تو یہ طلب شی ہی اکراماً للہ تعالی پھر حرمت کا کوئی منشا پایا نہین جاتا
فتاوی علامہ سید محمد شبیری کی مین ہی قول العامۃ شیئ للہ یا فلان عربیۃ لا عجمیۃ
لکنہا من مولدات اھل العرب ولم تحفظ لاحدٍ من الایمۃ نصاً فی النھی
عنہا ولیس المراد بہا فی اطلاقھم شیئاً یستدعی مفسدۃ الحرام والمکروہ
لانھم انما یذکرونہا استمداداً وتعظیماً لمن یحسنون فیہ
الظن یعنی شیئاً للہ یا فلان عربی ہی عجمی نہین ہی لیکن یہ ترکیب مولدات اہل عرب سی ہی
ایمہ سی اوسکی نہی منقول نہین یہ ترکیب ایسی محل پر نہین مستعمل ہوتی جس سے حرام یا مکروہ لازم آتا ہو اسلیے
کہ اس سے استمداد ایسی شخص سے کیجاتی ہی جس سے حسن ظن ہوتا ہی یہ بات اپنی جگہ پر بخوبی ثابت کیجائیگی
کہ انبیاء اللہ و اولیاء اللہ جب دار فانی سے رحلت فرماتی ہین اونکی سمع وبصر مین بہ نسبت احیا کے
قوت آجاتی ہی پھر اگر کسی خستہ حال نے اونکی ندا کی اور انکا توسل کیا تاکہ رنج وغم اونکی دعا سی دور ہو
اور یون کہا یا عبد القادر شیئاً للہ تو اسمین کسی قسم کا مضایقہ نہین یہ توسل و شفاعت کا
طریقہ ہی اور ہمارا اعتقاد یہ ہی کہ بعد موت کی سوا اللہ تعالی کے کوئی تصرف کا مالک نہین انبیاء اللہ یا
اولیاء اللہ سی صرف توسل کیا جاتا ہی اور توسل کا جواز احادیث و آثار سی ثابت ہی علامہ شیخ حسین مکی
کشط الاہاب مین لکھتے ہین واذا ثبت ان الانبیاء والاولیاء بعد الارتحال من ھذا
الدار اسمع وابصر من الاحیاء فنادا ھم بعض الملھوفین وطلب
منھم التوسل والدعاء عند اللہ لکشف ھموم مھو اساہ وقال
مثلاً یا عبد القادر شیئاً للہ فلا نری بہ باساً وشناعۃً ویکون
طلباً للتوسل والشفاعۃ لانا نعتقد ان احداً بعد الموت لا یملک
شیئاً من التصرف فی الوجود بل لا معطی ولا واھب الا اللہ النافع
الکریم الودود ولا یطلب منھم الا ما یملکونہ وھو التوسل عند
اللہ فی قضاء الاوطار وھذا التوسل جائزٌ کما ثبت بالاخبار والاثار

مولانا شاہ ولی اللہ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مین تحریر فرماتے ہین بعض اصحاب طریقہ قادریہ برای
حصول مہمات ختم باین طور می کنند اول دو رکعت نفل می خوانند بعد ازان یکصد و یازدہ بار درود
میخوانند بعد ازان یکصد و یازدہ بار کلمہ تمجید و یازدہ بار شیئاً للہ یا شیخ عبد القادر جیلانی و یک مرتبہ
سورہ یسین بعد ازان اگر ختم کلان خواہند سورہ الم نشرح یکہزار و یازدہ بار بخوانند و اگر ختم خورد خواہند
یکصد و چہل و یکبار بخوانند بعد ازان در ہر تقدیر درود یکصد و یازدہ بار خواندہ تمام میکنند و از خدا تعالی
طلب میخواہند مولوی محمد غوث مدراسی نے انہار المفاخر فی مناقب الشیخ عبد القادر مین لکھا ہی یا شیخ
عبد القادر شیئاً للہ نیز از دعوات عظیمہ اسرار فخیمہ است و در قضای حوائج از مجربات و معمولات شیوخ
سلسلۂ قادریہ است بلکہ در غوثیہ از رسالۂ حقیقۃ الحقائق می آرد کہ وی رضی اللہ فرمودہ است
اسمی کاسم الاعظم یعنی نام من مانند نام اعظم الہی ست در تاثیر و انجاح حوائج و درخواندن
آن نیز ترتیبات متعددہ گفتہ اند نصیحۃ المسلمین مین مولوی خرم علی صاحب لکھتے ہین بعضی صاحب
ایک دو فارسی کی کتاب پڑہکر آپکو بڑا قابل سمجھتے ہین وی یون تقریر کرتی ہین کہ ہم انبیا و اولیا سی
جو مدد چاہتے ہین سو اس سبب سے کہ بغیر سیڑہی کی بہلا کوٹہی پر چڑہ سکتا ہی یا بغیر وسیلے امیر وزیر کی کوئی
بادشاہ تک پونہچتا ہی اسکا جواب یہ ہی کہ واقعی بغیر سیڑہی کی کوٹہی پر چڑہنا ممکن نہین اسیطرح
بغیر حکم مانی رسول کی اللہ کا ملنا ممکن نہین اور پہلا حکم رسول کا یہ ہی کہ اللہ کی سوا کسی سے مدد نہ
چاہوا ور مراد ین نہ مانگو اب خیال تو کرو کہ تمنے سیڑہی کو چہوڑ دیا یا ہمنے اور اللہ کو جو بادشاہ کے
مانند سمجھتے ہو سو غلط ہی اس واسطے کہ بادشاہ ہر جگہ ساری ملک مین پونہچ نہین سکتا ہر کسی کا مطلب
آپ سن نہین سکتا سب ملک کا کام اکیلے کر نہین سکتا اس سبب سی وہ لوگون کو کام سپرد کرتا ہی اور
صلاح لینی مین وزیر کا محتاج ہوتا ہی اور اللہ تو بڑی قدرت والا ہی اور صلاح لینے مین کسیکا محتاج
نہین ہر جگہ حاضر ناظر ہر ایک کی بات سنتا ہی دلون کے بہید تک جانتا ہی اوسکو کیا پروا کہ کسیکو اپنا
کام سپرد کری یا کسی سی صلاح مشورہ پوچہی اور یہ کسی فرشتے یا پیغمبر کو طاقت نہین کہ بغیر حکم کچہ بول
سکین وہ مالک اکیلا ہی زبردست بڑی شان والا نہ کوئی اوسکا وزیر ہی نہ کوئی اوسکا نائب سبحان اللہ
آپ ہی جو چاہتا ہی سو کرتا ہی اس واسطے سوا اوسکے پکارنا کسی اور کو ممکن نہین اس طرح اگر رسول
پکاری تو اوسکو ظالم کہتا ہی یہ بڑی ظالم ہین کہ جسپر بہی نہین ڈرتے قال اللہ تعالی ولا تدع

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ
انتہی ہم کہتے ہیں کہ اُس فارسی خوان نے صرف گلستان بوستان پڑہی ہو یا یہی دیکھی ہو مگر بات ٹہکانی کی کہتا ہی ع

سڑی سودائی ہی پر بات کہتا ہی ٹہکانی کی		خبر اپنی نہین ہی فکر ہے سارے زمانے کی

اُنظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال جواب تمہارا اپ شناپ ہی وہ غریب یہ کب کہتا ہی کہ مستقل سمجہکر استمداد بالغیر جائز ہی دیکہو اوسکا صریح مطلب یہ ہی کہ انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کو ذریعۂ ایصال الی المطلوب کرنا چاہیے جیسے کوٹہی پر چڑہنی کو سیڑہی یا بادشاہ تک پوہنچنے کو وزیر و امیر پہر تقریر چہیڑ دی کہ خداوند کریم مانند بادشاہان دنیا کی نہین عزیز من وہ کب اسکا قائل ہی یہ بیان بطور تمثیل کی تہا کون کہتا ہی سچ مچ خداوند اقدس ہر امر مین مثل بادشاہان دنیا کی ہی بڑی خیر گذری کہ تمنی یہ نہ کہا کہ خداوند کریم کو ٹہا نہین ہی نعوذ باللہ منہ کوٹہی کی تمثیل بہی بطور نظیر ہی اب ہم کہتی ہین کہ وہ شہنشاہ حقیقی ہی جسبی ملک الاملاک کہتی ہین سارا ملک اوسیکا ہی ملک الاملاک یا شہنشاہ حقیقی کا اطلاق سوای اللہ کی کسی پر جائز نہین اگر کسیکا نام ملک الاملاک رکہا جای تو اللہ تعالی اسی سخت ناپسند فرماتا ہی کسیکا نام شہنشاہ یا ملک الاملاک رکہنا حرام ہی صحیح مسلم مین ہی عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اخنع اسم عند اللہ رجل یسمی ملک الاملاک وزاد ابن ابی شیبۃ فی روایتہ لا مالک الا اللہ قال الاشعثی قال سفیان مثل شاھان شاہ شرح مسلم امام نووی مین ہی ان التسمی بھذا الاسم حرام لیجیے حضرت آپ تو بادشاہ کی تمثیل پر چار چار ہاتہ کودتی تہے اب ہمنی ثابت کر دیا کہ وہ خود شاہنشاہ حقیقی ہی پہر اگر اوسنے اپنی بندون سی چند شخص کو معزز بنایا اور معززین کی درجات متفاوت کیی پہر عباد کی تعلیم وارشاد اونسی متعلق رکہی احکام یا کسی قسم کا خاص فائدہ پوہنچانی مین اونکو واسطہ قرار دیا تو فرمایئے اوسکی شاہنشاہی کی خلاف کیا ہوا بلکہ یہ امر شاہنشاہی کا عین مقتضا ہی آیت جو لکہی گئی وہ بہی بی سمجہے بوجہی جب گلستان بوستان پڑہنی والی کا کلام اس وقت سی سمجہ مین نہ آیا تو خداوند کریم کا کلام سمجہنا کیا سہل تہا اس آیت مین لا تدع کی معنی لا تعبد ہین چاہیے عالم دیکہہ لیجیے اگر ہم فرض کر لین کہ پکارنی کی معنی ہین جب بہی اس سے ادنی قسم کا پکارنا مقصود ہوگا جیسے معبود کو حاضر ناظر سمجہ کے پکارتی ہین چنانچہ مالا ینفعک ولا یضرک اس پر دلیل صریح ہی اب ہم توسل و استغاثہ کا طریقہ لکہا چاہتی ہین ابن حاج مدخل مین لکہتی ہین کہ انبیاء اللہ سے

استمداد کا یہ طریقہ ہے کہ بتوسل مقامات دور دراز سے اونکی مقابر متبرکہ کی زیارت کا قصد کرکے چلے جب مزار
پرانوار پر حاضر ہو انکسار و خشوع و خضوع ظاہر کرے اور قلب کو حاضر کرے خیالات کو دل سے کلیۃً زائل
کرے پھر اللہ تعالی کی ثنا کرے اور صاحب قبر پر درود بھیجے اونکی اصحاب پر رضی اللہ عنہم کہے اونکی تابعین پر رحمت
بھیجے پھر انجاح حوائج مین اونکو وسیلہ بنائے اور اونسے استغاثہ کرے اور حاجت کا انجاح چاہے اور اس امر کا
یقین کرے کہ اونکی برکت سے حاجت برآئیگی او حسن ظن کو قوت دے جو شخص اونکی مزار پر نہین پہونچ سکتا اوسے
چاہیے کہ پہلے اونپر سلام بھیجے پھر اپنی حاجت کو بیان کرے اللہ تعالی برلائیگا اور اولیاء اللہ سے استمداد کا یہ
طور ہے کہ جب اونکی مقابر پر جاے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرے پھر صاحب قبر سے توسل کرے پھر اپنے
لیے اور اپنے باپ مان و مشائخ و اقارب اہل مقابر و اموات و احیاء مسلمین کی لیے دعا کرے پھر توسل کرے
مولوی نعیم الدین ساکن بردوان نے ۱۲۲۹ ہجری مین مولانا شاہ عبد العزیز قدس سرہ کی عالی خدمت مین
حاضر ہوکے چند سوال کیے تھے جسکا جواب مولانا نے اونکو دیا مولوی صاحب نے اوسے جمع کرکے بطور رسالہ کے
مدون کیا چنانچہ یہ رسالہ کلکتے مین چھپ گیا ہے من جملہ سوالات کے مولوی نعیم الدین نے استمداد کی صورت بھی
پوچھی تھی جسکا جواب اونکو ملا ہم اس مقام پر سوال و جواب کو بعینہ لکھتے ہین چونکہ مولانا کا جواب واخر عمر
مین لکھا گیا ہے جو عین تحقیق کا زمانہ ہوتا ہے زیادہ تر تسلیم کی قابل ہے سوال براے دریافت اینکہ اہل قبر کامل است
یا نہ و در صورتیکہ اہل قبر کامل باشد از و استمداد خود بچہ صورت باید کرد جواب بعضی از اہل قبور مشہور بکمال اند
و کمال ایشان بتواتر شدہ طریق استمداد از ایشان آنست کہ جانب سر قبر او سورۂ بقر انگشت بر قبر نہادہ تا مفلحون
بخواند باز بطرف پائین قبر بیاید و آمن الرسول تا آخر سورہ بخواند و بزبان گوید اے حضرت من براے فلان کار در جناب
الٰہی التجا میکنم و دعا شما نیز بدعا و شفاعت امداد من نمائید باز رو بقبلہ آرد و مطلوب خود را از جناب باری
خواہد و کسانیکہ کمال اینان معلوم نیست و مشہور و متواتر نہ شدہ دریافت کمال آنہا بہمان طریق ست کہ بعد
از فاتحہ و درود و ذکر سبوح دل خود را مقابلہ سینہ مقبور بدارد اگر راحت و تسکین و نوری دریافت کند بداند
کہ این قبر از اہل صلاح و کمال ست لاکن استمداد از مشہورین باید کرد استغاثہ و توسل کی یہ تین صورتین جو مذکور
ہوئین شرعاً انکی جواز مین کسیطرح کا شبہہ نہین اس لیے کہ ان سب مین مستغاث مظہر عون الٰہی سمجھا گیا اور
اصل مستغاث خاص ذات باری تعالی خیال کی گئی صورت اول مین تو یہ امر صریحی ہے کہ مستغاث خداوند تعالے
ہے ما بہ الوسیلہ کا ذکر ضمنی ہے صورت ثانی و ثالث مین بھی حقیقۃ انبیاء اللہ و اولیاء اللہ مستغاث نہین ہین

اسلیے کہ وسیلے سی مقصود بالذات یہ ہی کہ مابہ الوسیلہ خداوند کریم کی بارگاہ عالی مین عرض حال کرین اور شفاعت چاہین تو اس سے صاف ظاہر ہی کہ مظہر عون الٰہی سمجھکر صرف واسطہ ٹھہرائی گئی مولانا روم فرماتی ہین ۵

آب خواہ از جو بجو خواہ از سبو	کان سبو را ہم مدد باشد ز جو
نور خواہ از مہ طلب خواہی ز خور	نور مہ ہم ز آفتاب ست ای پسر

دعاء استغاثہ کو بعض مخالفین خلاف شریعت ٹھہراتے ہین حالانکہ اس مشہور دعا کی جواز مین کسیطرح کا شبہ نہین اس دعا مین جابجا المستغاث یا رسول اللہ المستعان یا رسول اللہ الشفاعات یا رسول اللہ الخلاص یا رسول اللہ مذکور ہی مگر یہ خلاف شرع نہین ہوسکتا بلکہ اس قسم کا استغاثہ قسم سوم مین داخل ہی قاضی شوکانی نی توسل و استغاثہ مین فرق ٹھہرایا ہی اور توسل کو جائز و استغاثہ کو ایسی امور مین جو مقدور بشر نہو حرام سمجھا ہی در النضید مین ہی مَن استغاث مِن مَّیتٍ من الاموات او حیٍ من الاحیاءِ فی امرٍ من الامورِ التی لا یقدرُ علیہ المخلوقُ فلم یُخلصِ التوحیدَ للہ قاضی صاحب یہ نہ سمجھی کہ غیر مقدورات بشر مین اموات یا احیا سی حقیقۃً استغاثہ نہین کیاجاتا اور جو لوگ استغاثہ کرتی ہین اموات کو مظہر عون و واسطہ و مدد سمجھکر اس صورت مین حقیقۃً مستغاث باری تعالی ہی نہ اموات اور اس قسم کا استغاثہ ہرگز شرک نہین ہی ہان دو صورتین توسل و استغاثہ کی ہین جو شرعاً ناجائز ہین پہلی صورت مستغاث مظہر عون الٰہی نہ سمجھا جای بلکہ مستقل حاجت روا خیال کیا جای جیسے ہنود دشمن کو جلانی کا نائب مہادیو کو مارنے کا نائب سمجھکر استغاثہ کرتی ہین گبر اہرمن یعنی شیطان کو برائی کا نائب خیال کرکی توسل کرتی ہین ۵

راست می گویم و یزدان نپسندد جز راست	حرف ناراست سرودن روش اہرمن ست

مشرکین مکہ عزی کو عزت دینی کا ود کو دوستی کرانیکا یعوق کو دشمنون اور برائیون سی بچانیوالا سمجھکے استغاثہ کرتی تھی یہود حضرت عزیر کو ابن اللہ نصاریٰ حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا سمجھکر توسل کرتی ہین اسیطرح عوام کالانعام سی اگر بعض اہل صلاح کی نسبت عام ازینکہ احیا سی ہون یا اموات سی یہ خیال کرین کہ یہ لوگ ایسی کام کرنی پر قادر ہین جو خداوند کریم کی خاص قبضۂ قدرت مین ہی یا اونکی ایسی تعظیم کرین جو اللہ تعالی کی لیے مخصوص ہے یا وہ مستقلاً مالک نفع و ضرر کی سمجھے جائین تو یہ شرک ہی قاضی شوکانی در النضید فی اخلاص کلمۃ التوحید مین لکھتے ہین وھذا اذا لم یکن شرکاً فلا ندری ما ھو الشرک دوسری صورت ایسا مستغاث مظہر عون الٰہی سمجھا جای جسمین مظہریت کی صلاحیت نہو چنانچہ مشرکین مکہ کہتی تھی مَا نَعْبُدُھُمْ

دو صورتین توسل و استغاثہ کی شرعاً ناجائز ہین ۵

لِاَلَّا لِیُقَرِّبُوْنَا اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی یا ہنود سیتلا و مسانی کو مظہر عون سمجھتے ہین ہماری اس تقریر سی صور
جائز و ناجائز کا امتیاز وجواز و عدم جواز کی وجہ اچھی طرح ظاہر ہو گئی مجموعۂ فتاوی مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی رح
مین اس بحث کی متعلق سوال وجواب مندرج ہی جسکو اس مقام پر لکھتا ہون سوال اول بت پرستی مدد از بت میخواست
عالمی منع کردہ کہ شرک مکن بت پرست گفت کہ اگر شریک خدا دانستہ پرستش کنم البتہ شرک ست و اگر مخلوق فہمیدہ
پرستش نمایم چگونہ شرک باشد عالم گفت کہ در کلام مجید متواتر آمدہ است کہ از غیر خدا مدد مجوئید باز بت پرست
گفت کہ بنی انسان از یکدیگر چرا سوال مینمایند عالم گفت کہ نوع زندہ اند از ایشان سوال منع نیست و بتان نوع
مثل کنہیا و کالکا وغیرہ مردہ اند قدرت بر ہیچ چیز ندارند بت پرست گفت شما کہ از اہل قبور مدد و شفاعت می طلبید
باید کہ بر شما ہم شرک عائد شود القصہ ہر چہ مقصد و مراد شما از اہل قبور ست ہمان قسم مقصود من ہم از صورت
کنہیا و کالکا ست بحسب ظاہر نہ قوت اہل قبور دارند نہ بت و اگر میگوئی کہ بقوت باطن اہل قبور کشایش حاجات
مینماید میگویم بسا جا از بتان ہم روای حاجات می شود و اگر میگوئید کہ با یشان میگوئیم کہ از خدا برای ما شفاعت
بخواہند من ہم از بتان ہمین استدعا دارم پس ہرگاہ کہ جواز استمداد از اہل قبور ثابت شد پس بعضی مسلمین
ضعیف الاعتقاد از پرستش سیتلا و مسانی وغیرہ چگونہ باز خواہند آمد **جواب** درین سوال چند جا اشتباہ
واقع شدہ آن چند جا را خبر دار باید شد آنگاہ بفضل الٰہی جواب سوال بخوبی واضح خواہد شد **اول** آنکہ
مدد خواستن چیزی دیگر ست و پرستش چیزی دیگر عوام مسلمین برخلاف حکم شرع از اہل قبور مدد میخواہند و پرستش نمیکنند
و بت پرستان مدد ہم میخواہند و پرستش ہم میکنند پرستش آنست کہ سجدہ کنند یا طواف نمایند یا نام او را بطریق تقرب
ورد سازند یا ذبح جانور بنام او کنند یا خود را بندۂ فلانی بگویند و ہر کہ از مسلمانان جاہل با اہل قبور این چیزہا بعمل آرد
فی الفور کافر میگردد و از مسلمانی می برآید **دوم** آنکہ مدد خواستن دو طوری باشد مدد خواستن مخلوقی مثل آنکہ
از امیر و بادشاہ تونگر و گدا در مہمات خود مدد می جویند و عوام الناس از اولیا میخواہند کہ از جناب
الٰہی فلان مطلب ما را درخواست نمایند این نوع مدد خواستن در شرع از زندہ و مردہ جائز ست
دوم آنکہ بالاستقلال چیزیکہ خصوصیت بجناب الٰہی دارد مثل دادن فرزند یا بارش باران یا دفع
امراض یا طول عمر و مانند این چیزہا بی آنکہ دعا و سوال از جناب الٰہی در نیت منظور باشد از مخلوق
درخواست نماید این نوع حرام مطلق بلکہ کفر ست اگر از مسلمانان کسی از اولیا مذہب خود خواہ زندہ
باشند خواہ مردہ این نوع مدد خواہند از دائرہ مسلمانان خارج میشوند بخلاف بت پرستان کہ ہمین

نوع مدد از معبودان باطل خود میخواهند و آنرا جائز می شمارند و آنچه بت پرست گفت که من از بتان
شفاعت میخواهم چنانچه شما هم از پیغمبران و اولیا شفاعت می خواهید پس درین کلام هم دغل و
تلبیس ست زیراکه بت پرستان هرگز شفاعت را نمیدانند و نه در دل خود تصور میکنند پس معنی شفاعت
سفارش ست و سفارش آنست که کسی مطلب کسی را از غیر خود بعرض و معروض ادا سازد
و بت پرستان در وقت درخواست مطالب خود از بتان نمی فهمند و نمیگویند که سفارش ما بحضور پروردگار
جل و علی نمائید و مطلب ما را از جناب او تعالی برآرید بلکه از بتان خود درخواست مطلب خود میکنند
و آنچه گفته است که هرچه مقصد شما از اهل قبور ست بهمان قسم مقصد من هم از صورت کنهیا و کالکاست
نیز خطا در خطاست زیراکه ارواح را تعلق با بدان خود که در قبر مدفون اند البته می باشد زیراکه مدت
دراز درین بدن بوده اند و اینها قبور معبودان را تعظیم میکنند بلکه از طرف خود صورت سنگ ها و
درختان اختراع نموده قرار می دهند که صورت فلانی ست بی آنکه آنرا تعلق بان ارواح باشد
و این قرارداد افترائی را هیچ اثری نیست آری حاجت روائی بندگان خالق اکبر از راه رحمانیت
خود می فرماید اینها می فهمند که از طرف بتان این فائده حاصل شد حق تعالی که عالم الغیب
والخفیات ست حاجت بندگان خود میداند و در زندگانی دنیا حاجت روائی منظور ست
از هر طرف که خواهند مطلب ایشان را بایشان میدهد چنانچه پدر مشفق حاجت پسر خود را که صغیر سن
است میداند و وقتیکه از خدمتگار و دائیه خود چیزی می طلبد با و میدهد حالانکه خدمتگار و دایه مقدور
ندارد همچنین ست حال بتان بلکه حال اهل قبور نیز موافق قاعدهٔ اهل اسلام و آنچه مرقوم شده که
پس هرگاه که جواز استمداد از اهل قبور ثابت شد بعض مسلمین ضعیف الاعتقاد از پرستش سیتلا و
مسانی چونکه باز خواهند آمد پس فرق درمیان استمداد از اهل قبور و پرستش سیتلا و مسانی بچند وجه
است اول آنکه اهل قبور معلوم اند که صلحا و بزرگان بوده اند و سیتلا و مسانی موهوم محض اند وجود
آنها معلوم نیست بلکه ظاهرا خیال بندی این مردم ست دوم اینکه سیتلا و مسانی بر تقدیر وجود
آنها از قبیل ارواح خبیثه و شیاطین اند که برای ایذای خلق بسته اند اینها را با ارواح طیبهٔ انبیا
و اولیا چه مناسبت سوم آنکه استمداد از اهل قبور بطریق دعاست که از جناب الٰهی عرض کرده
مطلب ما را برآرند و پرستش این چیزها بنا بر اعتقاد استقلال و قدرت اوست که کفر محض ست فقط

اس پر بھی ہم صاف کہی دیتی ہین کہ اگر کوئی شخص مسلمان کملالی انبیا یا اولیا کو خداوند اقدس کا ساجھی بنائے یا اونکو مستقل بالذات سمجھکر استغاثہ کری جیسا معاملہ کفار یا مشرکین بتون سے کرتے ہین تو ایسے مسلمان ہین اور کافر مین کسی قسم کا فرق نہین دونون ایک ہی لاٹھی کے ہانکی ہین مگر اس سی صور ثلثہ کا عدم جواز لازم نہین آتا نہ ایسا شخص مشرک ٹھہر سکتا ہی جو شروع طور پر استغاثہ و توسل کرے ضابطہ توحید شرعی و شرک شرعی فی العبادۃ وفی الافعال کا یہ ہو کہ جس صفت یا کام کا اعتقاد یا اقرار خاص خداوند کریم کی لیے ٹھہرایا گیا ہو اگر اوسی کی واسطے کیا جاے تو توحید شرعی ہو اگر کسی دوسری کی لیے بخیال اہلیت کیا جای شرک شرعی ہی شرع مین ایک ہی چیز ایک ہی کام بُری اعتقاد بُرے نیت سی اور وہی چیز وہی کام بھلی اعتقاد بھلی نیت سے حرمت و حلت مین بدل سکتی ہین جیسے نماز اخلاص سے فرض ہو اور ریا سی اشد حرام ہے تو ہم کہ سکتے ہین کہ اگر انبیاؑ یا اولیاؒ حسب صور ثلثہ وسیلہ ٹھہرائے گئے تو مشروع ہو اور اگر انجاح مرام مین مستقل سمجھے گئے تو نامشروع و حرام وسیلہ مشروع مین مخالفین کی تقریر مختلف و پریشان ہی ابن تیمیہ و ابن قیمؒ کہین اقرار کرتی ہین کہین انکار ابن تیمیہؒ اپنی فتوی مین جو اشہر الفتاوی سی ہی اقرار کرتے ہین اور صراط المستقیم وغیرہ مین انکار بادی اول انکار کا یہی شخص ہو ابن قیم بھی اقرار و انکار مین اپنی اوستاد کا قدم بقدم ہو کتاب الکبائر مین جواز کا قائل ہی اغاثۃ اللہفان وغیرہ مین صریح منکر چنانچہ اسکا بیان کیا جائیگا محمد بن عبدالوہاب کو اس مقدمے مین بہ تقلید ابن تیمیہ انتہا درجے کا تعصب ہوا یہ علانیہ استغاثہ بآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کفر لکہتا ہی عبدالوہاب نجدی نے توحید و رد اشراک مین ایک رسالہ مستقل لکھا اوسمین انتہا درجی کو پوچ بکا ہی پھر محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اوسکا خلاصہ و خلاصہ در خلاصہ کیا کتاب التوحید مین محمد بن عبدالوہاب نجدی لکھتا ہی و واحدٌ یعبدُ الاوثانَ کما فی حدیثِ الترمذی حیث یعظم قبرَ النبیّ ویقفُ عندہ کما یقفُ فے الصلوۃ واضعًا یدہٗ الیمنیٰ علےٰ ید الیسریٰ ویقول یا رسولَ اللہِ اسئلکَ الشفاعۃَ یا رسولَ اللہ ادعُ اللہ فی قضاء حاجتے دنیاویہ و یعتقدُ ندائہ سببًا لحصولِ مرادہٖ یعنی بعض لوگ بتون کی پرستش کرتی ہین

اسلیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی تعظیم کرتے ہین اور سامنے قبر کے واہنی ہاتھہ کو
بائین ہاتھہ پر رکہکی کھڑے ہوتے ہین جیسے نماز مین اور کہتی ہین کہ یا رسول اللہ ہم آپ سے
شفاعت چاہتے ہین یا رسول اللہ اللہ تعالی سے دعا کیجیے کہ وہ میری حاجت برلائے اور
اس قسم کی ندا کو باعث حصول مقاصد سمجھتے ہین جب یہ کتاب مکۃ معظمہ مین آئی علماے
مکۃ معظمہ نے ۱۲۱۰ ہجری مین اوسکا جواب لکھا اور ہدیۃ مکیۃ نام رکھا ہدیہ مکیہ مین ہی لعنۃ
اللہ علی الاعداء کیف جعل الملعون النجدی قبر النبی صلی
اللہ علیہ وسلم وثنا وتعظیمہ عبادۃ وشرکا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من زار قبری وجبت لہ شفاعتی وصرح المکی والماوردی
والذہبی والزین المالکی وغیرہم فی اداب الزیارۃ بان
یقف کما یقف فی الصلوۃ قال المراغی ینبغی لکل مسلم اعتقاد
کون زیارتہ صلی اللہ علیہ وسلم قربۃ للاحادیث الواردۃ فی ذلک ولقولہ
تعالی ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک الایۃ لان تعظیمہ صلی اللہ
علیہ وسلم لا ینقطع بموتہ وقد استدل کافۃ العلماء بہذہ الایۃ علی
استواء حالتہ صلی اللہ علیہ وسلم ویقرء ہذہ الایۃ حین الحضور
بموقفہ والاستغفار والاستشفاع بجنابہ الاقدس من زمن الصحابۃ
رضی اللہ عنہ الی ہذا الیوم انتہی مختصرا یعنی خدا کی لعنت دشمنون پر نازل ہو
دیکھو اس ملعون نجد کے رہنے والی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو بت بنایا اور قبر
مبارک کی تعظیم کو عبادت و شرک ٹھہرایا حدیث مین ہی کہ آپ نے فرمایا جو شخص ہماری
قبر کی زیارت کریگا اوسپر شفاعت واجب ہوجائیگی مکی وماوردی وذہبی وزین
مالکی وغیرہ نے آداب زیارت مین لکھا ہی کہ قبر شریف کی سامنے اس طور سے کھڑا ہونا چاہیے
جیسے نماز کی حالت مین کھڑے ہوتے ہین مراغی کا قول ہی کہ مسلمان کو چاہیے کہ زیارت
کو عبادت سمجھے کہ اسمین حدیثین وارد ہین اور اللہ تعالی فرماتا ہی کہ اگر وہ ظلم کرین اپنی
جانون پر پھر آوین آپ کی پاس اور مغفرت چاہین اللہ سے اور مغفرت چاہین اونکے

واسطے رسول توبا وین اللہ کو معاف کرنے والا مہربان اسلیے کہ تعظیم آپکی موت سے تمام نہین ہوگئی اسی آیت سے تمام علما نے اس امر پر استدلال کیا ہی کہ آپ کی حالت موت وحیات مین برابر ہی اور یہ آیت پڑھی جاتی ہی حضور مین حاضر ہونے کی وقت اور مغفرت اور شفاعت طلب کرتے ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ رضی اللہ عنہ کے وقت سے لیکر آج تک شوکانی توسل کے پہلی صورت کو کھلم کھلا جائز کہتے ہین اور در النضید مین کوئی تقریر ایسی نہین ہی جس سے دوسری یا تیسری صورتون کا صاف عدم جواز پایا جاتا ہو البتہ صور باطلہ استغاثہ کا بطلان طرق متعددہ سے بیان کیا ہی ہان ایک امر قابل بحث رہا جاتا ہی اوسے اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے شوکانی در النضید مین لکھتے ہین کہ اگر کوئی شخص کسی بزرگ کی مزار پر صرف زیارت کے لیے جائے اور توسل ودعا کا عزم نہ کری تو جائز ہی بشرطیکہ شد رحال اور قصد سفر کا نکری اور اگر توسل کے لیے جائے اور زیارت کو توسل کا تابع ٹھہرائے یا مجموع زیارت وتوسل کا عزم کری تو جائز نہین اسلیے کہ توسل کے واسطے قبر پر جانا ضرور نہین اور نہ یہ ضرور ہی کہ قبر پر جاکے توسل کی وقت صاحب قبر کی طرف اشارہ کیا جاے بلکہ اللہ تعالی سرائر ومخفیات پر بخوبی واقف ہی اوسکو توسل پر اچھی طرح اطلاع ہوتی ہی پھر قبر پر جانے کی ضرورت ہی کیا ہی ہم کہتے ہین کہ زیارت قبور کے لیے شد رحال درست ہی عام ازینکہ توسل بھی مقصود ہو یا نہو اور شد رحال نبی کے مزار کی طرف ہو یا کسی ولی کی اور حدیث لا تشدوا الرحال الا الی ثلثۃ مساجد سے ایک خاص قسم کا سفر ممنوع ہی ورنہ جہاد وحج وتعلیم علم وتجارت وغیرہ کے لیے سفر ممنوع نہین اسیطرح زیارت قبور انبیا علیہم الصلوۃ والسلام وصحابہ وتابعین واولیا وعلما رضی اللہ عنہم کے لیے سفر جائز ہی اس حدیث سے اس سفر کا منہی عنہ ہونا ثابت نہین ہوتا چنانچہ ابن حاج مدخل مین احیاء العلوم سے نقل کرتے ہین ویدخل من جملتہ زیارۃ قبور الانبیاء وقبور الصلحاء والتابعین وسائر العلماء والاولیاء وکل من یتبرک بمشاھدتہ فی حیاتہ یتبرک بزیارتہ بعد وفاتہ ویجوز شد الرحال لھذا الغرض توسل واستغاثہ کے لیے کسی نبی یا ولی کی مزار پر جانا جائز ہی بلکہ اسمین فوائد ہین پہلا فائدہ

توسل واستغاثہ کی اطلاع اچھی طرح اہل قبور کو ہوتی ہی **دوسرا فائدہ** زیارت سے زائد برکت حاصل کرتا ہی **تیسرا فائدہ** بزرگان دین کے مزارات پر حاضر ہونے سے اللہ تعالے مراد برلاتا ہی اللہ تعالی کا یون طریقہ جاری ہی کہ انکے ہاتھ سے انکے سبب سی حاجات کو برلاتا ہی ابن حاج مدخل مین لکھتے ہین جرت سنتہ سبحانہ وتعالی فی قضاء الحوائج علی ایدیھم وبسببھم مولوی اسمعیل دہلوی تقویت الایمان مین استغاثہ وتوسل کو شرک کہتے ہین اپنی مثنوی مین جائز دانسب لکھتے ہین ع

توسل ز مقبول پر انسب ست	ولی فہم معنیش بس اوجب ست
بود معنیش اتباع و دعا	ہمین ست وباقی فریب ودغا

اور ایضاح مین بدعت حقیقیہ یا حکمیہ لکھا ہی حالانکہ صاحب ایضاح نی بدعت کرنے والے پر اطلاق مبتدع کا جائز نہین سمجھا ہی عبارت ایضاح کی یہ ہی کہ بحکم فتوی رئیس العلماء حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ کہ استمداد بمعنے طلب دعا از اموات از جنس بدعات شمردہ اند باوجود آنکہ صاحب استیعاب روایت کردہ کہ در زمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ اعرابی طلب دعاء استسقا از مزار مبارک جناب رسالت مآب علیہ الصلوۃ والسلام نمودہ پس باوجود تحقیق این امر مذکور دران قرن بنا برآنکہ مروج دران قرن نگردیدہ از بدعات شمردہ اند پھر دوسرے مقام پر لکھا ہی استمداد از اہل قبور کہ از اعرابی در زمان حضرت امیر المومنین عمر رض منقول ست وغیرہ ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است اگر فاعلش آنرا ملحق بالسنۃ شمردہ اقتدای ایشان می نماید والا از قبیل بدعات حکمیہ است اگر از ممنوعات شرعیہ نباشد اس خرافات کا کچھ ٹھکانا ہی اولاً ایک چیز ایک کتاب کے حکم سے کفر دوسری سے جائز تیسرے رسالے کی روسے بدعت ٹھہرتی ہی اور بحکم ایضاح بدعت وکفر مین تقابل ہی علے سبیل التنزل اگر ہم استغاثہ کو بدعت تسلیم کرین تو لازم آتا ہی کہ وہ اعرابی مرتکب بدعت کا ہوا اور تمام صحابہ مجوز بدعت کے اسلیے کہ صحابہ سے کسی نے اوسپر انکار نکیا نعوذ باللہ منہ باقی رہا رواج یہ کون کہتا ہی کہ رواج ضروریات سی ہی یہ قید صاحب ایضاح نے اپنی طرف سی لگائی ہی برتقدیر تسلیم ہم کہتی ہین کہ صرف اعرابی سی توسل نہین پایا گیا بلکہ توسل کا طریقہ ایک چلتا پڑا تھا حضرت

عمرؓ نے امساک باران مین جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل کیا اور کامیاب ہوے
تو وسیلے کا طریقہ مستمرہ ہوگیا شفاء السقام مین ہے فسُقُوا فما زالُ یتوسلُ بھذہ
الوسیلۃ حتے سُقُوا جب امساک باران کی شکایت ہوئی حضرت عائشہ صدیقہ
رضی اللہ عنہا نے مزار مبارک پر جو عمارت تھی اوسمین روزن کرنے کا حکم دیا تاکہ آسمان و مزار
فائز الانوار مین حجاب نرہے چنانچہ خوب مینہ برسا ایک اعرابی آپ کی دفن کے بعد آیا قبر مبارک
گر پڑا اور مٹی اپنی سر پر ڈالی اور کہا یا رسول اللہ ہمنے آپکی اور خداوند تعالی کے قول کو سنا
وہ فرماتا ہے وَلَوْ اَنَّھُمْ الآیۃ اور ہمنے نفس پر ظلم کیا اور مغفرت کے لیے آپکی پاس آئی قبر سے
ندا آئی کہ تمھاری مغفرت ہوئی پھر ایسی چیز کو بدعت حقیقیہ یا حکمیہ کہنا خلیفۂ راشد بلکہ
تمام صحابہ کی نسبت کمال درجے کی بے ادبی ہے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کا حوالہ دیا گیا عبارت
کیون نہ لکھی گئی کہ ہم اوسکا مطلب سمجھاتی صاحب ایضاح نے بدعت کو سیئہ مین منحصر سمجھا ہے
یہ کیا ضرور ہے کہ حضرت شاہ صاحب ایسی مذہب کو قبول فرمائین سوال وجواب کی عبارت یہ ہے
سوال از انبیا علیہم الصلوۃ والسلام واولیای کرام وشہدای عظام وصلحای عالی مقام
بعد موت شان استمداد باین طور کہ یا فلان از حضرت حق تبارک وتعالی حاجت مرا بخواہ وشفیع
من شدہ دعا برای من بخواہ درست ست یا نہ جواب استمداد از اموات خواہ نزدیک قبور
باشد خواہ غائبا نہ بی شبہہ بدعت ست در زمان صحابہ وتابعین نبود لیکن اختلاف ست درآنکہ
این بدعت حسنہ است یا سیئہ ونیز حکم مختلف میشود باختلاف طریق استمداد واگر استمداد باین طریق ست
کہ در سوال مرقوم ست پس ظاہر اجواز آن ست زیراکہ درینصورت شرکی نمی آید مانند استمداد
صلحا بدعا والتجا درحال حیات واگر بنوع دیگرست پس حکم آن موافق آن صورت خواہد بود
اس عبارت سے صریح ظاہر ہے کہ شاہ صاحب استمداد کو بدعت حسنہ سمجھتے تھے جیسے صاحب ایضاح بدعت
حقیقیہ یا حکمیہ کہتی ہین مولوی محمد اسحاق دہلوی مائۃ مسائل مین قبور انبیا سے استغاثہ جائز
سمجھتے ہین مسائل اربعین مین ناجائز مائۃ مسائل مین ہے سوال نسبت دوم دعای زائر
باین طور کہ یا رسول اللہ در جناب الٰہی از طرف این کس عرض کنید کہ حاجت من برآید یا ولی اللہ
تو از طرف این کس بجناب الٰہی بگو کہ حاجت من برآید جائز ست یا گناہ کدام گناہ جواب اینصورت

که در سوال مرقوم ست صورت استمداد ست چنانچه از کتاب کشف الغطا تصنیف شیخ الاسلام واضح
میشود پس این مسئله مختلف فیه است و آن این ست که استمداد نزد قبر از غیر انبیا منکر شده اند آنرا فقها
میگویند که نیست زیارت قبر مگر برای رسانیدن نفع باموات بدعا و استغفار برای شان پس استمداد
نمودن از غیر انبیا نزد قبر ولی یا شهید ممنوع و محظور ست مگر بعضے فقها که قلیل اند بطوری که
در سوال مرقوم جائز داشته اند چنانچه این تفصیل در کتاب کشف الغطا و ترجمہ مشکوة از شیخ عبد الحق
دهلوی و شرح عربی شان مرقوم ست فمن شاء فلینظر فی ترجمة الشیخ اما عبارت
کشف الغطا هکذا و اما استمداد باهل قبور در غیر نبی یا در غیر انبیا صلوات الله علیهم منکر شده آنرا بسیاری
از فقها گویند نیست زیارت مگر برای رسانیدن نفع باموات بدعا و استغفار و قائل گشته اند بآن
بعضے از ایشان و ظاهر آنست که از فقها آنانکه قائل بسمع و ادراک میت اند قائل بجواز اند و آنانکه منکر اند
این را نیز انکار کنند و نیست صورت استمداد مگر همین که محتاج طلب کند حاجت خود از جناب
الهی بتوسل روحانیت بندهٔ مقرب درگاه والا و گوید خداوندا به برکت این بنده که تو رحمت
و اکرام کردهٔ او را برآورده گردان حاجت مرا یا ندا کند آن بندهٔ مقرب و مکرم را ای بندهٔ خدا
و ولی وی شفاعت کن مرا و بخواه از خدای تعالی مطلوب مرا تا قضا کند حاجت مرا پس نیست
بنده درمیان مگر وسیله و قادر و معطی و مسئول پروردگار ست تعالی شانه انتهی و فی شرح المشکوة
العربی للشیخ عبد الحق رح و اما الاستمداد باهل القبور فی غیر النبی صلی الله
علیه وسلم و الانبیاء علیهم السلام فقد انکره کثیر من الفقهاء و قالوا لیس الزیارة
الا الدعاء للموتی و الاستغفار لهم و ایصال النفع الیهم بالدعاء و تلاوة القرآن و اثبته المشائخ
الصوفیة قدس الله اسرارهم و بعض الفقهاء رحمة الله علیهم انتهی و در رساله مالابد که تصنیف
قاضی ثناء الله پانی پتی ست مرقوم ست سجده کردن برای قبور انبیا و اولیا و طواف نمودن
و دعا از انها خواستن و نذر برای ایشان قبول کردن حرام ست بلکه چیزی از آنها بکفر میرساند
و در کتاب شجرة الایمان مرقوم ست و گور را سجده کردن و بوسه دادن و هر دو دست مالیدن
و طواف کردن و از صاحب قبر حاجت طلبیدن و در قبرستان چراغ با افروختن همه مکروه تحریمی ست
انتهی هم کہتے ہین یہ تقریر کئی وجہ سے مخدوش ہی پہلا خدشہ کشف الغطاء و ترجمہ مشکوة و شرح

عربی مشکوۃ مین بڑی دھوم دھام سے استغاثہ و توسل کا جواز لکھا گیا ہی اور منکرین کی اچھی طرح
لی دی کی گئی ہی پھر ایسے کتب کا حوالہ خود نامناسب تھا ہم اس مقام پر پوری عبارت ان
کتابون کی لکھتے ہین تاکہ مجوزین کو دھوکا نہی کشف الغطا مین ہی و این امریست ثابت و
مقرر نزد مشائخ صوفیہ از اہل کشف و کمال تا آنکہ گویند اکثری را فیوض و فتوح از ارواح رسیدہ
امام شافعی گفتہ کہ قبر موسی کاظم تریاق مجرب ست مر اجابت دعا را و حجت الاسلام گفتہ ہر کہ
استمداد کردہ شود بوی در حیات استمداد کردہ شود بوی بعد از ممات و امام رازی گفتہ چون
می آید زائر نزد قبر حاصل میشود نفس او را تعلق خاص بقبر چنانکہ نفس صاحب قبر را و بسبب
این دو تعلق حاصل میشود میان ہر دو نفس ملاقات معنوی و علاقۂ مخصوص پس اگر
نفس مزور قوی تر باشد نفس زائر مستفیض میشود و اگر بعکس بود بر عکس شود و در شرح مقاصد
ذکر کردہ نفع یافتہ میشود بزیارت قبور و استعانت بنفوس اخیار از اموات بدرستیکہ نفس مفارقہ
را تعلقے ہست ببدن و بہ تربتی کہ دفن کردہ شدہ است دران پس چون زیارت میکند
زندہ آن تربت را و متوجہ می شود بسوی نفس میت حاصل میشود میان ہر دو نفس ملاقات
و اضافات و اختلاف کردند درین کہ امداد حی قوی تر است از امداد میت یا بالعکس مختار بعض
محققان ثانی ست و درین باب بعضی روایت میکنند کہ فرمودہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
چون متحیر شوید شما در امور یعنی بر آمد کار پس مدد جوئید از اصحاب قبور شیخ اجل در شرح مشکوۃ گفتہ
کہ یافتہ نمیشود در کتاب و سنت و اقوال سلف صالح چیزیکہ منافی و مخالف این باشد و رد
کند این را و بالجملہ بعد ازانکہ ثابت شد کہ روح باقی ست و او را تعلقے خاص باجزای بدن بعد
مفارقتش از وی و تغیر کیفیت وی نیز ہست کہ بدان علم و شعور بزائران قبر و احوال ایشان
دارد و ارواح کمل کہ در حین حیات ایشان بسبب قرب مکانیت و منزلت از رب العزت
کرامات و تصرفات و امداد داشتند بعد از ممات چون ہمان قرب باقی اند نیز تصرفات دارند چنانکہ
در حین تعلق کلی بجسد داشتند یا بیشتر ازان پس انکار استمداد را وجہی صحیح نمی نماید مگر آنکہ از
اول امر منکر شوند تعلق روح ببدن بالکلیہ و بجمیع وجوہ بعد مفارقت و زوال علاقۂ حیاتی
و آن خلاف منصوص ست و برین تقدیر زیارت و رفتن بقبور ہمہ لغو و بیمعنے گردد و این

امری دیگر ست که تمامه اخبار و آثار وارد برخلاف آن ست و نیست صورت استمداد مگر همین که محتاج طلب کند حاجت خود را از جناب عزت الٰهی بتوسل روحانیت بندهٔ مقرب و مکرم درگاه والا و گوید خداوندا ببرکت این بنده که تو رحمت و اکرام کردهٔ او را برآورده گردان حاجت مرا یا ندا کند آن بندهٔ مقرب و مکرم را که ای بندهٔ خدا و ولی وی شفاعت کن مرا و بخواه از خدا تعالی مطلوب مرا تا قضا کند حاجت مرا پس نیست بنده درمیان مگر وسیله و قادر و معطی و مسئول پروردگار ست تعالی شانه و دروی هیچ شایبهٔ شرک نیست چنانکه منکر وهم کرده و آنچنانست که توسل و طلب دعا از صالحان و دوستان خدا در حالت حیات کنند و آن جائز ست باتفاق پس این چرا جائز نباشد و فرقی نیست در ارواح کاملان در حین حیات و بعد از ممات مگر بترقی کمال شیخ عبدالحق محدث دہلوی ترجمہ مشکوۃ میں لکھتے ہیں اما استمداد باہل قبور در غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا غیر انبیا علیہم السلام منکر شده اند آنرا بسیاری از فقها میگویند نیست زیارت قبور مگر از برای دعای موتی و استغفار برای ایشان و رسانیدن نفع بایشان بدعا و استغفار و تلاوت قرآن و اثبات کرده اند آنرا مشائخ صوفیه قدس اللہ اسرارہم و بعضے فقها رحمۃ اللہ علیہم واین امر محقق و مقرر ست نزد اہل کشف و کمال از ایشان تا آنکه بسیاری را فیوض و فتوح از ارواح رسیده واین طائفه را در اصطلاح ایشان اویسی خوانند امام شافعی گفته است رحمۃ اللہ علیہ قبر موسی کاظم تریاق مجرب ست مر اجابت دعا را و حجۃ الاسلام امام غزالی گفته هر که استمداد کرده میشود بوی در حیات استمداد کرده میشود بوی بعد از وفات و یکی از مشائخ عظام گفته است دیدم چهار کس را از مشائخ تصرف میکنند در قبور خود مانند تصرفهای ایشان در حیات خود یا بیشتر شیخ معروف و عبدالقادر جیلانی و دو کس دیگر را از اولیا شمرده اند و مقصود حصر نیست آنچه خود دیده و یافته است گفته سیدی احمد بن زروق که از اعاظم فقها و علما و مشائخ دیار مغرب گفت که روزے شیخ ابوالعباس حضرمی از من پرسید امداد حی قوی ست یا امداد میت من گفتم قومی میگویند که امداد حی قوی ترست و من میگویم که امداد میت قوی ترست پس شیخ گفت نعم زیرا که وی در بساط حق ست و در حضرت اوست ونقل درین معنی ازین طائفه بیشتر از انست که حصر و احصار کرده شود و یافته نمیشود در کتاب و سنت و اقوال سلف صالح چیزی که منافی و

مخالف این باشد ورد کند این را و تحقیق ثابت شده است بآیات و احادیث که روح باقیست
و او را علم و شعور بزائران و احوال ایشان ثابت و ارواح کامله را قربی و مکانی در جناب حق ثابت ست
چنانکه در حیات بود یا بیشتر از ان و اولیاء را کرامات و تصرف در اکوان حاصل ست و آن نیست
مگر ارواح ایشان را و آن باقیست و متصرف حقیقی نیست مگر خدا عز شانه و همه بقدرت اوست
و ایشان فانی اند در جلال حق در حیات و بعد از ممات پس اگر داده شود مر احدی را چیزی بوساطت
یکی از دوستان حق و مکانتی که نزد خدا دارد دور نباشد چنانچه در حالت حیات بود و نیست فعل
و تصرف در هر دو حالت مگر حق را جل جلاله و عم نواله و نیست چیزی که فرق کند میان هر دو حالت
و یافته نشده است دلیل بران در شرح بخاری شیخ ابن حجر در شرح حدیث لعن الله الیهود
والنصاری اتخذوا قبور انبیائهم مساجد گفته است این بر تقدیریست که نماز گزارد بجانب
قبر از جهت تعظیم وی که آن حرام ست باتفاق و اما اتخاذ مسجد در جوار پیغمبری یا صالحی و نماز گزارد
نزد قبر وی نه بقصد تعظیم قبر و توجه بجانب قبر بلکه بنیت حصول مدد از وی تا کامل شود ثواب
عبادت ببرکت قرب و مجاورت مر آن روح پاک را حرجی نیست در آن و در آخر باب چیزی
باید متعلق باین سخن و تمام کرد این بحث ان شاء الله تعالی در کتاب جهاد و در قصه قتلی بدر والله
اعلم۔ آگے عبارت ترجمہ مذکور کے کتاب الجهاد میں یہ ہے و اما استمداد باہل قبور منکر شده اند آن را بعض
فقها اگر انکار از جهت آنست که سماع و علم نیست ایشان را بزائران و احوال ایشان پس
بطلان او ثابت شد و اگر سبب آنست که قدرت و تصرف نیست مر ایشان را در ان موطن
تا مدد کنند بلکه محبوس و ممنوع اند و مشغول بانچه عارض شده است مر ایشان را از محنت و شدت
انچه باز داشته است از دیگران ممنوع که این کلیه باشد خصوصا در شان متقین که دوستان
خدا اند شاید که حاصل شود ارواح ایشان را از قرب در برزخ و منزلت و قوت و قدرت بر شفاعت
و دعا و طلب حاجات مر زائران که متوسل اند بایشان چنانکه روز قیامت خواهد بود و چیست دلیل
بر نفی آن و تفسیر کرده است بیضاوی آیه کریمه والنازعات غرقا الآیه بصفات نفوس فاضله
در حال مفارقت از بدن که کشیده میشوند از ابدان و نشاط میکنند بسوی عالم الملکوت و سیاحت
میکنند در آن پس سبقت میکنند بحظائر قدس پس میگردند بشرف و قوت از مدبرات است

شعوری چه میخواهند ایشان باستمداد و امداد که این فرقه منکر اند آنرا از انچه ما می فهمیم از آن
انیست که داعی محتاج فقیر الی الله دعا میکند خدا را و طلب میکند حاجات خود را از قرب
جناب عزت و غنای وی و توسل میکند بروحانیت این بندهٔ مقرب مکرم در درگاه عزت وے
و میگوید خداوندا ببرکت این بندهٔ تو که رحمت کردهٔ بروی و اکرام کردهٔ او را و لطف و کرمی
که بوی داری برآورده گردان حاجت مرا که تو معطی کریمی یا ندا میکند این بندهٔ مقرب را که
ای بندهٔ خدا و ولی وی شفاعت کن مرا و بخواه از خدا که بدهد مسئول و مطلوب مرا و قضا
کند حاجت مرا پس معطی و مسئول و مامول پروردگار ست تعالی و تقدس و نیست این بنده
درمیان مگر وسیله و نیست قادر و فاعل و متصرف در وجود مگر حق سبحانه و اولیاء خدا فانی و
هالک اند در فعل الهی و قدرت و سطوت وی نیست ایشان را فعل و قدرت و تصرف نه اکنون
که در قبور اند و نه در ان هنگام که زنده بودند در دنیا و اگر این معنی که در امداد و استمداد ذکر کردیم
موجب شرک و توجه بماسوای حق باشد چنانکه منکر زعم میکند پس باید که منع کرده شود توسل
و طلب دعا از صالحان و دوستان خدا در حالت حیات نیز و این ممنوع نیست بلکه مستحب
و مستحسن ست باتفاق و شائع ست در دین و اگر میگویند که ایشان بعد از موت معزول شدند
و بیرون آورده شدند از آن حالت و کرامت که بود ایشان را در حالت حیات چیست دلیل
بر آن یا گویند که مشغول و ممنوع شدند بانچه عارض شدند از آفات بعد از ممات پس این
کلیه نیست بر دوام و استمرار آن تا روز قیامت نهایت اینکه این کلیه نباشد و قاعدهٔ استمداد
عام نباشد بلکه ممکن ست که بعضے منجذب باشند بعالم قدس و مستهلک باشند در لاهوت
حق چنانکه ایشان را شعوری و توجهی بعالم دنیا نمانده باشد و تصرفی و تدبیری در وی نه چنانکه
درین عالم نیز از تفاوت حال مجذوبان و متمکنان ظاهر میگردد و نعم اگر زائران اعتقاد کنند
که اهل قبور متصرف و مستبد و قادر اند بے توجه بحضرت حق و التجا بجانب وی تعالی ست
چنانکه عوام و جاهلان و غافلان اعتقاد دارند و چنانکه میکنند انچه حرام و منهی عنه است
در دین از تقبیل قبر و سجده مر آن را و نماز بسوی وی و جز آن که از آن نهی و تحذیر واقع
شده است این اعتقاد و این افعال ممنوع و حرام خواهد بود و فعل عوام اعتباری ندارد

وخارج بحث ست وحاشا از عالم شریعت و عارف باحکام دین که اعتقاد بکنند این اعتقاد
وا واین فعل را بکنند وآنچه مروی ومحکی ست از مشائخ اہل کشف در استمداد از ارواح کمل
واستفاده ازان خارج از حصر ست ومذکور ست در کتب ورسائل ایشان ومشهور ست میان
ایشان حاجت نیست که آنرا ذکر کنم وشاید که منکر متعصب سود نکند اورا کلمات ایشان
عافانا الله من ذلک سخن درینجا از وجه علم وشریعت ست آری مروی ومسنون در زیارت سلام
بر موتی واستغفار مر ایشان را وقرأت قرآن ست ولیکن درانجا نهی از استمداد نیست
پس زیارت برای امداد موتی واستمداد از ایشان هر دو باشد بر تفاوت حال زائر ومزور باید دانست
که خلاف در غیر انبیاست صلوات الله وسلامه علیهم اجمعین که ایشان احیا اند بحیات حقیقی
دنیاوی باتفاق واولیا بحیات اخروی معنوی وکلام درین مقام بحد اطناب وتطویل کشیده
بر رغم منکران که در قرب این زمان این فرقه پیدا شده منکر استمداد واستعانت را از اولیای
خدا که نقل کرده شده اند ازین دار فانی بدار بقا وزنده اند نزد پروردگار خود ومرزوق اند و
خوشحال اند ومر مردم را ازان شعور نیست ومتوجهان بجناب ایشان را مشرک بخدا وعبدهٔ اصنام
میدانند ومیگویند آنچه میگویند شرح عربی مین شیخ نی اسی مضمون کو عربی مین لکھا ہی اوسکا ذکر باعث
تطویل واعادهٔ مضمون خیال کرکے ترک کیا گیا دیکھیے جو کچھ شیخ الاسلام وشیخ عبد الحق
دہلوی قدس اسرارہما نے جواز استمداد واستغاثہ مین لکھا ہی اس سے بڑھکر کوئی شخص کیا
لکھیگا انکی کلام کو عدم جواز پر استدلال کرنا خطای فاحش ہی دوسرا خدشہ صاحب
مائۃ لکھتے ہین کہ بعض فقہا جو قلیل ہین جواز کے قائل ہین ہم کہتے ہین یہ غلط فہمی ہی
اسلیے کہ عبارت منقولہ مین کہین یہ امر نہین لکھا ہی شاید اس عبارت سے ومنکر شده اند انرا
بسیاری از فقها یہ خیال کیا گیا ہو کہ بعض فقہا جو قلیل ہین وہ مجوزین سے ہین حالانکہ یہ
کثرت اضافی نہین ہی اسپر دلیل یہ ہی کہ شیخ خود ایک مقام پر فرماتے ہین ومنکر شده اند انرا
بعض فقها تیسرا خدشہ یہ تقریر رسائل اربعین سے خلاف ہی جو مائۃ کی تصنیف کے
دس برس بعد لکھی گئی ہی اربعین مین استعانت واستمداد باقسامہا ناجائز لکھی گئی علاوہ اسکے
اربعین مین شیخ کی عبارت لکھکے تحریر کرتے ہین حق آنست که انکار فقها عام ست ازانکه

استمداد از قبور انبیا کنند یا از قبور غیر ایشان ہم جائز نیست چنانکہ از عبارت دیگر کتب فقہا کہ درین جواب
ایراد کردہ میشود واضح خواہد گردید منجملہ آن صاحب مجمع البحار آوردہ من قصد بزیارۃ قبور الانبیاء
والصلحاء ان یصلی عند قبورھم ویدعو عندھا ویسئلھم الحوائج
فھذا لا یجوز عند احد من علماء المسلمین فان العبادۃ وطلب الحوائج
والاستغاثۃ حق اللہ وحدہ انتہی قال البغوی فی المعالم یقال
الاستعانۃ نوع تعبد العبادۃ الطاعۃ مع
التذلل والخضوع وسمی العبد عبدا لذلتہ
وانقیادہ یقال طریق تعبد ای مذلل اسکے بعد حدیث اذا سئلت
فاسئل اللہ کو لکھا ہی ہم کہتے ہین کہ صاحب اربعین نے فقہا کا انکار کیا نہین لکھا
صاحب مجمع البحار فقیہ ہین نہ اونکی عبارت کا وہ مطلب ہی جو صاحب اربعین نے سمجھا ہی بلکہ اوسکا
مطلب یہ ہی کہ مستقل سمجھکے سوال ناجائز ہی اسکی دلیل یہ ہی کہ طلب حوائج و استغاثہ کو اللہ تعالی کا
حق قرار دیتا ہی اگر عام سمجھا جائے تو اگر کسی شخص سے وضو کے لیے پانی مانگا جاے تو اس سے
شرک لازم آئیگا علی ہذا البغوی کی عبارت کا بھی مضمون ہی اور بغوی بھی فقہا سے نہین شمار کیے جاتے
اور صاحب اربعین نے حدیث کا مطلب بھی نہین سمجھا ہی اسکا مطلب ہم بیان کرینگے چوتھا خدشہ
عبارت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی مفید مطلب صاحب مایۃ المسائل نہین ہو سکتی علامۃ رشید
المتکلمین مولانا رشید الدین دہلوی قدس سرہ ایک استفتا کی جواب مین بعد نقل اس عبارت
کی تحریر فرماتی ہین ودعا را از اموات خواستن کہ درین عبارت نہی از ان وارد ست معنیش آنکہ اموات
را مدعو و قاضی حاجات گردانیدن وحاجت خود را از انہا طلب کردن نہ آنکہ انہارا واسطہ لعرض
بجناب الہی گردانیدن ومدعو حقیقی قاضی الحاجات خدای تعالی را دانستہ چہ درین صورت
اہل قبور مدعو حقیقی نمی شوند بلکہ مدعو حقیقی خدای تعالی میشود بعد اسکے مولانای ممدوح امام ربانی
رح کا مسلک بیان فرماتی ہین بلکہ استمداد غائبانہ از غیر بنوعی کہ علم آن بندہ را مثل علم حضرت
حق محیط نداشتند در وقت ذکر و مراقبہ جائز داشتہ اند وہم در عینی در شرح برزخ روایت کردہ است
کہ ہرگاہ شخصے مردہ را یاد میکنند اللہ تعالی ہیچ یا فرشتہ را امر می فرماید کہ پیغام این شخص بآن برسانند

انتہی پانچوان خدشہ تحفۃ الایمان کی عبارت مذاق منکرین کی خلاف ہی اسلیے کہ وہ مکروہ تحریمی لکھتا ہی شرک وکفر نہین لکھتا چھٹا خدشہ اگرچہ صاحب مائۃ المسائل سماع موتی کا انکار کرتے ہین مگر سید الطائفہ تو منکر نہین اور جب منکرین جواز وتوسل وہی لوگ ہین جو سماع موتی کی قائل نہین تو مخالفین کو عموما اور صاحب ایضاح کو خصوصًا چار ناچار ہماری بات ماننی پڑیگی صراط المستقیم مین ہی بسبب برکت بیعت ومین توجہات آنجناب ہدایت مآب روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین وجناب حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند متوجہ حال حضرت ایشان گردیدہ وتا قرب یکماہ فی الجملہ تنازعی درمابین روحین مقدسین درحق حضرت ایشان ماندہ زیراکہ ہر واحد از ہر دو امام تقاضائی جذب حضرت ایشان تمامہ بسوی خود میفرمودند تا آنکہ بعد انقراض زمانہ تنازع و وقوع مصالحت بر شرکت روزی ہر دو روح مقدس بر حضرت ایشان جلوہ گر شدند وتا قریب یکپاس ہر دو امام بر نفس نفیس حضرت ایشان توجہ قوی وتاثیر زور آوری فرمودند تا اینکہ درہمان یکپاس حصول نسبت ہر دو طریقہ نصیب حضرت ایشان گردید جب یہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہوچکی کہ استغاثہ وتوسل مین منکرین باہم مختلف ہین کوئی کچھ کہتا ہی کوئی کچھ تو انکی تقاریر جو عدم جواز استغاثہ مین پیش کی جاتی ہین مع جوابات کے سمجھہ لینا چاہیے پہلی تقریر حق تعالی جل شانہ فرماتا ہی اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ یعنی تجھی کو بندگی کرین اور تجھی سے مدد چاہین اس آیت سی معلوم ہوتا ہی کہ جسطرح عبادت اللہ تعالی سی خاص ہی اوسیطرح استعانت اس تقریر کا جواب کئی طرح سے پیش کرتا ہون پہلا جواب جو چیز مقدور بشر نہین ہی بلکہ اللہ تعالی کی خاص قبضۂ قدرت مین ہی اُسمین خدا ہی سے استعانت کرنی چاہیے ایسے امر کا کسی بشر سے چاہنا جائز نہین قاضی شوکانی در النضید فی اخلاص کلمۃ التوحید مین لکھتے ہین واما ما لا یقدِرُ علیہ الا اللہُ جل جلالہٗ فلا یُستَعانُ فیہ الا بہ ومنہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ یعنی جو خاص مقدور باری تعالی ہی ایسے امر مین سوای اللہ تعالی کی کسی سے استعانت جائز نہین ہان جو مقدور بشر ہی اوسمین بالاتفاق انسان سی استعانت جائز ہی اللہ تعالی فرماتا ہی تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى دوسری مقام پر فرماتا ہی فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ

ایک جگہ ارشاد ہوتا ہی وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ فَعَلَیْکُمُ النَّصْرُ
اگر اس قسم کی استعانت منع ہوتی اللہ تعالی اس سے منع فرماتا جیسے عبادت غیر کو جا بجا منع فرماتا
ہی احادیث سے ثابت ہوتا ہی کہ حاجت ایسے لوگون سے طلب کرنی چاہیے جنکی دل نرم ہین جو لوگ
سخت دل ہین اونسی حاجت کا طلب کرنا نہ چاہیے اگر یہ امر نا مشروع ہوتا تو آپ کیون فرماتے
جامع صغیر مین طبرانی سے مروی ہی اُطْلُبُوا الْحَوائِجَ اِلیٰ ذَوِی الرَّحْمَةِ
مِنْ اُمَّتِیْ تُرْزَقُوْا وَتُنْجِحُوْا بِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ یَقُوْلُ رَحْمَتِیْ
فِیْ ذِی الرَّحْمَةِ مِنْ عِبَادِیْ وَلَا تَطْلُبُوا الْحَوَائِجَ عِنْدَ الْقَاسِیَةِ
قُلُوْبُهُمْ فَلَا تُرْزَقُوْا وَلَا تُنْجِحُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ اِنَّ سَخَطِیْ فِیْهِمْ

راہ سنت مین ہی

	حصر ہو ایاک نعبد نستعین +		استعانت غیر سے لائق نہین	

اگر سید اولاد حسن قنوجی نے جمیع انواع استعانت کا حصر سمجھا ہی تو یہ فرمائین کہ اس شعر کو ذات شریف
نے باستعانت قلم کیون لکھا ایسی جلی استعانت سے وہ کفر و شرک سے کیون کر بچ رہے پھر
تعاونوا علی البر و التقوی کی کیا معنے ہین اور ہجی کر کے یہ بھی ارشاد ہو کہ مصحف
عثمانی مین ایاک نعبد نستعین کہان ہی اور کلام پاک مین تحریف یا الفاظ مکرر کا حذف و اسقاط
کب جائز ہی تفسیر مظہر العجائب مین ہی کہ ایک دن مولوی سدن اور مرزا قتیل اور میان انشاء اللہ
خان کے روبرو نواب سعادت علی خان نے میر دلدار علی صاحب مجتہد سے پوچھا کہ بعض شیعون
کو جو قرآن کی کمالیت اور صحت مین تردد ہی اسکی کیا وجہ ہی فرمایا اسکے بہت وجوہ ہین اونمین
عمدہ یہہ ہی کہ اس قرآن موجود مین الفاظ اور آیات وغیرہما کے تکرار بے شمار ہی کہ وہ من رأسہ واجب
الحذف اور متحتم الاسقاط ہی اسواسطے کہ قرآن شریف اشرف الکلام ہی اور تکرار اس شرف کے
مانع نواب نے فرمایا یہ کیا ارشاد ہوتا ہی اگر قرآن اشرف الکلام ہی انسان اشرف الانام ہی
ہر انسان مین چشم گوش پستان صدغین دست پا اثنین مکرر ہین چاہیے کہ یہ بھی واجب
الحذف اور متحتم الاسقاط ہوئین تا انسان کا شرف جلوہ فرمائے فبہت الذی کفر انتہی
راہ سنت مین اس قسم کی تحریفات اکثر واقع ہین معلوم نہین جہالۃ مین یا سہوا یا عمدا مختصر یہ ہے

کہ اس آیت سے جمیع اقسام استعانت کا حصر ذات باری تعالی مین کسینے نہ سمجھا نہین تو
سخت مشکل کا سامنا آن پڑے قدم قدم پر آدمی کافر و مشرک ٹھہرے سوا اسکے یہ آیت تَعَاوَنُوا
عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى سے معارض ہوجائیگی دوسرا جواب استعانت بالغیر جسمین غیر پر
اعتماد کلی کیا جاے اور مظہر عون الٰہی نہ سمجھا جاے شرعا ناجائز ہی اگر مظہر عون الٰہی سمجھکر خدا کی
کارخانہ اسباب و حکمت کا خیال کرکے استمداد کیا جای تو یہ استعانت بالغیر نہین بلکہ استعانت
باللہ ہی تفسیر عزیزی مین ہی درینجا باید فہمید کہ استعانت از غیر بوجہی کہ اعتماد بر آن غیر باشد
و اورا مظہر عون الٰہی نداند حرام ست و اگر التفات محض بجانب حق ست و اورا یکی از مظاہر
عون دانستہ و نظر بہ کارخانہ اسباب و حکمت او تعالی در آن نمودہ بغیر استعانت ظاہر مینماید
دور از عرفان نخواہد بود و در شرع نیز جائز و رواست و اولیا و انبیا این نوع استعانت بغیر کردہ اند
و در حقیقت این نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق ست لا غیر اگر استعانت
سی یہ قسم خاص مراد ہی تو حصر کی معنی بن سکتے ہین تیسرا جواب آیات احکامی پانسو اور
احادیث احکامی تین ہزار ہین یہ آیت آیات احکامی سے نہین ہی تفسیر احمدی مین ہی سورۃ
الفاتحۃ خالیۃ عن تعیین المسائل چوتھا جواب یہ آیت قطعیات سی نہین ہے
بلکہ ظنیات سے یہان استعانت محتمل المراد ہی بیضاوی مین ہی المراد طلب المعونۃ
فی المہمات کلہا او فی العبادۃ فالمعنے نعبد لک و نستعین بک
مدارک مین ہی و یجوز ان یراد الاستعانۃ بتوفیقہ علی اداء العبادۃ جواہر التفسیر
وغیرہ مین ہی صحابہ اور تابعین اور بعض مفسرین نے اس آیت کریمہ کی تفسیر بالفاظ مختلفہ
فرمائی ہی حسن بصری نے کہا نعبد ای نطیع اور مقاتل بن سلیمان نے فرمایا نستعین
ای نستغیث عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ معناہ نوحد و نستعین
علی عبادتک ابن عیینہ سے مروی ہی کہ معناہ نخشع و نخضع و نستعین علی محاربۃ
الشیطان تیسیر مین ہی کہ معناہ ایاک نعبد بظواہرنا و ایاک نستعین فی
حفظ بواطننا ایاک نعبد علی الرجاء و ایاک نستعین علی الخوف
ایاک نعبد علی الشکر و ایاک نستعین علی الصبر

جب آیت ظنیات سی ٹھہری تو اس سے ایک حکم خاص کیونکر نکال سکتی ہین آرباب عرفان اسے کچہ اور ہی سمجھتے ہین جواہر التفسیر وغیرہ مین ہی کہ ارباب عرفان فرماتے ہین کہ نَسْتَعِیْنُ کے معنی طلب عون اوطلب معونت نہین ہین بلکہ طلب عین وطلب معاینہ ہین یعنی الٰہی ہمکو وہ مرتبہ عنایت ہو کہ ہم عبادت کے وقت معاینہ کے مقام مین پونہچین گویا تجکو بچشم سر دیکہتے ہین الحاصل جب آیت اسقدر معنی کی متحمل ہوئی تو بحکم اذا جاء الاحتمال فبطل الاستدلال حسب منشاء منکرین قابل احتجاج نہوگی دوسری تقریر اللہ تعالی جل شانہ فرماتا ہے

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ

یعنی آپ کا اختیار کچہ نہین یا اونکو توبہ دی یا اونکو عذاب کرے کہ وہ ناحق پر ہین اس آیت سے صاف ظاہر ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی قسم کا اختیار نہین جب اختیار مسلوب ہوا تو پھر توسل جائز نہوگا ہم کہتے ہین اس آیت کی شان نزول مین اختلاف ہی بعضے مفسرین کہتے ہین کہ صفر سنہ ہجری مین آنحضرت صلعم نے ستر صحابہ کو جو قراء تھے با مارت منذر بن عمرو اہل بیر معونہ کی طرف بھیجا تاکہ اون لوگون کو قرآن شریف کی تعلیم کرین اور علم سکھائین عامر بن طفیل نے سب کو شہید کیا اس حادثے سی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا رنج ہوا ایک مہینے تک ہر نماز مین آپ نے دعاء قنوت پڑھی اور اوس قبیلے پر لعنت فرماتے رہی جب یہ آیت نازل ہوئی حضرت انس رضی اللہ عنہ سی مروی ہی کہ جنگ اُحُد مین جب آپ کی دانت شہید ہوی اور آپ کے سر مین زخم پونہچا جس سے خون جاری ہوا آپ نے فرمایا کیونکر ایسی قوم کو فلاحیت ہوگی جسنے اپنے نبی کے سر کو زخمی کیا اور اپنے نبی کے دانت کو توڑا اور آپنے کفار کے لیے دعاء بد کی اوسوقت اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی ان دونون صورتون مین اس آیت سے توسل واستغاثہ کی اقسام ثلثہ سے کسی قسم کی نفی نہین پائی جاتی اسلیے کہ اس آیت مین دعاء بد کی ممانعت ہی نہ جواز توسل واستغاثہ کی قاضی شوکانی نے در النضید مین اس تقریر کا عمدہ جواب لکھا ہی چنانچہ تیسری تقریر کے جواب مین لکھا جائیگا تیسری تقریر اللہ تعالی فرماتا ہی قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ یعنی کہدیجیے کہ نہین اختیار رکہتا مین اپنی جان کی کچہ نفع ونقصان مین مگر جو کچہ کہ چاہے اللہ تعالی

منکرین کی دوسری تقریر عدم جواز توسل مین آیہ لیس لک من الامر شیء

منکرین کی تیسری تقریر عدم جواز توسل مین آیہ قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ اور اوسکا جواب

نصیحت المسلمین مین ہی اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ مدد چاہنا اور حاجتین مانگنا سوای اللہ
کے کسی سے نہ چاہیے پیر ہون یا پیمبر اولیا ہون یا شہید ہم کہتے ہین کہ جرح کے نزدیک نفع و ضرر کے
معنے ہدایت و ضلالت ہین یعنی آپ بدون مشیت اللہ تعالی کی ہدایت و ضلالت کے مالک نہین
پھر اس تقدیر پر اس آیت کو عدم جواز توسل و استغاثہ سے کچھ تعلق نہ رہا سوا اسکے یہ آیت عجز و
اظہار عبودیت کے لیے ہی تفسیر مدارک مین ہی هُوَ اظهارٌ للعبودية پھر محل نزاع مین اسی
آیت سے استمساک صحیح نہین اور نہ اس سے اقسام ثلثہ توسل سی کسی قسم کا عدم جواز ثابت
ہوسکتا ہی در النضید مین ہی وَلیسَ فیہما منعُ التوسلِ بہ او بغیرہِ من الانبیاءِ
والاولیاءِ والعلماءِ وقد جعل اللہ لرسولہ صلی اللہ علیہ وسلم
المقامَ المحمودَ مقامَ الشفاعةِ العظمی وارشدَ الخلقَ الی
ان یسألوہ ذلک ویطلبوہ منہ یعنی اس آیت مین اور آیت سابق مین
امتناع توسل کا بیان نہین ہی عام ازینکہ توسل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو یا کسی دوسر
انبیا سی یا اولیا یا علما سی اللہ تعالی نے اپنے نبی کے لیے مقام محمود مقام شفاعت عظمی بنایا ہی
اور خلق کو ہدایت کی ہی کہ اللہ تعالی سے اسکی دعا کرین چوتھی تقریر حق تعالی فرماتا ہی وَیَعبُدُونَ
مِنْ دُوْنِ اللہِ مَا لَا یَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ وَیَقُوْلُوْنَ ھٰٓؤُلَاۗءِ
شُفَعَاۗؤُنَا عِنْدَ اللہِ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللہَ بِمَا لَا یَعْلَمُ فِی السَّمٰوٰتِ
وَلَا فِی الْاَرْضِ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ یعنے پوجتے ہین سوا ے
اللہ کے ایسی چیز کو کہ نہ کچھ فائدہ دیوے اونکو نہ کچھ نقصان اور کہتے ہین یہ لوگ ہماری سفارشی ہین
اللہ کے پاس اونسی کہنا چاہیے کیا بتاتے ہو تم اللہ کو جو نہین جانتا وہ آسمانون مین اور نہ
زمین مین سو وہ نرالا ہی اونسی جنکو یہ شریک بتاتے ہین یعنی جنکو لوگ پکارتے ہین اونکو اللہ نے
کچھ قدرت نہین دی نہ فائدہ پونہچانی کی نہ نقصان کر دینے کی اور یہ جو کہتی ہین کہ ہماری سفارشی
ہین اللہ کی پاس یہ بات تو اللہ نی نہین بتائی پھر کیا تم اللہ سے زیادہ خبردار ہوا وسکو بتاتے ہو
جو نہین جانتا تقویت الایمان مین ہی اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام آسمان و زمین مین کوئی
کسیکا ایسا سفارشی نہین ہی کہ اُسکو مانیے اور اُسکو پکارئیے تو کچھ فائدہ یا نقصان پونہچے بلکہ

مخالفین کی چوتھی تقریر عدم جواز توسل مین جسکی آیت ویعبدون من دون اللہ مع جواب

انبیا و اولیا کی سفارش جو ہی سو اللہ کے اختیار مین ہی اونکی پکارنی نہ پکارنے سے کچھ نہین ہوتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسیکو سفارشی بھی سمجھکر پوجے وہ بھی مشرک ہوجاتا ہی انتہی ہم کہتے ہین کہ انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کے سفارش بی شبہہ اللہ کے اختیار مین ہی مگر اس سے پکارنے کی ممانعت نہین نکلی بلکہ یہ بات پائی جاتی ہی کہ اس صورت مین اونکو پکارنا چاہیے تاکہ وہ سفارش کرین اسکی مثال یون ہی کہ اگر کوئی شخص بیمار ہو تو اوسی ایسی دوا کا استعمال کرنا چاہیے جسے خداوند عالم نے اوس مرض کا دافع بنایا ہی تاکہ اوسکے استعمال سے وہ اپنی تاثیر دکھائے مرض دوا کی تاثیر سے زائل ہو مریض کو یہ نہ چاہیے کہ اس خیال سے دوا چھوڑ دے کہ اوسکی تاثیر خداوند کریم کے اختیار مین ہی کھانے پانی کا بھی یہی حال ہی بھوکے پیاسے پر لازم ہی کہ اپنی بھوک پیاس کے عالم مین کھانا کھائے پانی پیے اور خداوند کریم کا شکر بجالائے جسطرح ضرورت مین دوا کا استعمال کیا جاتا ہی کھانا کھاتے ہین پانی پیتے ہین اسیطرح انبیا و اولیا کو پکارتے ہین نہین تو اَعِینُونِی عِبَادَ اللہِ کہنے کی ضرورت کیون داعی ہوتے **پانچوین تقریر** اللہ تعالی فرماتا ہی اَلَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَہُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا کَبَاسِطِ کَفَّیْہِ اِلَی الْمَاءِ لِیَبْلُغَ فَاہُ وَمَا ھُوَ بِبَالِغِہٖ وَمَا دُعَاءُ الْکَافِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلَالٍ یعنی اور جنکو پکارتی ہین اوسکے سوای نہین پونہچتی اونکی کام پر کچہ مگر جیسے کوئی پھیلا رہا ہو دو ہاتھ طرف پانی کی کہ آپونہچی اوسکی مُنہ تک اور وہ کبھی نہ پونہچیگا اور جتنی پکار ہی منکرون کے سب بہکتی ہی اس آیت سے معلوم ہوتا ہی کہ جو غیر خدای تعالی کو پکارتا ہی وہ اونکی کچہ کام نہین آتی تو توسل و استغاثہ ناجائز ٹھہرا ہم کہتے ہین کہ یہ آیت کفار کی شان مین ہی جو اصنام کی عبادت کرتے ہین معالم التنزیل مین ہی ای یعبدون الاصنام اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ یہ استدلال بھی بالاجنبی ہی اسلیے کہ متوسلین سوای اللہ تعالی کے کسی کی عبادت نہین کرتے در النضید مین ہی والتوسل بالعالم مثلا لم یدع الا اللہ ولم یدع غیرہ دونہ ولا دعا غیرہ یعنی جو شخص مثلا کسی عالم سے توسل کرتا ہی وہ سوای اللہ تعالی کی کسی کی عبادت نہین کرتا اور نہ کسی کو معبود سمجھکر پکارتا اور انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کا پکارنا منہی عنہ نہین ہی چنانچہ اواخر رسالہ مین اسکا ذکر کیا جائیگا چھٹی تقریر

منکرین کی پانچوین تقریر عدم جواز توسل مین بتمسک آیۃ الذین یدعون من دونہ الآیۃ مع جواب

اللہ تعالی فرماتا ہی وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ

یعنی اور جنکو پکارتے ہین اللہ کی سوا کچہ پیدا نہین کرتے اور خود آپ پیدا کیے جاتے ہین مردے ہین جنمین جی نہین اور اونکو خبر نہین کہ کب قبرون سے اوٹھلائے جائینگے نصیحت المسلمین مین ہو اسیطرح ہمارے زمانے کے جاہل مسلمان مردے بزرگون سے حاجتین مانگتے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ وہ خود اپنے جینے مرنے مین کسی اور کے محتاج تھے وہ دوسرے کی کیا مدد کرینگے مثل ہی پیر آپ ہی گو درماندے شفاعت کسکی بعض جاہل جو آپکو قابل سمجھتے ہین یون کہتے ہین کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی وقت مین عرب کے کافر بت پوجتی تھے اور اونسے مدد چاہتے تھے سو اللہ نے قرآن شریف مین بتون کی مدد مانگنے سے البتہ منع فرمایا ہی اور کچہ انبیا اولیا کی مدد مانگنے سے نہین منع کیا اوسکا جواب یہ ہی کہ حق تعالی نے جہان شرک سے منع کیا ہی لفظ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کی فرمائی ہی یعنی اللہ کے سوا کسی سے مدد نہ مانگو اور کسیکو نہ پوجو پس اسمین تو سبھی آگئے بت بھی اور اولیا انبیا بھی اور یہ کسی آیت مین نہین فرمایا ہی کہ تم اپنی حاجتین بتون سے تو نہ مانگو لیکن میرے پیغمبرون سے مانگو بلکہ اپنی ذات پاک کے سوا کوئی ہو سب سے منع فرمایا ہی اور مدد تو اوس سے مانگیے جسکو کچہ اختیار بھی ہو اور حق تعالی تو صاف پہلے آیت مین فرما چکا ہی کہ پیغمبر تک کو اپنی جان کا کچہ اختیار نہین مدار رسالا بیچاری کو کون پوچھے اللہ کی روبرو عاجز ہونے مین اور بے اختیار ہونے مین ہم اور بت اور پیغمبر سب برابر ہین لیکن رتبی مین بڑا فرق ہی وہ بندۂ مقبول ہم گنہگار وہ ہمارے نبی سردار اور ہم اونکی امت تابعدار جس طرح اونی سپاہی اور رسالدار بادشاہ کے نوکر ہونے مین دونون برابر مگر مرتبے مین زمین اور آسمان کا فرق فقط ہم کہتے ہین کہ جواز توسل و استغاثہ کی لیے یہ ضرور نہین کہ مستغاث منہ اپنی جینے مرنے پر خود قادر ہو اور نہ اس قسم کی درماندگی مانع شفاعت ہو سکتی اس صورت مین اس آیت سی توسل و استغاثہ مشروع کا عدم جواز نہین پایا جاتا اگر یَدْعُوْنَ کی معنی یَعْبُدُوْنَ مین تو اس آیت کو ما نحن فیہ سی تعلق نرہا اگر یَدْعُوْنَ کی حقیقی معنی لیے جائین جب بھی مقصود یہی ہوگا کہ معبود و حاجت روا سمجہ کے پکارنا نامشروع ہی یہ صورت توسل و استغاثہ کے نہین ہی اگر ہم فرض

مخالفین کی چھٹی تقریر عدم جواز توسل میں یعنی تمسک آیۃ والذین یدعون الآیۃ مع جواب

کرلین کہ اس آیت مین بتون سے توسل و استغاثہ کی نامشروعیت بیان کی گئی ہی تو ہم کہینگے
کہ بیشک بتون سے توسل و استغاثہ نامشروع ہی اور انبیاء اللہ و اولیاء اللہ سے جائز چنانچہ تحفہ
مولانا شاہ عبدالعزیز کے فتاوی مین اسکی تفصیل بیان کی گئی ہی اور اللہ تعالی کے سامنے
عاجز ہونے مین وہابی او ربت بیشک برابر ہین مگر انبیاء اللہ و اولیاء اللہ انکی مساوی المرتبہ
نہین انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کا ایسا پایہ بلند ہی کہ یہ اللہ تعالی کی عالی بارگاہ مین شفاعت
کرسکتی ہین وہابی اور بت مین اتنا جبہ کہان **ساتوین تقریر** اللہ تعالی فرماتا ہی اَفَحَسِبَ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَاۗءَ ۭ اِنَّآ
اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا یعنی اب کیا سمجھے ہین منکر
کہ ٹھہراوین میرے بندی کو میرے سوا حمایتی ہمنے رکھی ہی دوزخ منکرون کی مہمانی نصیحت المسلمین
مین ہی حضرت کے وقت مین کافر دو قسم کے تھے بہت اونمین سے بتون کو پوجتے تھے اور
بعضے کافر پیغمبرون کی روح کو جیسے حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر کی روح کو پوجتے تھے
اور اونسے مرادین مانگتی تھے سو اللہ نے دونون کو کافر کہا اور اس آیت مین اونکو غصّے سے
فرمایا کہ یہ لوگ بڑے احمق ہین کہ میرے بندون کو میرے سوا اپنا حمایتی ٹھہراتے ہین یعنی
اولیاؑ اور پیغمبرؐ ہرچند کہ پاک لوگ ہین لیکن آخر میرے غلام اور میرے بندے ہین میرے
ہوتے اونسے حمایت چاہنا کب لائق ہی بھلا دھیان تو کرو میان کی ہوتے میان کی چیز کو
اوسکے غلام سے مانگنا کیسی بڑی نادانی ہی لیکن یہ جاننا چاہیے کہ اولیا انبیا کو ایک طرح
وسیلہ پکڑنا درست ہی یہ کہ خدا کی جناب مین یون عرض کرے کہ الٰہی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے طفیل سے یا علی مرتضیٰ کے تصدق سے میری فلان حاجت روا کر سوا اسے
اسطرح کی ہرگز درست نہین فقط ہم کہتے ہین خیر یہی غنیمت ہی کہ آپ نے بھل کے توسل کے جواز
کا اقرار کیا گیا ہم بھی اس امر کو جائز نہین کہتے کہ انبیاء اللہ و اولیاء اللہ حمایتی ٹھہرائے
جائین بلکہ اون سے توسل و استغاثہ کیا جائے مگر توسل و استغاثہ کی خاص یہی صورت
نہین ہی جو بیان کی گئی بلکہ اسکی تین صورتین ہین جنھین اوائل رسالہ مین ہمنے بیان کیا
آٹھوین تقریر اللہ تعالی فرماتا ہی يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ

مخالفون کی ساتوین تقریر عدم جواز توسل مین جو آیت افحسب الذین الا مین ہی جواب [illegible]

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ وَ إِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ إِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ

یعنی ای لوگو ایک مثل کہی جاتی ہی اسکو سنو جنکو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا ہرگز نہ بنا سکین ایک مکھی اگرچہ ساری جمع ہون اور اگر کچھ چھین لے اونسے مکھی تو چھڑا نہ سکین اوس سے دونون کم زور ہین مانگنے والا بھی اور جس سے مانگا اون لوگون نے اللہ کی قدر نہین سمجھے جیسی اوسکی قدر ہی بیشک اللہ زورآور ہی زبردست نصیحت المسلمین مین ہی جو لوگ اللہ کے سوا ہتون سے یا پیرون سے مرادین مانگتے ہین افسوس ہی کہ وی اللہ کی قدر جیسی چاہیے ویسی نہین سمجھتے اگر سمجھتے ہوتے تو اللہ سی زبردست جہان کے پیدا کرنے والے کی ہوتی ان بیچارے بے مقدورون سی کہ جنسے ایک مکھی تک نہین بن سکتی ہی کاہیکو حاجتین مانگتے خاک پڑی اوسکی بوجھ پر جو بادشاہ کی روبرو فقیر سی بھیک مانگی فقط ہم کہتے ہین کہ اس آیت سی توسل و استغاثہ کی عدم جواز کو کسی قسم کا تعلق نہین انبیاء اللہ و اولیاء اللہ سی استمداد ربوبیت باری تعالے کی منافی نہین اور جواز استمداد کے لیے یہ بھی ضرور نہین کہ متوسل منہ مکھی بنانے پر قادر ہو طرفہ یہ ہی کہ صاحب نصیحت المسلمین اللہ تعالی کی تشبیہ بادشاہ سی منہی عنہ سمجھتے ہین پھر اس مقام پر یہ تشبیہ کیونکر جائز ہوگی علاوہ برین توسل و استغاثہ کی کسی صورت مین انبیاء اللہ یا اولیاء اللہ سی ایسی چیز نہین مانگی جاتی جو اونکا مقدور نہو پھر اس تشبیہ سی صاف ظاہر ہی کہ صاحب نصیحت المسلمین نے استغاثہ و توسل کی صور ثلثہ کو مطلق نہین سمجھا نوین تقریر اللہ تعالی فرماتا ہی وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهٖ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى إِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْمَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ یعنی جو لوگ کہ ٹھہراتے ہین سوا اللہ کے اور حمایتی کہتے ہین پوجتے ہین ہم انکو اسلیے کہ نزدیک کر دین ہمکو اللہ کی طرف مرتبے مین بیشک اللہ حکم کریگا اونمین اوس چیز مین کہ اوسمین اختلاف ڈالتی ہین بیشک اللہ راہ نہین دیتا جھوٹے ناشکر کو نصیحت المسلمین مین ہی ان دو آیتون سے صاف معلوم ہوا کہ عرب کے

مخالفون کی نوین تقریر مسلمہ آیۂ والذین اتخذوا الآیۃ مع جواب

کافر بتون کو اللہ کی برابر نہین کہتے تھے لیکن کارندی مختار جانکر اونکی نذر و نیاز کرتی تھی سو خدا نے
اوسکو بھی شرک فرمایا سبحان اللہ اس شرک کے ہٹانے کے واسطے قرآن اُترا اور پیغمبر خدا
کافرون سی لڑی وہی شرک ابکی جاہل مسلمان بہی کرنے لگے فرق اتنا ہی کہ وی کافر بتون سے
حاجتین مانگتے تھے اور ابکی لوگ بتون سے تو نہین مانگتے لیکن پیرون سے مانگتے ہین اوسکے
وہی مثل ہی کہ گاہی دونون طرح مری قسائی سے بچی تو شیر کے پالی پڑی جیسے کافر کہتے تھے
کہ سب کا مالک اللہ ہی اور پھر اوسکو چھوڑکر اورون سے مدد چاہتے تھے ویسے یہ لوگ بھی غرضکہ
شیطان دشمن جانی ہی انسان کا وہ ہرگز نہین چاہتا ہی کہ آدمی اللہ تک پونہچی کسیکو بت کی
پاس اٹکاتا ہی اور کسیکو پیر کی پاس اصل مطلب سی دونون دور پڑی فقط ہم کہتے ہین کہ صاحب
نصیحت المسلمین کو ابھی تک یہ بھی معلوم نہین کہ مشرکین مکہ عُزّیٰ وُدّ وغیرہ کی نسبت کیا
عقیدہ رکھتے تھی اگر یہی معلوم ہوتا تو شرک کی حقیقت ہی کھل جاتی اصل کیفیت یہ ہی کہ
کہ مشرکین انکو نائب شریک کہتی تھے اسلیے وہ مشرک ٹھہرائے گئے وہ بتونکی عبادت تقرب
کے لیے کرتے تھے مسلمانون مین اور مشرکین مین تو یہی جھگڑا تھا مسلمان اونسے پوچھتے تھی
کہ آسمان اور زمین کسنے بنایا ہی مشرکین کہتے تھے اللہ تعالی نے مسلمان کہتے تھے کہ جب
خالق ارض و سموات اللہ تعالی ہی تو پھر بتونکی عبادت کیون کرتے ہو وہ کہتے تھے کہ ہماری
عبادت اسلیے ہی کہ وہ ہمین خداوند تعالی کے پاس پونہچا وین اسی جھگڑا چکانے کے مقدمہ مین
حق تعالی فرماتا ہی اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْمَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ
جب تمھاری سمجھ مین مسلمان ہی مشرک ٹھہری تو پھر جھگڑا نہ رہا الغرض اس آیت سی یہ بات
معلوم ہوتی ہی کہ کفار بتون کی عبادت کرتے تھے تاکہ بت اونکو اللہ تعالی تک پونہچا وین پہلے
تو عبادت اصنام کی کفر ہی دوسرے بتون مین اس قسم کی صلاحیت نہین کہ اون سے
تقرب الی اللہ ہو اور توسل و استغاثہ کی صور ثلثہ سے کسی صورت مین عبادت غیر خدای تعالے
کی نہین کیجاتی اور انبیاء اللہ و اولیاء اللہ سی خاصی طرح تقرب الی اللہ ہوسکتا ہی تو اس
آیت سی عدم جواز توسل و استغاثہ پر استدلال صحیح نہین دسوین تقریر اللہ تعالی فرماتا ہے
قُلْ اَرَاَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ

الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ
مِّنْ قَبْلِ هٰذَا اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ یعنی کہدے ای محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم مشرکون سے بہلا دیکہو تو جنکو پکارتی ہو اللہ کی سوا دکھاؤ تو مجکو اونہون نے
کیا پیدا کیا ہی زمین مین یا اونکا کچہ ساجھا ہی آسمانون مین لاؤ میرے پاس کوئی اس
قرآن سے پہلی کی کتاب یا کوئی علم چلا آتا اگر تم سچے ہو نصیحت المسلمین مین ہی جیسا اون لوگون
سے یہ پوچہا گیا تھا ویسا ہی اس زمانے کی لوگون سے پوچہا چاہیے کہ عقل کی نزدیک
تو مانگیے اوس سی جسکے ظاہر مین کچہ قدرت بھی نمود ہو تم جو امام اور پیرون سے مرادین
مانگتے ہو کیا سمجھکر بہلا بتاؤ کہ حضرت عباس نے کون سا آسمان پیدا کیا اور شیخ عبد القادر
جیلانی نے کون سا دریا بہایا اور سید سالار نی کون سی مکھی بنائی اور شاہ مدار نے کون سے
چینوٹی پیدا کی اور اگر اون سے کچہ نہین بن سکا تو پھر تم کیون گمراہ ہوے اور کیون انسے مرادین
مانگنے لگی فقط ہم کہتے ہین کہ اس آیت سی استمداد مشروع کا عدم جواز نہین پایا جاتا اور نہ
استمداد کی کسی صورت مین غیر مقدورات انسانی جو خاص مقدورات باریتعالی سے ہین کسی سے
چاہا جاتا عام ازینکہ انبیاء اللہ ہون یا اولیا اور جواز استمداد کی لیے یہ ضرور نہین کہ جس سے
استمداد کیا جاے اوسنے آسمان بھی بنایا ہو یا کوئی دریا بہایا ہو یا مکھی بنا کی اوڑائی ہو یا
چینوٹی پیدا کی ہو **گیارہوین تقریر** اللہ تعالی فرماتا ہی وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ
غٰفِلُوْنَ یعنی کون زیادہ گمراہ ہوگا اوس شخص سے کہ پکارتا ہی وری اللہ سے
اون لوگون کو کہ نہ قبول کرسکے اوسکی بات قیامت تک اور وہ اونکی پکارنے سے غافل ہین
تقویۃ الایمان مین ہی کہ اس آیت سی معلوم ہوا کہ یہ جو بعضے لوگ اگلی بزرگون کو دور دور سے
پکارتی ہین اور اتنا ہی کہتے ہین کہ یا حضرت تم اللہ کی جناب مین دعا کرو کہ وہ اپنی قدرت سے
ہماری حاجت روا کردی اور پھر یون سمجھتی ہین کہ ہمنے کچہ شرک نہین کیا اسواسطے کہ اونسی
حاجت نہین مانگی بلکہ دعا کروائی ہی سو یہ بات غلط ہی اسواسطے کہ گو کہ مانگنے کی راہ سی شرک
نہین ثابت ہوتا لیکن پکارنے کی راہ سے ثابت ہوجاتا ہی کہ اونکو ایسا سمجھا کہ دور سے

اور نزدیک سی برابر سن لیتے ہین جبھی اونکو اسطرح پکارا اور حالانکہ اللہ صاحب نی اس آیت
مین فرمایا ہی کہ جو اللہ کی وری ہین یعنی مخلوق سو وہ اون پکارنے والون کی پکارنے سے
غافل ہین فقط ہم کہتے ہین کہ انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کی ندا سے کفر لازم نہین آتا انبیاء اللہ کو
بعض علم غیب منصوص قرآنی ہی اور اولیاء اللہ کو بھی بعض علم غیب بطور کرامت و خرق
عادت کے ہوتا ہی چنانچہ اسکا ثبوت اس رسالے مین کیا جائیگا البتہ بتون کو علم غیب پر
اطلاع نہین ہوسکتی بارہوین تقریر اللہ تعالی فرماتا ہی فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا
یعنی اللہ تعالی کے ساتھ کسیکو نہ پکارو پھر توسل و استغاثہ کیونکر جائز ہوگا ہم کہتے ہین
کہ یہ استدلال بھی بالاجنبی ہی اسلیے کہ توسل و استغاثہ کی صورت مین اللہ تعالی کے
ساتھ کسی غیر کو نہین پکارتے در النضید مین قاضی شوکانی لکھتے ہین وَالتَّوَسُّلُ بِالْعَالِمِ
مثلا لَمْ یَدْعُ اِلَّا اللّٰہَ یعنی عالم سی توسل کرنیوالا سوای اللہ تعالی کے کسیکو نہین پکارتا
تیرہوین تقریر اللہ تعالی فرماتا ہی وَمَا اَدْرٰکَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ ثُمَّ مَا
اَدْرٰکَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ یَوْمَ لَا تَمْلِکُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْئًا وَّالْاَمْرُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰہِ
یعنی تمکو کیا خبر ہی کیسا ہی دن انصاف کا پھر بھی تمکو کیا خبر ہی کیسا ہی دن انصاف کا جس
دن بھلا نہ کرسکے کوئی جی کسی جی کا کچھ اور حکم اوس دن اللہ کا ہی اس آیت سی صاف
معلوم ہوتا ہی کہ قیامت کی دن کسیکو کسی سے فائدہ نہین پونہچ سکتا تو استمداد کیونکر جائز
ہوگا ہم کہتے ہین کہ اس آیت کو امتناع توسل سے کسی قسم کا لگاؤ نہین ہی اسلیے کہ جو شخص
کسی نبی یا ولی سی توسل کرتا ہی وہ نہین سمجھتا کہ نبی یا ولی کو خداوند تعالی کے ساتھ قیامت
کے دن مین کسیطرح کی مشارکت ہی در النضید مین ہی وھو لا یعتقد لمن توسل
بہ مشارکۃ جل جلالہ فی امر یوم الدین چودہوین تقریر طبرانی نے معجم کبیر مین
عبادہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہی۔ قال ابو بکر رضی اللہ عنہ قوموا
نستغیث برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ھذا المنافق فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم انہ لا یستغاث بی بل باللہ عز وجل
جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ نے ایک منافق کی نسبت استغاثہ کیا

منکرین کی بارہوین تقریر عدم جواز توسل مین

منکرین کی تیرہوین تقریر عدم جواز توسل مین

منکرین کی چودہوین تقریر عدم جواز توسل مین

آپ نے فرمایا مجھ سے استغاثہ کرنا نہ چاہیے بلکہ خداوند تعالی سے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ استغاثہ
بغیر اللہ ناجائز ہے اس تقریر کی بہت سی جواب ہین **پہلا جواب** اس حدیث کی اسناد مین
عبداللہ بن لہیعہ ہے وہ مجروح ہے **دوسرا جواب** جب منافقین پر مسلمان کے احکام نافذ
ہوے حضرت ابوبکر صدیق اور اونکی ساتھی ایک منافق کی نسبت یہ چاہتے تھی کہ یہ قتل کیا جاے
آپنے جواب دیا کہ اس مقدمے مین ہمارا کیا اختیار ہے خداوند کریم کا حکم یون ہی ہے تم خدا سے
استغاثہ کرو اس صورت مین لا یستغاث بی کی معنی لا یستغاث بی فی ہذا الامر ہے در النضید مین
ہے فمرادہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ لا یستغاث بہ فیما لا یقدر
علیہ الا اللہ واما ما یقدر علیہ المخلوق فلا مانع من ذلک یعنی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ ہے کہ ایسے امر مین آپ سے استغاثہ نہ چاہیے جس پر سوا ے
اللہ تعالی کی کوئی دوسرا قادر نہو اور جو مقدور بشر ہو اوس مین ممانعت کی کوئی وجہ نہین **تیسرا
جواب** یہ حقیقت پر مبنی ہے اسلیے کہ فی الواقع اصل مستغاث باری تعالی ہے احادیث مین اکثر
حقیقت امر کا بیان ہوتا ہے اور قرآن مین اضافت فعل کی مکتسب کی طرف ہوتی ہے حدیث
مین ہے لن یدخل احدًا منکم الجنۃ عملہٗ حق تعالی جل شانہ فرماتا ہے ادخلوا
الجنۃ بما کنتم تعملون اگر نفس استغاثہ نامشروع ہوتا تو امام یا قاضی کی تقرر
کی ضرورت کیون ہوتی حدود و تعزیرات کی احکام قرآن شریف مین یا احادیث مین کیون
بیان کیے جاتی **پندرہوین تقریر** عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کنت خلف
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یومًا فقال یا غلام احفظ اللہ یحفظک
احفظ اللہ تجدہ تجاہک و اذا سألت فاسأل اللہ و اذا استعنت
فاستعن باللہ واعلم ان الامۃ لو اجتمعت علی ان ینفعوک بشیء لم ینفعوک
الا بشیء کتبہ اللہ لک و لو اجتمعوا علی ان یضرو ک
بشیء لم یضرو ک الا بشیء قد کتبہ اللہ علیک رفعت
الاقلام وجفت الصحف ابن عباس رض کہتے ہین کہ ہم ایک دن پیچھے پیغمبر خدا
کی تھی آپ نے فرمایا ای لڑکے یاد رکھ اللہ کو کہ وہ یاد رکھیگا تجھکو یاد رکھ اللہ کو کہ پاویگا

تو اسکو اپنی رو برو اور جب تو کچہ مانگنا چاہے تو چاہیے کہ اللہ تعالی سے مانگ اور جب مدد چاہی
تو اللہ سی چاہ اور یہ یقین سمجہ لی کہ بیشک سب لوگ اگر اکٹھے ہوجاوین اسپر کہ کچہ فائدہ پونہچاوین
تجکو تو فائدہ نہ پونہچا سکینگے مگر جتنا کہ لکہدیا اللہ نے تیرے حق مین اور جو اکٹھے ہوجاوین اسپر
کہ نقصان پونہچائین تجکو تو کچہ نقصان نہ پونہچا سکینگے مگر وہی کہ لکہدیا ہی اللہ نے تجہپر اوٹہائے
گئے قلم اور سوکہہ گئے کاغذ اس حدیث سی صاف معلوم ہوتا ہی کہ غیر سے استغاثہ نہ چاہیے جواب
یہ حدیث نری توکل پر مبنی ہی البتہ شان توکل کی یہی ہی کہ تمامی اسباب سی قطع نظر کرکے
خدا ہی کا ہو رہی توکل کہتے ہین اعتماد قلب کو جو اللہ تعالی پر پوری طور سے ہو جس سے قلب
مین اضطراب کا نام نہو متوکلین کے مراتب ہین بعضے مثل میت کی ہوتے ہین یعنی غسل دینے والا
مردے کو جسطور پر چاہتا ہی اولٹتا ہی مگر مردہ کسی طرح غسل دینے والے سے متعرض نہین
ہوتے اسی طرح متوکلین ہر امر مین صابر و شاکر رہتے ہین جو امر مشیت سی صادر ہوتا ہی آور
شکایت نہین کرتے بعض کا حال غلام کا سا ہوتا ہی کہ وہ جسطرح اپنی مولا کی مال مین بجز حکم
کے دست اندازی نہین کرتے یہ بھی بجز حکم خداوندی کسی کام مین آپکو دخیل نہین سمجھتے
بعض کا حال بیٹے کا سا ہوتا ہی کہ وہ باپ کی اجازت ہے کی مال مین ہاتہ لگاتا ہی یہ بھی ہر کام
مین آپ کو اللہ کی اجازت کے محتاج خیال کرتے ہین بعض کا حال وکیل کا سا ہوتا ہی کہ
وہ بجز اجازت موکل کے مال مین تصرف نہین کرسکتے اسیطرح یہ بھی بجز اجازت خداوند قدر
کے کسی کام مین تصرف جائز نہین سمجھتے جو توکل کہ مشروع ہی اوسمین اس امر کا لحاظ ضرور ہے
کہ وہ حد شروع سی بڑہ نجاوے توکل اوسیقدر چاہیے جسکی شارع نے اجازت دی ہی اگر کوئی
شخص بھوکا ہو تو اوسی یہ خیال کرنا نہ چاہیے کہ کھانا خلاف توکل ہی اگر وہ یہ سمجھیگا تو بیشک شرع
کی خلاف ہوگا توکل حقیقے کسی انسان سی ہو نہین سکتا جو شخص عالم اسباب مین موجود ہی وہ خواہ
مخواہ کسی چیز کا محتاج ہوگا کوئی شخص جبتک محتاج الیہ کو حاصل نکرے زندہ نہین رہسکتا البتہ
توکل حقیقی معدومات کی شان ہی شیخ محی الدین ابی عبد اللہ محمد بن علی المعروف بابن عربی الحاتمی
الطائی فتوحات مکیہ مین تحریر فرماتے ہین التوکل مشروع فینال الحد المشروع منہ
والتوکل الحقیقے غیر واقع من الکون فی حال وجودہ یعنی توکل مشروع ہی پھر جسقدر مشروع ہی

وہین تک توکل کرنا چاہیے اور توکل حقیقی انسان سی جبتک وہ موجود ہی پایا نہین جاتا میرا خیال تو یہ ہی کہ معدومات محض مین بھی توکل حقیقی نہین پایا جاتا اسلیے کہ توکل اعتماد قلبی کو کہتے ہین اور معدومات بین قلب نہین ہوتا محمد بن عبدالوہاب نجدی کتاب التوحید مین لکھتا ہی انظر کیف علّم النبیؐ کیفیۃ السوال والاستعانۃ فمن قال یا محمدؐ اسئلک الشفاعۃ الی اللہ یا عبد القادر اسئلک الشفاء من اللہ فکیف لایکون مشرکا یعنی دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کی اور استعانت کی کیفیت کیونکر سکھائی ہی جو شخص کہی یا محمدؐ ہم آپ سے یہ چاہتے ہین کہ اللہ تعالی سے ہمارے لیے شفاعت چاہیے یا شیخ عبدالقادر آپ ہمارے واسطے دعا کیجیے تو ایسا شخص کیونکر مشرک نہوگا ہدیۃ المکیہ مین ہی ھذا تعلیم علی مراتب التوکل ای قطع النظر عن الاسباب والوسائط وکفالۃ منہا ذکر المحدثین ھذہ الاحادیث فی باب التوکل ومن لم یکن بھذا الحال یجوز لہ دعائہ الاسباب من غیر نکیر وبلا کراھۃ فکیف الحرمۃ فکیف الشرک کما صرح بہ الجمھور فی الشروح فما فرع علیہ النجدی بقولہ فمن قال یا محمدؐ لایخلو من الجہل والضلال یعنی اس حدیث مین توکل کا بیان کیا گیا ہی جسمین اسباب ووسائط کا خیال نہین کیا جاتا چنانچہ اس حدیث کو محدثین نے باب التوکل مین لکھا ہی جو شخص اسم قسم کا متوکل نہو اوسکو اسباب کا لحاظ جائز ہی حرمت وشرک کا تو کیا ذکر ہی کراہت تک نہین ہی چنانچہ محدثین نے شروح مین لکھا ہی پھر اس حدیث پر نجدی کی تفریع محض جہالت وضلالت ہی صواعق آلہیہ مین ہی اول حدیثی کہ درباب توکل مذکور گردد چہ ضرورست کہ ہر جملۂ آن مودّی مضمون توکل باشد دوم بر تقدیر تسلیم اینکہ ہر جملۂ این حدیث متعلق بہ توکل ست اقامت استدلال باین حدیث بر رد شرک فی التصرف بدو وجہ امکان دارد اوّل آنکہ منع از سوال واستعانتی کہ منافی توکل ست ازان ست کہ بسا وقت از عدم توکل شرک فی التصرف ناشی میگردد پس منع ازان مستلزم منع شرک فی التصرف بالضرور باشد دوم ہرگاہ سوال واستعانت در امور اختیاریہ مخلوق از غیر او تعالی کہ منافی توکل ست بالحدیث ممنوع شد سوال واستعانت در امور غیر اختیاریۂ مخلوق از غیر او تعالی کہ شرک فی التصرف

بدرجہ اولی ممنوع باشد پس رد شرک فی التصرف ازین حدیث بطریق اولویت ثابت گردد ہم
کہتے ہین کہ یہ کلام سراسر مخدوش ہی پہلا خدشہ جو حدیث خاص باب توکل مین مذکور ہی اوسکو توکل
کے متعلق سمجھنا چاہیے اگر کسی دوسرے مورد پر محمول ہو تو پھر باب ہی جسمین وہ مذکور ہی تعلق
کیا رہا **دوسرا خدشہ** ہم اس بات کو نہین مانتی کہ عدم توکل سے اکثر اوقات شرک فی التصرف
لازم آتا ہی ومن ادعی فعلیہ البیان ہان اسقدر ہم بھی کہتی ہین کہ توکل عمدہ چیز ہی جسکا
ثواب خاص متوکل کو ملتا ہی سنن ابن ماجہ مین مروی ہی کہ آپنے فرمایا لو انکم تو کلتم
علی اللہ حق توکلہ لرزقکم کما یرزق الطیر تغدو خماصاً وتروح بطاناً
یعنی اگر تم لوگ اچھی طرح توکل کرتے تو وہ تم لوگونکو چڑیون کی سی روزی دیتا صبح کو وہ بھوکے
رہتے ہین شام کو سیر ہوتی ہین یہ بات ظاہر ہی کہ دنیا مین ایسے متوکل شاید ایک دو نکلین تو نکلین
نہین تو بیشتر اشخاص کی نظر عالم اسباب پر ہی کوئی نوکری سے اوقات بسر کرتا ہی کوئی تجارت
سے فائدہ اوٹھاتا ہی کوئی زراعت سے غلہ فراہم کرتا ہی اس سے مسلمان مشرک نہین ہو سکتا
خود صاحب صواعق اپنی پیرانہ سالی مین بھوپال گئے وہان کی ملازمت اختیار کی حالانکہ ہند
مین اونکو سب کچھ میسر تھا حب جاہ نے آخر خاک مین ملایا

مصرعہ۔ وکم من ثمنی فی بطون المقابر

مروی ہی حب المال والجاہ تنبتان النفاق فی القلب یعنی مال وجاہ کی محبت دل مین
نفاق پیدا کرتی ہی **تیسرا خدشہ** اگر عدم توکل سے شرک فی التصرف ناشی ہونا تسلیم کیا جاے
تو یہ آیہ کریمہ تعاونوا علی البر والتقوی کی منافی ہی اسلیے کہ اگر استعانت شرک ہی تو پھر اعانت
کا حکم کیون ہوا حضرت عیسی علیہ السلام کا قول ہی من انصاری الی اللہ مروی ہی اللہ فی
عون العبد ما دام العبد فی عون اخیہ المسلم یعنی اللہ تعالی بندے کی مدد کرتا ہی جبتک
بندہ اپنی مسلمان بھائی کی مدد کرتا ہی دوسری روایت مین ہی من فرج عن مومن
کربۃ فرج اللہ عنہ کربۃ من کرب الآخرۃ یعنی جو شخص کسی مسلمان سی مصیبت
کو دور کری اللہ تعالی اوسکی مصیبت دفع کرتا ہی بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استعانت
کی ہی عن عایشۃ رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[illegible]

لم یأخذہ النوم لیلۃ من اللیالی وکان یطلب من یحرسہ حتی جاء سعد فسمعت غطیطہ یعنی حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک شب نیند نہ آئی اور ایسے شخص کو ڈھونڈتے جو پہرہ دے پھر سعد نے پہرہ دیا تو آپ آرام سے سوئے آپ کی سینے کی آواز ہم نے سنی چوتھا خدشہ اگر امور غیر اختیاریہ مین استعانت سے بدرجۂ اولی شرک فی التصرف لازم آتا تو آپ اندھی کو استعانت کا طریقہ کیون سکھاتی طرفہ یہ ہے کہ پہلے آپ نے توکل کا مضمون اوسکو سمجھا دیا تھا چنانچہ حدیث مین ہے کہ آپ نے فرمایا وان شئت صبرت فھو خیر لک چنانچہ اسکی تفصیل لکھی جائیگی اس مقام پر ایک شبہہ یون وارد ہوتا ہے کہ اگر استعانت جائز ہوتی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے جو اذکرنی عند ربک فرمایا کیا برا کیا پھر اس کہنی پر کیون سات برس تک اپنی حالت پر رکھے گئے جواب یہ انبیاء اللہ کی معاملے ہین جس طرح اللہ تعالی نے انبیا کو سائر مخلوقات پر برگزیدہ کیا ہے اسی طرح اونکی کام بھی بہ نسبت دوسری لوگون کی عمدہ ہوتی ہین نبی کے لیے یہی بہتر ہے کہ جب خداوند کریم اونکو کسی بلا مین مبتلا فرمائے تو وہ سوای اللہ کی کسی طرف متوجہ نہون خصوصا جب مستغاث کافر ہو تو اسوقت لحاظ چاہیے تاکفار طعن نہ کرین کہ اگر یہ حق پر ہوتی اور انکو اللہ نے بھیجا ہوتا تو یہ ہمسے کیون استغاثہ کرتے حسن جب اس آیت کو پڑھتی تھی روتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم لوگون کا یہ حال ہے کہ جب کوئی مصیبت آتی ہے تو آدمیون سے مدد چاہتے ہین تفسیر کشاف مین ہے کما اصطفی اللہ الانبیاء علی خلیقیتہ فقد اصطفی لھم احسن الامور وافضلھا والاھا والاحسن والاولی بالنبی ان لایکل امرہ اذا ابتلی ببلائہ الا الی ربہ ولا یعتضد الا بہ خصوصا اذا کان المعتضد بہ کافرا لئلا یشمت بہ الکفار ویقولوا لو کان ھذا علی الحق وکان لہ رب بعثہ لما استغاث بنا وعن الحسن انہ کان یبکی اذا قرءھا ویقول نحن اذا نزل بنا امر فزعنا الی الناس ہماری اس تقریر سے جو دونون جواب کی ذیل مین لکھی گئی یہ بات اچھی طرح ظاہر ہوتی ہے کہ صاحب تقویۃ الایمان نے حدیث کا مطلب بالکل نہ سمجھا وہ لکھتے ہین یعنی اللہ صاحب گو کہ سب بادشاہون کا بادشاہ ہے اور بادشاہون کی طرح مغرور نہین کہ کوئی رعیتی بہتیرا ہی التجا ماتی

ہین اور انکا وسیلہ ڈھونڈھتے ہین تاکہ اونھین کی خاطر سے التجا قبول ہوئی بلکہ وہ بڑا کریم
ورحیم ہی وہان کسی کی وکالت کی حاجت نہین جو اوسکو یاد رکھے وہ آپ ہی اوسکو یاد رکھتا
ہی کوئی سفارش کرے یا نہ کری اور اسیطرح گو کہ وہ سب چیز سے پاک ہی اور سب سی بلند مگر اور
بادشاہون کا سا دربار نہین کہ کوئی رعیتی لوگ وہان پونہچ نہ سکین اور امیر وزیر سی رعیت پر
حکم چلاوین اور رعیت کی لوگون کو اونھین کا ماننا ضرور پڑے اور اونھین کا دربار کرنا پڑے
بلکہ اپنے بندون سے بہت نزدیک ہی جو ادنی بندہ اپنے دل سے اوسکی طرف متوجہ ہوے
تو وہین اوسکو اپنی مُنہ ہی کی آگے پاوی وہان اپنی غفلت کی سوای اور کچہ پردہ نہین جو کوئی
کچہ اوس سے دور ہی سو اپنی غفلت کی سبب سے دور ہی اور وہ سب سی نزدیک پھر جو کوئی کسی
پیر و پیغمبر کو پکارتا ہی کہ وہ اوسکو اللہ سی نزدیک کر دیوین سو یہ نہین سمجھتا ہی کہ پیر و پیغمبر تو اوس سے
دور ہین اور اللہ نہایت نزدیک سو یہ ایسا ہوجاتا ہی کہ ایک رعیتی آدمی اپنی بادشاہ کی پاس
اکیلا بیٹھا ہی اور وہ بادشاہ اوسی کی عرض سننے کو متوجہ ہی پھر وہ رعیتی کسی امیر وزیر کو کہین
دُورسی پکاری کہ تو میری طرف سی فلانی بات بادشاہ کی حضور مین عرض کردی سو وہ اندھا ہے
یا دیوانہ اور فرمایا کہ ہر مراد اللہ ہی سی مانگی اور ہر مشکل مین اوسی کی مدد چاہی اور یہ یقین سمجھ
لیجے کہ قلم تقدیر ہرگز نہین پھرتا اور لکھا ہرگز نہین مٹتا پھر اگر ساری جہان کی بڑے اور چھوٹے
ملکر چاہین کہ کسیکو کچہ نفع و نقصان پونہچاوین اللہ کی لکھی سی کچہ بڑھ نہین سکتا اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ یہ جو بعض عوام الناس کہتے ہین کہ اولیا کو اللہ نے یہ طاقت بخشی ہی کہ تقدیر
کو بدل ڈالین جسکی تقدیر مین اولاد نہین لکھی اوسکو اولاد دی دیوین جسکی عمر تمام ہو چکی ہو
اوسکی عمر بڑہا دیوین سو یہ بات کچہ صحیح نہین بلکہ یہ سمجھا چاہیے کہ اللہ اپنی ہر بندے کی کبھی دعا
قبول بھی کر لیتا ہی اور انبیا اور اولیا کی اکثر مگر دعا کی توفیق دینا بھی اوسی کے اختیار مین ہی اور اوس
قبول کرنا بھی اور دعا بھی کرنی اور مراد بھی ملنی دونون باتین تقدیر مین لکھی ہین تقدیر سے
باہر کوئی کام دنیا مین نہین ہوسکتا اور کچہ کام کرنی کی قدرت نہین ہر بندہ بڑا ہو یا چھوٹا
نبی ہو یا ولی سوای اسکی کہ اللہ سی مانگی اور اوسکی جناب مین دعا کرے کچہ اور طاقت نہین رکھتا
پھر وہ مالک و مختار ہی چاہے اپنی مہربانی کی راہ سی قبول کرلی چاہے اپنی حکمت کی راہ سے

قبول نکری انتہی ہم کہتی ہین کہ اس حدیث سی نفس استعانت کی ممانعت نہین پائی جاتی ہان توکل کا مقتضے
یہ ہی کہ سوای اللہ تعالی کی کسی سی نہ مانگا جاے اگر عالم اسباب مین غیر متوکلین آپسمین استعانت و توکل کو چھوڑ دین تو
دنیا کا کام بند ہو جای لڑکا بھوک سی تڑپتا ہو مگر مان دودھ نہ پلای آدمی بھوک سی بیچین ہو مگر کھانا نہ کھاے
علیل کی بیماری سی حالت نازک ہو مگر دوا نکری حج کا عزم ہی مگر جہاز پر سوار نہو رسی ڈول کے ذریعے
کنوین سے پانی نہ نکالی جسطرح شارع نے اس قسم کی اجازت نہین دی اوسیطرح استمداد و استعانت
انبیا و اولیا سے بھی ممانعت نہین فرمائی سولھوین تقریر بلاغ المبین فی احکام رب العالمین
و اتباع خاتم النبیین مین ہی در عہد خلافت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ امساک باران شدہ بود
خلیفہ علیہ السلام با جم غفیر برای استسقا در مدینہ منورہ رفت و بعباس رضی اللہ عنہم کہ عم آن سرور
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بود توسل نمود و گفت اللھم انا کنا نتوسل بنبیک و نحن
الآن نتوسل بعم نبیک یعنی ای بارخدایا بودیم کہ می کردیم توسل بہ پیغامبر تو و الحال
مینمائیم بعم پیغامبر تو ازینجا ثابت شد کہ توسل بگذشتگان و غائبان جائز نداشتہ اند و گرنہ عباس
رضی اللہ عنہ از سرور عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بہتر نبود چرا نہ گفت کہ توسل میکردیم بہ پیغمبر تو
و الحال میکنیم بروح پیغمبر تو ہم کہتے ہین کہ صاحب بلاغ المبین نے حضرت عمر کی قول کو نہ
سمجھا کنا اذا اجدبنا نتوسل بنبینا الیک فتسقینا و انا نتوسل الیک بعم نبینا
بعم نبینا کے یہ معنی ہین کہ ہمارا معمول یہ تھا کہ جب خشک سالی ہوا کرتی تھی تو ہم اپنے
نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ پانی کی دعا مانگتے تھے کہ مینہ برستا تھا اب ہم حضرت عباس
رضی اللہ عنہ کی ساتھ پانی کی دعا مانگتے ہین تو توسل کے معنی تستقی ہین در النضید مین ہی و
توسلھم ھو استسقاؤھم بحیث یدعو و یدعون معہ فیکون
ھو وسیلتھم الی اللہ تعالی و النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
کان فی مثل ھذا شافعا و داعیا لھم اس عبارت کا یہ مفہوم نہین ہی
کہ توسل روح پرفتوح آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے جائز نہین ہی اسلیے حضرت عباس سی توسل
کرتے ہین سترہوین تقریر حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی لما انزلت وَأَنذِرْ
عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ دعا النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قرابتہ

نعم وخص فقال یا بنی کعب بن لوی انقذوا انفسکم من النار فانی
لا املک لکم من اللہ شیئا الحدیث یعنی جب نازل ہوئی آیت
کہ ڈرا دیجئی آپ اپنی برادری کو جو ناتا رکھتے ہین آپ سے تو پکارا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اپنی ناتے والون کو پھر اکٹھا کرکے پکارا اور جدا جدا بھی اور فرمایا ای اولاد کعب بن لوی کے
بچاؤ تم اپنی جانون کو آگ سی کیونکہ بیشک مین نہین اختیار رکھتا تمھارا اللہ کے ہان کچھ
تقویت الایمان مین ہی اور جو لوگ کسی بزرگ کی قرابتی ہوتی ہین اونکو اوسکی حمایت پر بھروسا
ہوتا ہی اور اوسپر مغرور ہو کر اللہ کا خوف کم رکھتے ہین سو اسلیے اللہ صاحب نے اپنی پیغمبر کو فرمایا
کہ وہ اپنی قرابتیون کو ڈرا دیوی سو اونھون نے سب کو اپنی بیٹی تک کھولکر سنا دیا کہ قرابت کا
حق ادا کرنا اوسی چیز مین ہو سکتا ہی کہ اپنی اختیار کی ہو سو یہ میرا مال موجود ہی اوسمین مجھکو کچھ بخل
نہین اور اللہ کے ہان کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہی وہان مین کسی کی حمایت نہین کر سکتا
او رکسیکا وکیل نہین بن سکتا سو وہان کا معاملہ ہر کوئی اپنا اپنا درست کری اور دوزخ سے
بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے فقط ہم کہتے ہین کہ یہ حدیث انکار توسل وتشفع کی دلیل نہین ہو سکتی
خداوند کریم نے لوگون کو شرک وکفر سی بچانے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف
خطاب کرکے فرمایا فلا تدع مع اللہ الٰھا اٰخر فتکون من الظّٰلمین
یعنی اللہ تعالی کے ساتھ کسی دوسری اللہ کو نہ پکاریے ورنہ آپ ظالمین سے ہونگے یہ بات
تو ظاہر ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی شرک وکفر کا صدور از قبیل محالات کی تھا پھر اس
آیت سی مقصود اصلی یہ ہی کہ تمام مکلفین اس بات کو اچھی طرح سمجھ لین کہ شرک بد بلا ہی اس سے
بہت بچنا چاہیے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے منع کیے گئے ہین جنسے شرک کا
صدور محال تھا تو دوسری لوگون کو اس سے بچنے کی کسقدر ممانعت نہو گی تفسیر ابو سعود مین ہے
ہی خوطب بہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع ظھور استحالۃ
صدور المنھی عنہ علیہ السلام تھییجا علی ازدیاد الاخلاص ولطفا
لسائر المکلفین ببیان ان الاشتراک من القبیح والسوء بحیث ینھی
عنہ من لا یمکن صدورہ عنہ فکیف من عداہ اسکے بعد خداوند کریم نے یہ حکم کیا کہ شرک ومعاصی

سی بچنے کے لیے اپنی قرابت منذرون کو حکم کیجیے تفسیر ابو سعود رومی مین ہی و انذر العذاب
الذي يستتبعه الشرك والمعاصي غرض یہ تھی کہ جب قرابت منذ اس قسم سے
ڈرائے گئے جو غیر ہین وہ بدرجۂ اولی خائف ہونگے فتح الباری شرح صحیح البخاری مین ہی بانذار
الاقربين ان الحجة اذا قامت عليهم تعدت الى غيرهم آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اہل قرابت سی ایک ایک کو پکارکے سمجھایا کہ تم لوگ شرک کفر سے بچو اپنے کو
جہنم کی آگ سے بچاؤ ہماری قرابت پر بھروسا نکرو ہم اوس عذاب کو تم لوگون سے دفع نہین کرسکتے
جس سے اللہ تعالی کا ارادہ متعلق ہوگا شرح مسلم امام نووی مین ہی قوله صلى الله عليه وسلم فانی
لا املك لكم من الله شيئا معناه لا تتكلوا على قرابتی فانی
لا اقدر على دفع مكروه يريده الله بكم جب آیت وحدیث کی یہ مطلب
ہوے تو اس سے یہ امر کہان سے ثابت ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کی حمایت وشفاعت
قیامت کے دن نہ کرین گے یا توسل واستغاثہ آپ سی یا کسی نبی یا کسی ولی سی ممنوع یا حرام ہے
اٹھارہوین تقریر حدیث صحیح مین ہی اذا مات الانسان انقطع عمله الا من
ثلث صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعو له
یعنی جب آدمی مرتا ہی اسکا عمل منقطع ہوجاتا ہی لیکن تین آدمیون کا عمل منقطع نہین ہوتا ایک تو
ایسے شخص کا جسنے صدقۂ جاریہ دیا ہو دوسرے ایسی عالم کا جسنے دین کی کتاب تصنیف کی ہو
یا شاگردون کو دین کی کتابین پڑہائی ہون تیسرے ایسے باپ کا جسنے صالح بیٹا چھوڑا ہو اور
وہ بیٹا اپنی باپ کے لیے دعا کرتا ہو قاضی شوکانی در النضید مین شرح منازل ابن قیم سے
نقل کرتی ہین فقد انقطع عمله وهو لا يملك لنفسه نفعا ولا ضرا فضلا
لمن استغاث به یعنی اموات کا عمل منقطع ہوجاتا ہی وہ اپنی لیے نفع وضرر کے مالک نہین ہے
تو مستغیث کو کیونکر نفع پوہنچائینگے ہم کہتے ہین کہ یہ استدلال بالاجنبی ہی اس حدیث کا مطلب
یہ ہی کہ بعد موت کے بعض اعمال جنپر ثواب کی ثمرات مترتب ہوتی ہین اونکی ثمرات منقطع ہوجاتی
ہین بعض اعمال کے ثواب منقطع نہین ہوتی روزہ نماز حج یہ ایسے اعمال ہین کہ انکی ثمرات
تمام ہی ہوجاتے ہین یعنی جب آدمی مرجاتا ہی تو انکا ثواب ملتا ہی مگر ثواب کی تجدید نہین ہوتی

بیان مین اوس اٹھارہوین تقریر کے جو جواز توسل مین ہے یعنی تمسک اذا مات الانسان الحدیث سے مع جواب

اور نہ اونمین نمو ہوتا ہی جیسے ان امور ثلثہ مین تجدید ہوتی رہتی ہی مناوی روض النضیر شرح جامع الصغیر
مین لکھتے ہین انقطع عملہ ای فائدۃ عملہ وتجدید ثوابہ یعنی لا یصل
الیہ فائدۃ شئ من عملہ کصلاۃ وحج الا من ثلاثۃ اشیاء فان
ثوابہا لا ینقطع لکونہا فعلا دائم الخیر متصل النفع ولانہ کان
المسبب فی اکتسابہا کان لہ ثوابہا یعنی بعد مرنے کی فائدہ عمل کا اور تجدید ثواب کا منقطع
ہوجاتا ہی مگر تین چیزون کا ثواب منقطع نہین ہوتا اس لیے کہ یہ دائم الخیر ہین ان پر نفع ہمیشہ مترتب
ہوتا رہتا ہی اور وہ شخص انکی اکتساب کا سبب تھا تو اس خیر جاری کا ثواب ہمیشہ اوسی پوچہا
ہیگا جب یہ استدلال بالا جنبی ہی تو اس حدیث سی استغاثہ کا عدم جواز کیون کر ثابت ہوسکتا ہی
افعال کی دو قسم ہونے کو عدم جواز استغاثہ سی کسی قسم کا تعلق نہین عبدالرحمن بن حسن والملحدین
مین لکہتا ہی فدل ذلک ان لیس للمیت تصرفا فی ذاتہ فضلا عن
غیرہ بحرکۃ وان روحہ محبوسۃ مرھونۃ بعلمہا من خیر وشر
فاذا عجز عن حرکۃ نفسہ فکیف یتصرف فی غیرہ یعنی اس حدیث سی
یہ بات ثابت ہوتی ہی کہ مردی کو کسی قسم کا تصرف نہین ہی نہ اپنے مین نہ غیر مین نہ اونمین حس وحرکت
ہی اوسکی روح محبوس ہی اوسکو خیر وشر کی اطلاع نہین جب خود میت حرکت نہین کرسکتے تو غیر مین
کیونکر تصرف کریگے ہم کہتے ہین کہ اس شخص نے یہ معنی اپنے ذہن سے تراشے ہین ہرگز اس
حدیث کا یہ مطلب نہین ہی کہ اموات مین حس وحرکت کا تعلق نہین ہوتا اور اسمین کسی قسم سے
مادہ تصرف کا باقی نہین یا ارواح محبوس وسجون ہین بلکہ احادیث سی حس وحرکت سننا بولنا
پڑہنا سب کچہ ثابت ہی چنانچہ اسکا بیان اچھی طرح سے کیا جائیگا امام نووی شرح مسلم مین
لکھتے ہین قال العلماء معنی الحدیث ان عمل المیت ینقطع بموتہ وینقطع
تجدد الثواب لہ الا فی ھذہ الاشیاء الثلاثۃ لکونہ سببہا
یعنی علما محدثین نے اس حدیث کی معنے یہ لکھے ہین کہ میت کا عمل اوسکی موت سی منقطع ہوجاتا ہے
اور تجدد ثواب کا جاتا رہتا ہی مگر ان تین چیزون مین ثواب کا تجدد ہوتا رہتا ہی اس لیے کہ وہ
شخص ان اشیاء ثلثہ کا سبب تھا جب علماء محدثین کا یہ مقولہ ہوا اور اس حدیث کے معنی علماء

محققین محدثین نے صاف صاف لکھدیے ہیون ایسی حدیث کو دوسرے معنی پر حمل کرنا نادانی ہی
اس مقام پر یون شبہہ وارد ہوتا ہی کہ حضرت انس رضہ سے مروی ہی کہ آپ نے فرمایا مررت بموسی
لیلة اسری بی وھو قائم یصلی فی قبرہ یعنی شب معراج مین ہم گذری موسے
علیہ السلام پر اوسوقت وہ کھڑی اپنی قبر مین نماز پڑھتے تھے سوا اسکے بعض احادیث مین یہ وارد ہی
کہ بعض صحابہ نے خیمہ نصب کرتے وقت ایک مردی کو سورۂ ممتحنہ پڑھتے سنا جب تجدد ثواب اعمال
منقطع ہوچکا تو نماز کا یا سورہ کا پڑھنا یعنی جو ہم کہتی ہین کہ اس عمل پر اللہ تعالی اکرام کرتا ہی اور اس عمل سے
ایک قسم کی لذت حاصل ہوتی ہی مفتی صبغة اللہ بن محمد غوث مدراسی رسالہ تنبیہ الاغبیا بحیات الانبیا مین
لکھتے ہین حافظ زین الدین بن رجب در کتاب احوال القبور گفتہ کہ گاہ باشد کہ اللہ تعالی بعضے اہل برزخ را در برزخ
باعمال صالحہ اکرام میکند اگرچہ اورا باین عمل ثواب حاصل نشود بسبب انقطاع ثواب اعمال بموت لیکن آن
عمل بروی باقی میماند تا بذکر وطاعت الٰہی لذتی یابد چنانکہ ملائکہ واہل بہشت در بہشت باین لذت می یابند
اگرچہ بران ثواب مترتب نیست زیرا کہ نفس ذکر وطاعت از بہترین نعیم اہل دنیا نزد اہل جنت بزرگ ترست
تنعموں ہیچ آسایشی مثل ذکر وطاعت الٰہی نخواہند یافت انیسوین تقریر ابوبکر بن ابی شیبہ نے
اپنی مصنف مین روایت کی ہی کہ علی بن حسین نے ایک شخص کو دیکھا کہ دریچے مین جو قبر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی نزدیک تھا گھس جاتا ہی پھر دعا کرتا ہی علی بن حسین نے کہا ہم تمکو ایک
بات سناتی ہین جسکو ہمنے اپنی باپ سی سنا اور ہماری باپ نی ہماری دادا سی ہمارے دادا نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا حدیث یہ ہی کہ ہماری قبر کو عید نہ بناؤ اور اپنی گھرون کو قبر
نہ بناؤ اور درود بھیجو ہم پر تمہاری درود وسلام ہماری پاس پونہچتی ہین تم کہین ہو اس حدیث سے
ثابت ہوگیا کہ قبر کی پاس جاکی دعا کرنا ممنوع ہی ہم کہتے ہین کہ یہ روایت معلول ہی قابل حجت کی
نہین اسلیے کہ جعفر بن ابراہیم جو اسکا راوی ہی وہ مجہول ہی اصحاب صحاح ستہ اس سے روایت
نہین کرتی اور علی بن عمر کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے تقریب مین مستور لکھا ہی اور شیخین ایسی روایات
نہین کرتے اور زید بن حباب کو امام احمد کہتی ہین کہ صدوق کثیر الخطأ چنانچہ ذہبی میزان
مین ایسی یون ہی نقل کرتے ہین اور ابن حبان نے کہا یعتبر حدیثه اذا روی عن
المشاهير اما روایته عن المجاهيل ففيه المناكير یعنی ابن حبان ظاہر کرتا ہی

تقریر انیسوین تقریر عدم جواز توسل مین بتمسک حدیث علی ابن حسین مع جواب

جب مشاہیر سے روایت کری تو معتبر ہی نہیں تو نہیں چنانچہ علامہ ابن حجر عسقلانی نے تہذیب التہذیب
مین اسکو نقل کیا ہی بخاری اپنی صحیح مین ان سے روایت نہین کرتی جب روایت معلول ہوئے
قابل حجت نہی ہی بر تقدیر تسلیم ممانعت کی دو منشا ہین پہلا منشا وہ شخص یہ خیال کرتا ہوگا کہ سلام
کے لیے قبر شریف پر حاضر ہونا ضرور ہی اسی وجہ سے وہ بہ تکلف حاضر ہوا کرتا تھا علی بن حسین نے
اس غلطی پر اوسکو مطلع کر دیا اور حدیث کا مضمون سُنا دیا کہ سلام ہر جگہ سے پونہچ سکتا ہی دوسرا
منشا وہ شخص کھڑکی مین گھس جاتا تھا اور قبر شریف کی قریب پونہچ جاتا تھا اس طرح کا قرب
ادب کی خلاف ہی زائر کو چاہیے کہ جو ستون راست کی جانب ہی اوس سے چار گز کی فاصلے پر
رہی طوالع الانوار مین ہی وجزم اصحابنا استحباب وقوف الزائر علی نحو اربعة
اذرع من السارية التی عند رأسه لا یقرب ادنی من ذلك فانه
لیس من شعار اداب الابرار سوا اسکی حدیث لا تتخذوا قبری عیدا
مجمل ہی چنانچہ اس رسالے مین اس حدیث کی متعلق بحث کی جائیگی جاننا چاہیے کہ مخالفین انکا
توسل مشروع مین جو تقریر پیش کرتی ہین بی سمجھے بوجھے کوئی آیت یا حدیث ایسی نہین ہی
جس سے عدم جواز توسل کا ثابت ہو آیت یا حدیث کا مطلب کچھ ہی یہ کہتی کچھ ہین اگر یہ لوگ
توسل کی معنی توسل کی طرائق بخوبی سمجھ لین تو اونکو معلوم ہو سکتا ہی کہ یہ حضرات ایسی آیات
یا احادیث سی استدلال کرتے ہین جنکو محل نزاع سے کسی قسم کا تعلق نہین ہی ابن تیمیہ و ابن
قیم نے اس مقدمے مین جسقدر آیات و احادیث لکھی ہین اسی قبیل کی ہین قاضی شوکانی
نی در النضید مین جسقدر احادیث لکھی ہین اس سے استغاثہ نامشروع کا ابطال کیا ہی یعنی
صاحب قبر قادر مطلق و فاعل مختار سمجھ کی اللہ تعالی کے ساتھ یا استقلالاً ندا کیا جاے اور اللہ تعالی
سی بڑھکی اوسکی تعظیم کیجاے اس مقدمے مین شوکانی سے ہم بھی متفق ہین کوئی مسلمان خاصکر
جو زمرۂ خواص سے ہین ہرگز اس صورت کو جائز نہین سمجھتا شوکانی نے عبث اسکی ابطال مین
زحمت اوٹھائی شوکانی نے اس مقام پر صرف اسیقدر تعصب کا برتاؤ کیا ہی کہ ایسے باطل امر کو
معتقد علیہ اکثر عوام و بعض خواص قرار دیا ہی حالانکہ یہ محض غلط ہی نہ اکثر عوام کا یہ عقیدہ ہی نہ کسی
مفسر یا محدث یا فقیہ کا شاید عوام کالانعام سی کسی شخص کا یہ عقیدہ باطل ہو تو اوسی ہم نہین

منکرین کی بیسوین تقریر عدم جواز توسل مین بہ تمسک امتناع ندا مع جواب

جاتی اور نہ ہماری بحث ایسی بیہودہ خیالات سی ہی تقویت الایمان اور نصیحت المسلمین وغیرہ مین
عموماً اسی قسم کی آیات واحادیث مذکور ہین اور انکی ذیل مین بالکل اناپ شناپ لکھا گیا ہی بیسوین
تقریر غیر خداوند اقدس سے کسیکو پکارنا شرک ہی اس مقدمے مین بہت سی آیات موجود ہین پھر
استمداد شرک ہوا اسلیے کہ اسمین بھی غیر خدا کو پکارتے ہین جواب اہل خلاف نہ یہ سمجھتے ہین کہ
پکارنا کسی کہتے ہین اور نہ شرک کا مفہوم ٹھیک ٹھیک جانتے ہین اپنے مفروض پر آئین بائین
شائین بکتی جاتی ہین توحید وشرک کی معنی کو چاہیے کہ خدا ورسول کی احکام سی مستنبط کرین
مجمل کا بیان متکلم کی طرف سے تلاش نکرنا اور اپنی تراش خراش کو دخل دینا ایک قسم کا عیب
بلکہ خود رائی ہی ہم اس مقام پر بطور مختصر توحید وشرک کا بیان کیا چاہتے ہین اس بیان سے
یہ دھوکا جاتا رہیگا کہ مسلمان شرک کا کام کرتی ہین توحید کہتی ہین خداوند تعالی کو ذات وصفات
مین ایک سمجھنا اسمین چار امور معتبر ہین جبتک چار امور کا اذعان نہو توحید پوری نہین ہوتی پہلا
امر وجوب وجود کا حصر ذات باری تعالی مین سمجھنا یعنی سوا اوسکی کوئی واجب نہین دوسرا
امر کل اشیا کا خالق اوسیکو جاننا یہ دونون امور مقدمات مسلمہ سی ہین اسی لیے کتب سماویہ
مین اس سے بحث نہین کی گئی بحث ایسی چیز سے ہوتی ہی جسمین کفار مخالف ہوتے ہین اس
مقدمے مین مشرکین عرب یہود ونصاری سب متفق ہین پھر ضرورت بحث کی کیا رہی تیسرا
امر اوسی کو مدبر ومتصرف حقیقی سمجھنا چوتھا امر سوا اوسکے کسیکو مستحق عبادت نہ جاننا یہ دونو
امور باہم متلازم ہین یہی دو امر ایسے ہین جنمین لوگون نے اختلاف کیا نجومی ستارون کی پرستش
کرتے ہین اونکی عبادت سی دنیا وآخرت کی منافع سمجھتے ہین اونکا خیال یہ ہی کہ ستارون کو
حوادث یومیہ مین قوی اثر ہی آدمی کی سعادت شقاوت صحت مرض اونہین سے ہوتی ہی
اونکی نفوس مجردہ اونکی محرک ہین اونکی بندون سے جو اونکی پرستش کرتی ہین ہرگز غافل نہین
رہتی مشرکین کہتی ہین کہ امور معظمہ کا مدبر تو خداوند تعالی ہی مگر بعض صالحین نے خداوند تعالی کی
عبادت کی جس سے وہ اوسکی مقرب خاص ہوگئے خداوند کریم نے اوسکے صلے مین اونکو الوہیۃ
کا درجہ عنایت کیا جس سے وہ مستحق عبادت کی ہوگئے پھر اونکی عبادت لازم ہی تا وہ ہمکو مرتبے
مین اللہ کے نزدیک کردین اون لوگون نے اپنی مفروضی مقبولین کے لیے یہ بھی سمجھ لیا کہ وہ

لوگ سنتے ہین دیکھتے ہین اپنے بندون کی شفاعت کرتے ہین پھر اونکی نام کی تپھر رکھدیے اور
اونکو معبودون کی توجہ کے لیے قبلہ ٹھہرایا یہ تو خاص متقدمین کا حال ہی جب اونکے بعد لوگ ہوے
وہ اس دقیقہ کو تو سمجھے نہین اونہون نے خاص بتون کو اپنا معبود ٹھہرایا نصاری نی دیکھا کہ
حضرت عیسی مین خاص ایکقسم کا تقرب ہی اونہین عبد کہنا ایک قسم کی بی ادبی ہی پھر بعضون نے
ابن اللہ کہا اس خیال سے کہ باپ بیٹی پر ایک خاص قسم کا رحم کرتا ہی اپنے سامنے اوسکی پرورش
کرتا ہی عبد کو بیٹے کے سامنے کچہ رتبہ نہین بعض نصاری نے خدا کہا اس لحاظ سے کہ خداوند کریم
اونمین حلول کیا ہوا ہی اسیوجہ سے ایسے خوارق عادات اونسی ظاہر ہوتی ہین جو کسی دوسرے
شخص سے ہرگز ظاہر نہین ہوسکتی جیسے مردے کو زندہ کرنا تو ایسے شخص کا کلام خاص اللہ
تعالی کا کلام ہی ایسی شخص کی عبادت عین خداوند کریم کی عبادت ہی پھر اونکے بعد جو لوگ ہوے
وہ اس دقیقے کو تو سمجھے نہین اونہون نے یہ خیال کیا کہ عیسے سچ مچ خدا کے بیٹے ہین یا یہ خیال کیا
کہ واجب الوجود ہین شرک کہتے ہین خداوند کریم کی ذات وصفات مین دوسرے کو ساجھی
بنانا یعنی یہ سمجھنا کہ یہ آثار عجیبہ جو اس شئی سے صادر ہوے اوسکا منشا ایک ایسی صفت ہی جو
باری تعالی سے خاص ہی جبتک اوس غیر مین الوہیت کی صفت نہ آجاے یا خود وہ نیست
ہوکر ذات باری مین منضم نہوجاے اس قسم کے آثار اوس سے صادر نہین ہوسکتے عام
ازینکہ وہ انسان ہو یا کوئی دوسری چیز غرض شرک کی حقیقت مین ساجھی کرنا جزو اعظم ہی
مشرکین کو قسم قسم کی خیال تھی یعنی وہ یہ سمجھتے تھے کہ خدا تعالی ایسے شخص کا محتاج ہی جو انتظام
عالم اوسکے ساتہ ہوکر کرے یا خدای تعالی کو حال نہین معلوم ہوتا جبتک کوئی واسطہ اوسکو نہ بتاوے
یا وہ رحم نہین کرتا جبتک کوئی بیچ کا ذریعہ اوسکی یہان سفارش نکرے جیسے مخلوق آپسمین ایک
دوسرے کے لیے سفارش کرتے ہین یا وہ بندون کی عرضداشت کا جواب نہین دیتا جبتک
درمیانی اونکی حاجات کو پیش کرین انھین وجوہ سے شرک ایسا گناہ ٹھہرایا گیا جس سے بڑا
کوئی گناہ نہین تمام گناہونکی مغفرت ہوسکتی ہی مگر نہ بخشا جائیگا تو شرک اور بخشا کیونکر جاے
شامت نفس سے کوئی قصور ہوگیا ہوتا تو خداوند کریم اوس سے درگذر فرماتا یہان تو غضب یہ ہے
کہ اللہ تعالی کا ساجھی ٹھہرادیا الوہیت کی شان ہرگز اسکے مقتضے نہین جو اپنا ساجھی تجویز کرے

یا ایسے شخص کے عقائد افعال و اقوال سے در گذری جسنے ساجھی بنا رکھا اس تقریر سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ کوئی مسلمان مشرک نہین ہوسکتا نہ کوئی مشرک مسلمان اہل خلاف جو افعال مشروع یا مندوب یا مباح کو شرک کہکے مسلمان کو حقیقۃً یا التزاماً مشرک ٹھہراتے ہین یہ سب اونکی بیباکی یا غلط فہمی ہی جسطرح شرک ایسی مہلک چیز ہی جس سے آدمی کو احتراز لازم ہی اسی طرح ہر صفت یا ہر کام کو بھی شرک کہنا نہ چاہیے اسلیے کہ جب وہ افعال ایسے ہین کہ جنھین مسلمان کرتے ہین اور سچ پوچھیے تو افعال ناجائز نہین ہین نہ اونکی کرنے مین کسی قسم کا محذور ہی تو ایسی چیز کو شرک کہنے سے مسلمانون کو مشرک سمجھنا لازم آتا ہی

در دہر چو من یکے و آنہم کافر		پس در ہمہ دہر یک مسلمان نبود

اور مسلمان کو مشرک سمجھنے سی یا کہنے سی کفر کا خوف ہی یہ گنبد کی صدا ہی جو کہیے وہی آواز پلٹکر سنائی دیتی ہی چنانچہ متعدد احادیث اس مقدمی مین موجود ہین سوا اسکے موحد کو مشرک کہنا ایسا ہی جیسے سفید کو سیاہ کہنا یا دن کو رات سمجھنا یا فرد کو زوج خیال کرنا یا ڈٹھیاری کو اندھا جاننا اسلیے کہ ان دونون مین نسبت تضاد کی ہی شرک مین ایک صفت خاص کا اعتقاد معتبر ہی جس سے توحید کو منزہ رہنا ضرور ہی یا ان مین تقابل عدم ملکہ کا ہی اسلیے کہ توحید ایمانی کا مفہوم شرعی یہ ہی کہ خداوند کریم کو ذات صفات مین ایک سمجھنا جسکی شان سی یہ تصدیق ہو صبی مجنون حیوانات اس سے خارج ہین اسلیے کہ اونکی شان تصدیق کے نہین ہی شرک عدم التصدیق کو کہتی ہین جسکی شان سی تصدیق ہو جب توحید و شرک کا مفہوم معلوم ہوگیا تو یہ سمجھنا چاہیے کہ شرک کی کیفیت آدمی کی اعتقادسی معلوم ہوتی ہی یا ایسے افعال کے صادر ہونے سے جس سے شرک کا مفہوم ٹپکتا ہو مثلاً غیر خدا کے عبادت کرنا اس تقریر سی یہ بات معلوم ہوگئی کہ انبیاء اللہ یا اولیاء اللہ سی توسل و استغاثہ شرک نہوگا اسلیے کہ وسیلے کا مفہوم اوسکی صورتین جو مذکور ہوئین اونسے خاص شرک کی نفی پائی جاتی ہی وسیلے کی تینون صورتون مین طلب خاص ذات باری سے ہوتی ہی انجاح مرام مین کسیکو دخل نہین ہوتا پھر یہ شرک کیونکر ہوگا اگر یہ حضرات مظہر عون الٰہی نہ سمجھے جائین یا مستقل سمجھی جائین یا اونکی عبادت و پرستش کیجاے جیسے کفار و مشرکین عرب کرتے تھے پھر اون سے توسل کیا جاوے تو بیشک یہ ناجائز طریق ہوگا جسکی حرمت پر اتفاق ہی یہ وہ موٹی سی بات تھی جسے اہل خلاف نہ سمجھے جب منکرین کی تقریرات کی لغویت بخوبی ظاہر ہوگئی تو استمداد و استغاثہ کی احتیاج کا بیان

کیا چاہتا ہون جاننا چاہیے کہ دنیا مین کوئی ایسا آدمی نہوگا جسے بالطبع استمداد کی ضرورت نہو
شیرخوار لڑکا بھوک مین دودھ کی لیے روتا ہی اور منہ پھیر پھیر کے بار بار مان کو دیکھتا ہی جس سے
اوسکی مان کو جوش طبعی پیدا ہوتا ہی ؎

تانگرید طفل کی جوشد لبن	تانگرید ابر کے خندد چمن

اگر نفس استمداد ممنوع ہوتا تو خداوند کریم ننھے ننھے بچون کو یہ طریقہ نہ سکھاتا یہ تعلیم جو اونکو خاص مبدأ فیاض سے ہوئی ہی صاف کہی دیتی ہی کہ انسان کو بدون استمداد کے چارہ نہین انسان چونکہ مدنی الطبع مخلوق ہوا ہی ایک دوسرے سی استمداد کی ضرورت ہوتی ہی خاوند کو جورو سی انتظام خانگی مین کسقدر مدد پونہچتی ہی ہر کہ زن ندارد آسایش تن ندارد اور جورو تو خاوند کی مدد کی ہر طرح سی محتاج ہی مریض جب نامی طبیب کے مطب مین حاضر ہوتا ہی تو یہی چاہتا ہی کہ حکیم صاحب متوجہ ہو کر ابتدائے انتہا تک مرض کا حال سنتے کوئی نسخہ مجرب تجویز کرتے اگر حاکم مظلوم کی حال پر متوجہ نہوتا تو ظالمون کے ہاتہ سے دنیا بستے کیون جب آدمی بوڑہا یا ضعیف ہوتا ہی تو عصا سی استمداد کرتا ہی کبھی عصا پر زور ڈال کر چلتا ہی کبھی عصا کی ذریعے سی یہ دریافت کرتا ہی کہ راستہ ہموار ہی یا ناہموار اگر عصا نرکہتا تو ایک قدم نہ چل سکتا ٹھوکر کھا کر مُنہ کی بہل گرتا غرض انسان بچپن سے آخر عمر تک اپنی ہر کام مین استمداد کا محتاج ہی مہاجرین نے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا کچہ مدد نہین کی آپ فرماتے ہین ان امن الناس علیّ فی مالہ وصحبتہ ابوبکر انصار نی مہاجرین کی مدد کس کشادہ پیشانی سے کی جابجا خداوند کریم اپنے کلام پاک مین اونکی مدح وثنا کرتا ہی نصیحت المسلمین مین ہی بعض شخص اس مقام مین شبہہ کرتے ہین کہ اگر خدا کی سوا کسی سے مدد چاہنا درست نہین تو چاہیے کہ حاکم سے فریاد کرنا حکیم سی علاج کروانا نوکر یا غلام سے پانی مانگنا ہاتہ مین لاٹھی کا رکہنا بھی درست نہوا اسواسطے کہ ان کامون سے بھی سوای خدا کے اور چیزون سی مدد چاہنا ہی اوسکا جواب یہ ہی کہ حق تعالی نے ان چیزون کو انھین کامون کیواسطے سبب مقرر کیا ہی پانی پینے کے واسطے پیدا کیا ہی اور دوائیان بیماری کے واسطے مگر مدار یا سالار کو اس واسطے نہین پیدا کیا کہ لوگون کو رزق اور بیٹے دیا کرین اور انبیا اولیا سب ان کامون کو کرتے تھے یعنی لاٹھی بھی ہاتہ مین رکہتے تھے اور علاج بھی کرتے تھے اور حق تعالی نے ہمکو بھی ان کامون سے نہین منع فرمایا انتہی یہی غنیمت ہی کہ اب اس امر کی تسلیم

لی گئی کہ استعانت غیر خدا سی جائز ہی بلکہ بیشتر چیزون کو خداوند تعالی نے اسی لیے پیدا کیا ہی جس سے
استعانت کیجاے اب گفتگو اس امر مین رہی کہ انبیا اولیا کو حق تعالی نے اعانت کی لیے پیدا کیا یا نہین
عموما وہابیہ کا یہ مسلک ہی کہ انا العصا المتوکأ علیہا انفع من رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اس قسم سی گستاخ ہو
وہ اولیاء اللہ کی نسبت کسقدر بیباک نہو گا مگر ہم کہتے ہین کہ یہ سمجھ ایک قسم کی غلط فہمی ہی خداوند
عالم نے آپکو رحمۃ للعالمین پیدا کیا جسکی رسالت کی بنا رحمت پر ہوا وس سے خواہ مخواہ عالم کا بنا
ہو گا قبل تخلیق سے لوگ اس چشمۂ رحمت سی سیراب رہی اور قیامت تک شیرین کام رہینگے اسکا
ثبوت آیات وحدیث سی انشاء اللہ تعالی کیا جائیگا سردست تہوڑا سا انتظار کیجیے اگر سوای آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی دوسری انبیاء اللہ کی نسبت کچہ شک ہی تو ہم حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ
یاد دلاتی ہین جو منصوص قرآنی ہی اور جسکا انکار نہین ہوسکتا اولیاء اللہ کی تخلیق بھی بیکار نہین
انسے بھی لوگ حیات و ممات مین فیض یاب ہین ؎

اولیا را ہست قدرت از آلہ	تیر جستہ باز گرداند ز راہ

اولیاء اللہ امت نبویہ کی تجربہ کار حکیم ہین جسطور سے وہ عرض مرض کو پہچانتے ہین کوئی دوسرا
شخص نہین پہچان سکتا چنانچہ بعض اولیاء اللہ کی تخلیق خاص اعانت کے لیے ہوئی ہی اور انسے
استعانت ایسے وقت مین مشروع ہی جسوقت کوئی سہارا بادی النظر مین نہو علامہ سیوطی کا رسالہ
الخبر الدال علی وجود القطب والاوتاد والنجباء والابدال خاص اس بحث مین ہی ان لوگونکی
تخلیق خاص واسطے اعانت کی ہی اونکے ذریعے سے پانی برستا ہی اونکی مدد سے اعدا پر فتح
حاصل ہوتی ہی اونکی وجہ سے عذاب ٹلا رہتا ہی اونکی برکت سی بلا دور دفع رہتی ہی چنانچہ علامہ
اوسی رسالے مین جناب امیر علیہ السلام سی روایت کرتے ہین کہ ہمنے آپ سی سُنا یسقی بھم
الغیث وتنصر بھم علی الاعداء ویصرف عن اھل الشام بھم العذاب یعنی انکی وجہ سے
مینہ برستا ہی اور دشمنون پر فتحیاب ہوتے ہین اور اہل شام عذاب سی محفوظ رہتے ہین جب اولیا
اس کام کے لیے مامور ہوی پھر اونسے استمداد نا جائز نہو گا اس بحث کی تفصیل ہم آگے چل کے
اچھی طرح لکھنے والے ہین تم یہ نہین کہتے کہ حضرت بدیع الدین قدس سرہ یا حضرت مسعود غازی

قدس سرہ لوگون کو رزق یا بیٹا دیتی ہین ہان یہ کہتی ہین کہ حضرات اولیاء اللہ سی استمداد جائز ہی رزق کی بابت ہو یا بیٹے کی چنانچہ ایک مقام پر صاحب نصیحت المسلمین نی اسکا اعتراف بھی کیا ہی عبارت یہ ہی اکثر لوگون سے سُنا ہی کہ کہتے ہین واقعی اللہ کی سوا کسیکو کچہ اختیار نہین لیکن اولیا انبیا اللہ کی بندی مقبول ہین جس چیز کی اللہ سے عرض کرتے ہین وہ قبول کرتا ہی اوسکا جواب یہ ہی کہ البتہ اونکی دعا اکثر قبول ہوتی ہی لیکن ہر دعا اونکی بھی قبول نہین ہوتی حضرت نوح نی اپنے بیٹے کے واسطے دعا کی اور حضرت ابراہیم نی اپنی باپ کی واسطے دعا کی اور ہماری حضرت نے اپنی چچا کی واسطے دعا کی کسی کے دعا قبول نہوئی اور حکم ہوا کہ جاہل مت ہو اِس مقدمے مین خلاف مرضی ہماری دعا نکرو اس سے صاف معلوم ہوا کہ انکی بھی دعا وہی قبول ہوتی ہی کہ موافق مرضی خدا کی ہی ہرچند کہ یہ پاک لوگ ہین مگر پھر بھی بندی ہین کچہ انکا اللہ پر زور نہین کہ جو چاہین وہی ہو فقط ہم کہتے ہین کہ جب یہ بات تسلیم کی گئی کہ انبیا اولیا کی اکثر دعائین قبول ہوتی ہین تو استمداد کی لیے مسلمانون کو اتنا سہارا کافی ہی کوئی مسلمان نہین سمجھتا کہ انکا اللہ پر زور ہی بلکہ یہی سمجھتے ہین کہ یہ خداوند تعالی کے مقبول بندی ہین انکی دعا خداوند کریم مقبول فرماتا ہے ان سے استمداد کیجیے چند ادعیہ کی نامقبولیت کا حال جو لکھا گیا اوس سے ہم بیدل نہین ہوتی اسلیے کہ وہ دعائین کفار کے لیے تھین جنکو خداوند کریم نی نامقبول فرمایا ہم جو استمداد کرتی ہین اوین اس قسم کا عارض نہین اس مقام پر ہم صاحب نصیحت المسلمین کا شکر یہ ادا کرتے ہین جس نے انبیاء اللہ اولیاء اللہ کو خدا کا مقبول بندہ تو کہا اس امر کا تو قائل ہوا کہ اونکی اکثر دعائین مقبول ہوتی ہین جب یہ دو امر مسلم ہین تو پھر توسل و استغاثہ شرک یا بدعت کیونکر ہوسکتا ہی اب توسل واستغاثہ کی جواز پر دلائل نقلی پیش کرتا ہون پہلی دلیل حق تعالی جل شانہ فرماتا ہی فَتَلَقّٰی اٰدَمُ مِنْ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْہِ یعنے سیکھا آدم نے اللہ تعالی سے چند کلمات کو جس سے اونکی توبہ مقبول ہوئی حدیث صحیح مین ہی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سی خطا سرزد ہوئی اپنے سر کو آسمان کی طرف اوٹھایا اور کہا خداوندا مین تجھسے بحق محمد توسل کرتا ہون تو میرے گناہ کو بخشدی استفسار ہوا کہ محمد کون ہین حضرت آدم نی کہا کہ جب تو نی مجھے پیدا کیا تھا مینے عرش کیطرف اپنی گردن اوٹھائی اوسپر لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس سے مین یہ سمجھا کہ محمد صلی اللہ

علیہ وسلم ایسے مرتبے کی بندی ہین کہ اونکی عظمت وجلالت کی سامنے کسی کا رتبہ نہین تو نے
اپنی نام کے ساتہ اونکا نام شریک کیا حکم ہوا وہ خاتم انبیا ہین جو تمہاری اولاد سی ہونگے اگر اونکو
پیدا کرنا منظور نہوتا تم پیدا نہ کیے جاتے علامہ سیوطی درمنثور مین اسی آیت کی ذیل مین لکہتے ہین
اخرج الطبرانی فی المعجم الصغیر والحاکم وابو نعیم والبیھقی کلاھما
فی الدلائل وابن عساکر عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله صلے
الله علیه وسلم لما اذنب آدم الذنب الذي اذنبه رفع رأسه
الی السماء فقال اسئلك بحق محمد ان غفرت لی فاوحی الله الیه ومن محمد فقال
تبارك اسمك لما خلقتنی رفعت رأسی الی عرشك فاذا فیه مكتوب
لا اله الا الله محمد رسول الله فعلمت انه لیس احد اعظم عندك قدرا ممن
جعلت اسمه مع اسمك فاوحی الله الیه یا آدم انه آخر النبیین من
ذریتك ولولا هو ما خلقتك یہ بھی مروی ہو کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سی خطا
واقع ہوئی انکو حد درجے کا کرب ہوا اور سخت ندامت ہوئی پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف
لائی اور کہا ای آدم ہم تمکو ایسا طریقہ توبہ کا بتاتی ہین جس سے تمہاری مغفرت ہوگی حضرت آدم
علیہ السلام موافق تعلیم جبرئیل علیہ السلام کے اپنی مقام سے اوٹھی پہلے خداوند کریم کا حمد کیا پھر لا اله
الا الله الخ کہا حکم ہوا ای آدم کسنے تمھین یہ سکھایا حضرت آدم نے جواب دیا کہ باری تعالی تونی جب
مجھے پیدا کیا مینے ساق عرش پر یہ لکہا دیکہا بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ جب تیرے مبارک نام کی بعد کسی مقرب فرشتے کا یا
نبی مرسل کا نام سوای نام محمد صلعم کے ندیکہا مجھے یقینا معلوم ہوگیا کہ یہ اکرم مخلوقات سی ہین حکم ہوا تم
سچ کہتے ہو ہمنی تمہاری گناہ معاف کیی حضرت آدم نے حمد وشکر کیا اور نہایت خوش خوش پہرے
کہ کوئی شخص خداوند عالم کی بارگاہ سی اسطور سے مسرور نہ آیا ہوگا اوسوقت حضرت آدم کا لباس نور
کا تھا درمنثور مین ہی اخرج ابن المنذر عن محمد بن علی بن حسین بن علی
ابن ابی طالب قال لما اصاب آدم الخطیئة عظم كربه واشتد
ندمه فجاءه جبرئیل فقال یا آدم هل ادلك علی باب توبتك

الذي يتوب الله عليك منه قال بلى يا جبرئيل قال فقم في مقامك الذي
تناجي فيه ربك تحمده وامدحه فليس شئ احب الى الله من المدح قال
فاقول ماذا يا جبرئيل قال تقول لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك
وله الحمد يحيي ويميت وهو حي لا يموت بيده الخير كله وهو على
كل شئ قدير تبوء بخطيئتك فتقول سبحانك اللهم وبحمدك لا اله الا انت
رب اني ظلمت نفسي وعملت السوء فاغفر لي انه لا يغفر الذنوب
الا انت اللهم اني اسئلك بجاه محمد عبدك وكرامته عليك ان
تغفر لي خطيئتي قال ففعل آدم فقال الله يا آدم من علمك هذا قال يا رب انك
لما نفخت في الروح فقمت بشرا سويا اسمع وابصر واعقل وانظر رأيت
على ساق عرشك بسم الله الرحمن الرحيم لا اله الا الله وحده لا شريك له محمد
رسول الله فلما لم ار على اثر اسمك اسم ملك مقرب ولا نبي مرسل غير اسمه علمت انه
اكرم خلقك عليك فقال صدقت يا آدم وقد تبت عليك وغفرت لك خطيئتك قال فحمد
آدم ربه وشكره وانصرف باعظم سرور لم ينصرف به عبد من عند ربه وكان لباس آدم النور
جناب امیر علیہ السلام فرماتے ہین کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی پوچھا کہ فتلقی آدم من ربہ کلمات
فتاب علیہ کی کیا معنے ہین آپنے فرمایا کہ اللہ تعالی نے آدم کو ہند مین ڈالا حوا کو جدی مین ابلیس کو
بیسان مین سانپ کو اصبہان مین اسوقت سانپ کی پاؤن اونٹ کی طرح تھی آدم اپنے
گناہون کی ندامت مین ہند مین سو برس رویا کیے اللہ تعالی نے جبرئیل ع کی ذریعے سی یہ حکم بھیجا کہ ای
آدم کیا ہمنے تمکو قدرت سی نہین پیدا کیا کیا ہمنے اپنی روح تم مین نہین پہونکی کیا ہمارے فرشتون نے
تمکو سجدہ نہین کیا کیا حوا کا ہمنے تمسے نکاح نہین کیا آدم نی کہا یہ سب کچھ ہوا حکم ہوا پھر یہ رونا کیسا آدم
نے کہا کیون نہ رؤن جوار رحمت سی نکالا گیا اس سے بڑھکر کیا مصیبت ہوگی حکم ہوا ان کلمات
کا ورد رکھو اللہ تعالی تمہاری توبہ کو قبول کریگا تمہارے گناہون کو بخشیگا اللھم الخ یہ وہ کلمات
ہین جسکو اللہ تعالی نے آدم کو سکھایا درمنثور مین ہے اخرج الدیلمی فی مسند الفردوس بسند
واہ عن علی قال سألت النبي صلی اللہ علیہ وسلم عن قول اللہ تعالی فتلقی آدم من ربہ

كلمات فتاب عليه فقال ان الله اهبط آدم بالهند وحوا بجدة وابليس ببيسان والحية باصبهان وكان للحية قوائم كقوائم البعير ومكث آدم مائة سنة باكيا على خطيئته حتى بعث الله اليه جبرئيل وقال يا آدم الم اخلقك بيدي الم انفخ فيك من روحي الم اسجد لك ملائكتي الم ازوجك حوا امتي قال بلى قال فما هذا البكاء قال وما يمنعني من البكاء و قد اخرجت من جوار الرحمن قال فعليك بهؤلاء الكلمات فان الله قابل توبتك وغافر ذنبك قل اللهم اني اسئلك بحق محمد وآل محمد سبحانك لا اله الا انت عملت سوء ظلمت نفسي فاغفر لي انك انت الغفور الرحيم اللهم اني اسئلك بحق محمد وآل محمد سبحانك لا اله الا انت عملت سوء و ظلمت نفسي فتب علي انك انت التواب الرحيم فهؤلاء الكلمات التي تلقى آدم

الرحمٰن

حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون سے کلمات اللہ تعالی نے حضرت آدم کو بتائے تھے جس سے حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی آپ نے فرمایا کہ حضرت آدم نے سوال کیا کہ بحق محمدؐ و علیؑ و فاطمہؓ و حسنؓ ہماری توبہ کو قبول کر حق تعالی جل شانہ نے قبول فرمایا درمنثور میں ہے اخرج ابن النجار عن ابن عباس قال سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الكلمات التي تلقاها آدم من ربه فتاب عليه قال سأل بحق محمد وعلي وفاطمة والحسن والحسين ان تبت علي فتاب عليه ان دونوں حدیثوں سے ایک بہت بڑا فائدہ یہ حاصل ہوا کہ جسطرح توسل آنحضرت صلعم سے جائز بلکہ باعث حصول مقاصد ہے اسیطرح آپکی آل کے ساتھ بھی توسل جائز بلکہ موجب انجاح مرام ہے جو اولیاء اللہ سے تھی اس سے بڑھکر کیا ہوگا کہ خود حق تعالی جل شانہ نے آپ اوسکی تعلیم فرمائی اور آپ کی توسل کی بدولت حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اس نکتے کو یاد رکھنا چاہیے اکثر جگہہ کام آئیگا اور بہت کام آئیگا شفاء السقام میں ہے روی الحاکم ابو عبد الله بن البيع في المستدرك على الصحيحين او احدهما قال ثنا ابو سعيد عمرو بن محمد بن منصور العدل ثنا ابو الحسن محمد ابن اسحاق بن ابراهيم الحنظلي ثنا ابو سلمة ثنا عبد الرحمن بن زيد بن اسلم عن

ابیه عن جده عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم لما اقترف آدم علیه السلام الخطیئة قال یا رب اسئلك بحق
محمد لما غفرت لی فقال الله یا آدم کیف عرفت محمدا ولم اخلقه قال رب لانك
لما خلقتنی بیدك ونفخت فی من روحك رفعت رأسی فرأیت علی قوائم العرش
مکتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله فعرفت انك لم تضف الی اسمك
الا احب الخلق الیك فقال الله صدقت یا آدم انه لاحب الخلق الی اذ سالتنی
بحقه فقد غفرت لك ولولا محمد ما خلقتك قال الحاکم هذا حدیث صحیح الاسناد
وهو اول حدیث ذکرته لعبد الرحمن بن زید بن اسلم فی هذا الکتاب ورواه
البیهقی ایضا فی دلائل النبوة وقال تفرد به عبد الرحمن و
ذکره الطبرانی وزاد فیه وهو آخر الانبیاء من ذریتك متاخرین علما سے مولانا
شاه عبد العزیز دهلوی تفسیر عزیزی میں تحریر فرماتے ہیں فتلقی آدم پس بیاموخت آدم من
ربه یعنی از الهام پروردگار خود کلمات یعنی کلمه چندی که سبب قبول توبه ایشان شد وآن کلمات
اینست که رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ
وطبرانی در معجم صغیر وحاکم وابونعیم وبیهقی از حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رض روایت آورده اند که
آنحضرت صلعم فرموده اند که چون حضرت آدم ع ارتکاب گناه کردند ومعاتب شدند در قبول توبه خود
حیران بودند ایشان را یاد آمد که مرا هرگاه حق تعالی پیدا کرده بود وروح خاص در من دمیده من در
آنوقت سر خود را بسوی عرش برداشتم دیدم که دراینجا نوشته اند لا اله الا الله محمد رسول الله
ازینجا معلوم میشود که قدر هیچکس نزد خدا برابر این شخص نیست که نام او را با نام خود برابر کرده است
تدبیر این ست که بحق همین شخص سوال مغفرت نمایم پس در دعای خود گفتند اسئلك بحق محمد
ان غفرت لی حق تعالی ایشان را آمرزش کرد ووحی فرستاد که محمد را از کجا دانستی ایشان تمام ماجرا
عرض کردند فرمان رسید که ای آدم محمد آخر پیغمبران ست از ذریت تو علیه السلام اگر او نمی بود ترا پیدا
نمیکردم اس مقام پر کئی خدشے وارد کیے گئے ہیں پہلا خدشہ ابن تیمیہ حنبلی کہتا ہے کہ حضرت
آدم کی نسبت توسل کی باب میں جو کچھ کہا گیا اوسکی کچھ اصل نہیں ہے اور کسی نے اس روایت کو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی اسناد سے نہین روایت کیا جو قابل اعتماد و اعتبار و استشہاد ہو جواب
معلوم ہوتا ہے کہ ابن تیمیہ کو نہ یہ اسناد پونہچی نہ یہ امر معلوم ہوا کہ حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اگر اوسکو یہ حال
معلوم ہوتا تو صحیح ہونیکا کیون انکار کرتا یا عبد الرحمن بن زید بن اسلم پہ کیون طعن کرتا مجھے اس مقام پر
اسقدر لکھنا کافی ہے کہ ہمکو حاکم کی تصحیح پر اعتماد ہے اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم ایسے ضعیف نہین ہین جیسا ابن
تیمیہ نے سمجھا شفاء السقام مین ہے لم يقف ابن تيمية عليه بهذا الاسناد ولا بلغه
ان الحاكم صححه ولو بلغه ان الحاكم صححه لما قال ذلك او لتعرض للجواب
عنه ونحن نقول قد اعتمدنا في تصحيحه على الحاكم وايضا عبد الرحمن بن
زيد بن اسلم لا يبلغ في الضعف الى الحد الذي ادعاه وكيف يحل المسلم
ان يتجاسر على منع هذا الامر العظيم الذي لا يرده عقل ولا شرع
وقد ورد فيه هذا الحديث دوسرا خدشہ قبل خلقت کی آپ شفاعت کر نہین
سکتے تھے تو توسل و تشفع کا اطلاق کیونکر صحیح ہو سکتا ہے جواب مین یہ نہین کہتا کہ آپ خود شفاعت
فرما سکتے تھے بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی سے سوال بتوسل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبل خلقت کے
اوسی طرح صحیح ہے جیسے بعد خلقت کی کلیہ یہ ہے کہ اللہ تعالی سے سوال بتوسل ایسے شخص کے جائز ہے
جسکی نسبت یہ یقین کیا جاتا ہو کہ وہ خداوند کریم کی درگاہ مین عالی مرتبہ رکھتا ہے عادت مستمرہ یہ ہے
کہ اگر کسی شخص کا مرتبہ کسی کے نزدیک ایسا ہو کہ اوسکی شفاعت مقبول ہوتی ہو تو اوسکی غیبت مین
اگر اوسکا توسل کیا جاتا ہے تو بلحاظ اوسکی وقعت و عزت کی شفاعت مقبول ہوتی ہے گو وہ شخص
اوسوقت نہ خود حاضر ہو اور نہ اوسوقت شفاعت کرتا ہو تا آنکہ کبھی محبوب کا ذکر یا کسی عظیم امر کا
ذکر کبھی اعمال صالحہ کا ذکر باعث شفاعت ہوتا ہے ادعیہ ماثورہ مین ہے اسئلك بكل اسولك
واسئلك باسمائك الحسنى واسئلك بانت الله واعوذ برضاك من سخطك
وبمعافاتك من عقوبتك وبك منك جذب القلوب مین ہے سوطن اول کہ توسل بروح
مقدس اوست پیش از لبس خلعت جسمانیت مخصوص بجناب اوست و ہیچ یکی را از انبیا و اولیا
درین منقبت عظمی باوی شارکتی و مساہمتے نیست وعدم ورود نص در غیر آن حضرت درین باب
کافی ست تو یہ قسم بدرجہ اولی توسل کے اقسام سے ہو سکتی ہے تیسرا خدشہ حق کے معنی واجب ہین

اور خداوندکریم پر کوئی چیز واجب نہین پھر بحق محمدؐ کہنا کیونکر جائز ہوگا جواب یہان حق کے
معنے واجب کی نہین ہین بلکہ رتبت ومنزلت کی ہین یا حق سے وہ حق مراد ہے جسے خداوند عالم
نے آپ کا حق خلق پر ثابت کیا یا وہ حق جسے خداوند اقدس نے اپنے فضل عمیم سے اپنے ذمے
لیا شفاء السقام مین ہے والمراد بالحق الرتبة والمنزلة او الحق الذی جعله الله علی الخلق
او الذی جعله الله بفضله له علیه کما فی الحدیث الصحیح قال فما
حق العباد علی الله ولیس المراد الحق الواجب فانه لا یجب علی الله شیٔ
وعلی هذا المعنی یحمل ما ورد عن بعض الفقهاء فی الامتناع من اطلاق هذه
اللفظة مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی رح تفسیر عزیزی مین تحریر فرماتے ہین درین جا
باید دانست کہ در کتب فقہیہ مذکور ست کہ دعا کردن بحق کسی مکروہ است زیراکہ کسی را بر خدا
حقی نمی باشد وتفصیل مقام آنست کہ نزد معتزلہ افعال عباد را مخلوق عباد می دانند جزاے
آن افعال حق حقیقی بندگان ست وبر مذہب اہل سنت وجماعت افعال عباد مخلوق خدا
اند پس عباد را بسبب آن افعال حقی ثابت نیست حقیقة بلکہ وعدًا وجعلًا چنانچہ در حدیث صحیح
آمدہ ست کہ من آمن بالله ورسوله واقام الصلوة وصام رمضان کان
حقا علی الله ان یدخله الجنة هاجر فی سبیل الله او جلس فی ارضه
التی ولد فیها ونیز در حدیث صحیح از معاذ بن جبل رض آمدہ هل تدری ما حق العباد علی
الله پس انچہ در روایت توبہ حضرت آدم علیہ السلام آمدہ ست محمول بر ہمان حق جعلی وتفضیلی
ست وانچہ در کتب فقہ ممنوع ست حق حقیقی ست وازانجا کہ در زمان سابق مذہب معتزلہ رواج
بسیار داشت واستعمال این لفظ موہم مذہب ایشان می شد فقہا مطلقًا از استعمال این لفظ
منع نمودہ اند تا خیال کسی بآن مذہب نرود آین ست انچہ درین مقام موافق قرارداد علماء
ظاہر ست واہل تحقیق چنین گفتہ اند کہ ہر یک از کمل بنی آدم را باعتبار صورت کمالیہ او اسمی ست
از اسماء الٰہی کہ تربیت او می فرماید پس سوال بحق کاملی از کاملان اشارہ بآن اسم ست اگر شخصے
در وقت استعمال این لفظ ملاحظہ اینمعنے نماید قطعًا ملام ومعاتب نیست المختصر یہ قسم صورت
اول توسل کی ہے مائة مسائل مین بھی اسی جائز لکھا ہے عبارت یہ ہے دعا باین طور کہ الٰہی بحرمت

نبی وولی حاجت مراد روا کن جائز نیست چنانچہ از شرح فقہ اکبر ملا علی قاری مفہوم می شود و نیز
در قواعد الایمان فی علم الکلام و معرفۃ الایمان تصنیف ملا علی قاری مذکور ست **دوسری**
دلیل حق تعالی جل شانہ فرماتا ہی یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ
اے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور ڈہونڈہو اوس تک وسیلہ وسیلہ وہ ہی جس سے
خداوند تعالی کا تقرب کیا جاے عام ازینکہ ذات ہو یا فعل یا قول وسیلہ کو مختص بافعال کہنا ایک
ایسا امر ہی جسپر کوئی دلیل نہین بلکہ ذوات فاضلہ کو افعال صادرہ پر بدرجہا تفضیل ہی خصوصًا
سرور عالم کو کہ بحدیث جابر رض خدا کی نور سے پیدا ہوی ہین افعال کو انکی ذات بابرکات سی
کیا مناسبت پہر ایسے مقام پر وسیلہ سے ذوات فاضلہ مراد لینا نہایت مناسب ہی صاحب
مزرع الحسنات اس آیت کو آنحضرت صلعم کے وسیلہ ہونے پر سند لایا ہی یہ دلیل عام ہی **تیسری**
دلیل حق تعالی جل شانہ فرماتا ہی وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاؤُكَ
فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا
رَّحِیْمًا یعنی اگر اون لوگون نے جسوقت اپنا برا کیا تھا آتی آپ کی پاس پھر اللہ سے
بخشواتی اور رسول اونکو بخشواتی اللہ کو پاتی معاف کرنیوالا مہربان اس آیت سی صاف یہ
بات ظاہر ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع موجب مغفرت ہی چنانچہ ایک اعرابی نے
آپکے انتقال کے بعد اسی آیت کی ذریعے سے مغفرت چاہی تھی قبر شریف سے آواز آئی
قَدْ غُفِرَ لَكَ چنانچہ گیارہوین دلیل مین اسکا بیان کیا جائیگا محمد بن عبد الوہاب نجدی کتاب
التوحید مین لکھتا ہی ایہا الجاہلین لما تقولون یا اللہ فای حاجۃ الی محمد
والرجوع الیہ یعنی ای بےعقلو جب تم لوگ یا اللہ کہتی ہو پھر محمد کی یا انکی طرف رجوع کی ضرورت
کیا ہی یہ تقریر اس آیت کی صریح خلاف ہی جب اللہ تعالی نے صاف حکم فرمایا ہو کہ جو لوگ اپنی
نفس پر ظلم کرکے آپ کی پاس آوین اور آپ اونکی مغفرت چاہین تو اللہ تعالی توبہ قبول فرمائیگا
پھر آپکی طرف رجوع کرنے مین مضائقہ کیا رہا تفسیر ابی سعود مین ہی و انما قیل واستغفر لهم
الرسول علی طریقۃ الالتفات تفخیما لشان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وتعظیما لاستغفارہ وتنبیها علی ان شفاعتہ فی حیز القبول

دوسری دلیل جواز استغاثہ پیر تمسک بایہا الذین امنوا

تیسری دلیل جواز استغاثہ پیر تمسک ولو انہم الآیۃ

غلط فہمی محمد بن عبد الوہاب نجدی کی

یعنی اللہ تعالی نے واستغفر لھم الرسول بسبیل التفات فرمایا اس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کی
بزرگی اور آپکی استغفار کی تعظیم مقصود ہی اور اس امر پر آگاہ کرنا تھا کہ آپکی شفاعت مقبول ہوگی اس
دلیل سے جواز صورت ثالث کا ثبوت ہوتا ہی چوتھی دلیل حق تعالی جل شانہ فرماتا ہی لا یملکون
الشفاعۃ الا من اتخذ عند الرحمن عھدا اعھد کہتے ہین لا الہ الا اللہ محمد رسول کو تو یہ مطلب
ہوا کہ سوای مومنین کی کوئی شفاعت کا مالک نہوگا پھر شفاعت کا مومن سے طلب کرنا اوسیطور
سے جائز ہوگا جیسے کسی مالدار سے مال کا تفسیر کبیر مین ہی المراد لا یملک غیرھم ان یشفعوا لھم
دلت الآیۃ علی حصول الشفاعۃ لاھل الکبائر انتھی مختصرا یعنی مطلب یہ ہی کہ سوا ے
مومنین کی کوئی شخص اونکی شفاعت نہین کر سکتا اس آیت سے یہ بات بھی سمجھی گئی کہ اہل کبائر کے
لیے شفاعت ہوگی اس دلیل سے صورت ثانی کا جواز ثابت ہوتا ہی پانچوین دلیل حق تعالی
جل شانہ فرماتا ہی وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا وَّالنّٰشِطٰتِ نَشْطًا وَّالسّٰبِحٰتِ سَبْحًا
فَالسّٰبِقٰتِ سَبْقًا فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا یعنے قسم ہی ارواح مفارقہ کی جو نکلتی ہی ابدان سے
بشدت اور سیلتی ہی عالم ملکوت مین اور سیر کرتی ہی اوسمین پس پونہچ جاتی ہی حظائر قدس تک پھر اپنی
شرف وقوت سے تدبیر کرتی ہی عالم کی تفسیر بیضاوی مین ہی او صفات النفوس الفاضلۃ حال
المفارقۃ فانھا تنزع عن الابدان غرقا ای نزعا شدیدا وتنشط الی عالم الملکوت
وتسبح فیہ فتسبق الی حظائر القدس فتصیر بشرفھا وقوتھا من
المدبرات جب ارواح مقدسہ کو اس قسم کا شرف حاصل ہوا کہ اونکو تدبیر عالم مین دخل دیا گیا تو اونسے
توسل جائز ہوگا عبد الرحمن بن حسن نے رد الملحدین مین لکھا ہے وما وقفت علی قول احد حکی
ھذا الذی ذکر ھذا عن البیضاوی سوی البیضاوی مع انہ قدم سواہ
واخر بل قدم علیہ القول بان ھذہ صفات النجوم وذکر وجھہ فان کان
قول البیضاوی حجۃ فقد قدم علی ھذا انھا صفات النجوم وعلی
ھذا المعترض واحتجاجہ بعبارۃ البیضاوی یطلب من النجوم
ویستمد منہ ویقال بانھا تتصرف لان البیضاوی ذکر انھا من المدبرات
امرا ومن کان منھم جاز الاستمداد منہ والمقدمتان کاذبتان

بل یرجع حینئذ الی عبادة النجوم وما کانت علیه الصابئة فی زمن
ابراهیم الخلیل علیه السلام وکذلک قال فی تفسیرہ او صفات
انفس الغزاة او صفات خیلهم وعلی هذا یطلب منهم ومن خیلهم بیمنه لانها من المدبرات امرا
محصل شبہے کا یہ ہی کہ ہماری نظر مین سوای بیضاوی کی کسینے اس قول کی حکایت نہین کی
سوای اسکے بیضاوی نے اس آیت کے کئی معنی بیان کیے ہین جو اس قول کی آگے پیچھے
تفسیر بیضاوی مین لکھی گئی ہین بیضاوی نے اس قول کے قبل لکھا ہی کہ یہ نجوم کی صفات ہین
تو چاہیے کہ نجوم سے استمداد کیا جاے اور یہ بات کہی جاے کہ نجوم تصرف کرتے ہین اسلیے کہ بیضاوی
نے لکھا ہی کہ نجوم مدبرات سے ہین حالانکہ یہ دونون امور غلط ہین ایسی صورت مین نجوم کے پرستش
لازم آتی ہی جیسی صابئہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے مین ستارون کو پوجتے تھے اسی طور سے
بیضاوی نے اس قول کے بعد اسی صفات غزات یا انکی گھوڑون کی صفات ٹھہرایا ہی اس سے
لازم آتا ہی کہ غزات یا اونکی گھوڑون سے استمداد کیا جاے ہم کہتے ہین کہ صاحب رد الملحدین اس
قسم کا شخص نہین جسکے نظر تفاسیر پر پڑی ہو اس شخص مین اتنا مادہ بھی نہ تھا کہ تفسیر بیضاوی کے
عبارت کا مطلب سمجھتا اگر اس شخص مین تھوڑی سی لیاقت بھی ہوتی تو وہ بے سمجھے بوجھے کسی کو جاہل
مشرک نہ پکار اوٹھتا چنانچہ صاحب رد الملحدین نے اس عبارت منقولہ کے بعد کیا کچھ یاوہ گوئی
نہین کی ہی اس مقدمے مین صاحب تفسیر بیضاوی منفرد نہین ہی اور نہ عبارت تفسیر بیضاوی سے
کوئی امر خلاف مقصود لازم آتا ہی تفسیر کبیر مین ہے ثم ان الارواح البشریة الخالیة
عن العلائق الجسمانیة المشتاقة الی الاتصال بالعالم العلوی بعد خروجها من
ظلمة الاجساد تذهب الی عالم الملئکة ومنازل القدس علی اسرع الوجوه
فی روح وریحان فعبر عن ذهابها علی هذہ الحالة بالسباحة ثم لاشک
ان مراتب الارواح فی النفرة عن الدنیا ومحبة الاتصال بالعالم
العلوی مختلفة فکلما کانت اتم فی هذہ الاحوال کان سیرها الی هنالک
اسبق وکلما کانت اضعف کان سیرها الی هنالک اثقل ولاشک ان الارواح
السابقة الی هذہ الاحوال اشرف فلاجرم وقع القسم بها ثم ان

هذه الارواح الشريفة العالية لا يبعد ان يكون فيها مايكون لقوتها وشرفها يظهر هنا آثار فى احوال هذا العالم فهى المدبرات امرا اليس ان الانسان قد يرى استاذه فى المنام ويسئاله عن مشكلة فيرشده اليها اليس ان الابن قد يرى اباه فى المنام فيهديه الى كنز مدفون اليس ان جالينوس قال كنت مريضا فعجزت عن علاج نفسى فرايت فى المنام واحدا ارشدنى الى كيفية العلاج اليس ان الغزالى قال ان الارواح الشريفة اذا فارقت ابدانها ثم اتفق انسان مشابه الانسان الاول فى الروح والبدن فانه لا يبعد ان يحصل للنفس المفارقة تعلق بهذا البدن حتى تصير كالمعاونة للنفس المتعلقة بذلك البدن على اعمال الخير فتسمى تلك المعاونة الهاما ونظيره فى جانب النفوس الشريرة وسوسة وهذه المعانى وان لم تكن منقولة عن المفسرين الا ان اللفظ محتمل لها جدا

اس عبارت کا یہ مطلب ہی کہ جب بزرگان دین کی ارواح طیبہ اجسام سی علیحدہ ہوجاتی ہین تو عالم ملائکہ کی طرف دوڑتی ہین جسکی سیاحت کہتے ہین ان ارواح کی مراتب آپسمین مختلف ہوتی ہین بعض ارواح کو ازبس دنیا سی نفرت ہوتی ہی اور عالم علوی سے ملنی کا شوق انتہا درجی کا ہوتا ہی بعض ارواح مین یہ دونون امور کم ہوتے ہین بعض مین متوسط آنحاصل جس روح مین یہ دونون حالتین کمال درجی کو ہوتی ہین اونکی سیر منازل قدس مین سب سی بڑھی ہوتی ہی جنکی حالت کم ہوتی ہی اونکی سیر بھی کم ہوتی ہی جنکی حالت متوسط ہوتی ہی وہ سیر مین بھی متوسط ہوتی ہین جنکی سیر سب سی بڑھی ہوتی ہی وہ سب سی اشرف ہین اسلیے ایسی ارواح کی قسم کھائی گئی آن ارواح شریفہ کو بسبب اپنی قوت وشرافت کی عالم دنیا کی احوال مین ایک خاص قسم کا تعلق ہی اسیوجہ سے وہ مدبرات سی سمجھے جاتی ہین چنانچہ یہ امر وجدانیات سی ہی شاگرد کبھی اپنے استاذ کو خواب مین دیکھتا ہی اور مشکلات کا سوال کرتا ہی اور استاد سی جواب شافی پاتا ہی بیٹا کبھی اپنی باپ کو خواب مین دیکھتا ہی اور اپنی احتیاج ظاہر کرتا ہی باپ اوسی خزانہ بتا دیتا ہی جب بیٹا حسب نشاندہی کی زمین کھودتا ہی تو خزانہ پاتا ہی جالینوس نے کہا کہ مین مریض تھا اپنی علاج سے کچھ فائدہ نہوا تو خواب مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک شخص نے علاج

کی کیفیت بتائی جس سے مجھے صحت ہوئی امام غزالی فرماتے ہین کہ ارواح طیبہ جب ابدان سی علحدہ
ہوتی ہین اور مماثل اپنی کوئی ایسی روح پاتے ہین جسکا تعلق ایسے بدن سے ہوتا ہی جو مماثل اسی
بدن کے ہی جسکے ساتہ اس مبارک روح کو تعلق تھا تو ممکن ہی کہ اس مبارک روح کو اس بدن ہی خاص
تعلق پیدا ہو جائی جس سے یہ مبارک روح اوس بدن کی روح کو اعمال خیر مین مددی اسی معاونت کو الہام
کہتے ہین علی ہذا القیاس ارواح خبیثہ جب اپنی اجسام سی علحدہ ہوتی ہین تو اونکا تعلق ایسی ارواح سی
ہو سکتا ہی جو پلیدی مین اونکی مشابہ ہین اور انکو تعلق ایسی بدن سی ہی جو مشابہ اوس بدن کی ہی جسمین وہ خبیث روح ہی تو یہ
خبیث روح اعمال خبیثہ مین اس روح کو خوب مدد دی سکتے ہین یہ امور اگرچہ مفسرین سے منقول نہین
ہین مگر لفظ سی نکلتے ہین دیکھو اس عبارت کا مآل وہی ہی جو تفسیر بیضاوی کا ہی فرق اتنا ہی کہ امام
فخر الدین رازی نے نہایت مفصل لکھا ہی نظائر بھی پیش کیے ہین قاضی بیضاوی نی اوسی مضمون کو مختصر
عبارت مین ادا کیا ہی تفسیر عزیزی سورہ اذا السماء انشقت کی تفسیر مین ہی و بعضے از خواص اولیاء اللہ
کہ آلہ جارحہ تکمیل و ارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند درین حالت ہم تصرف در دنیا دادہ و استغراق
آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ باین سمت نمی گردد و اویسیان تحصیل کمالات
باطنی از آنہا می نمایند و ارباب حاجات و مطالب حل مشکلات خود از آنہا می طلبند و می یابند
و زبان حال آنہا در آنوقت ہم مترنم باین مقالات ست مصرع من آیم بجان گر تو آئی بہ تن
تفسیر بیضاوی کی عبارت سی مطابقۃ یا التزاماً یہ نہین پایا جاتا کہ نجوم سے استمداد جائز ہی بلکہ
تدبیر کی نسبت وہ صاف صاف لکھتا ہی فیدبر امرا نیط بہا کاختلاف الفصول
وتقدیر الازمنۃ وظہور مواقیت العبادات اگر نجوم سے (ای علق ہو اق) اختلاف فصول معلوم ہوا
یا زمانے کا ٹھہراو ہوا یا عبادات کی اوقات ظاہر ہوئی تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ نجوم قابل
استمداد کی ہو گئے مارون گھٹنا پھوٹے آنکہ نجوم کی تفسیر کچہ قاضی بیضاوی کی اوپچ نہین ہی
تمام تفاسیر اس سے مالا مال ہین تفسیر معالم التنزیل تفسیر شیخ محی الدین عربی تفسیر کبیر تفسیر
عزیزی سب مین یہ تقریر موجود ہی تفسیر معالم التنزیل مین ہی قال الحسن وقتادۃ وابن کیسان
ہی النجوم معلوم نہین صاحب رد الملحدین کسی کسی جاہل مشرک بنائیگا حضرت حسن بصری کی
عظمت شان کا کون شخص انکار کرسکتا ہی علی ہذا القیاس تفسیر بیضاوی مین صفات النفس غزاۃ

کی توجیہ مین لکھا ہی فیسبقون الی حرب العدو فیدبرون امرہا اور صفات خیل کی توجیہ مین ہی
فتسبق الی العدو فتدبر امر الظفر جب تفصیل تدبیر کی خاص تفسیر بیضاوی مین موجود ہی تو پہر
انسے استمداد کا کیا علاقہ رہا ہان جسکو تدبیر نفوس مین دخل ہی اوسی مظہر عون الٰہی سمجھکر استمداد جائز ہی
نہ اسلئے کہ جہان تدبیر کا نام آجائی وہان استمداد جائز ہو شیخ محی الدین ابی عبد اللہ محمد بن علی المعروف بابن
عربی الحاتمی الطائی فتوحات مکیہ مین لکھتے ہین ان اللہ اذا قبض الارواح من ہذہ الاجساد الطبیعیۃ
حیث کانت او العنصریۃ اودعہا صورا جسدیۃ فی مجموع ہذا القرن النوری فجمیع
ما یدرکہ الانسان بعد الموت فی البرزخ من الامور انما یدرکہ بعین الصورۃ التی
ہو فیہا فی القرن وبنورہا وہو ادراک حقیقی ومن الصور ہنالک ما ہی مقیدۃ
عن التصرف ومنہا ما ہی مطلقۃ کارواح الانبیاء کلہم وارواح الشہداء ومنہا
ما یکون لہا نظر الی عالم الدنیا فی ہذہ الدار ومنہا ما یتجلی للنائم فی حضرۃ الخیال التی ہی فیہ
وہو الذی تصدق رؤیاہ ابدا وکل رؤیا صادقۃ لا تخطی فاذا اخطأت الرؤیا فالرؤیاء
ما اخطأت ولکن العابر الذی یعبرہا ہو المخطی حیث لم یعرف بالمراد
بتلک الصورۃ یعنی خداوند کریم جب ارواح کو اونکی اجسام سی قبض کرتا ہی عالم برزخ
مین انکے لیے صور جسدیہ عنایت فرماتا ہی کہ وہ ان صورون مین رہتی ہین پھر مرنے کے بعد جو آدمی
عالم برزخ مین صور کو دیکھتا ہی وہ ادراک حقیقی ہی عالم برزخ مین بعض صور مقید ہوتی ہین انہین
کسی طرح تصرف کا اختیار نہین ہوتا بعض اپنے طور پر ہوتی ہین اونھین تصرف کا اچھی طرح
اختیار ہوتا ہی تمامی انبیاء اللہ کی ارواح طیبہ اور شہدا کی ارواح اسی قسم مین داخل ہین بعض
ارواح کو عالم دنیا کی طرف توجہ ہوتی ہی بعض ارواح خواب مین نظر آتی ہین اس قسم کا خواب
ہمیشہ سچا ہوتا ہی رویاے صادقہ مین خطا واقع نہین ہوتی البتہ تعبیر کہنے والے جب مطلب
خواب کا نہین سمجھتے کچھ کا کچھ کہدیتے ہین تو یہ خطا معبر کی طرف منسوب ہوگی اصل خواب غلط نہین سمجھا جائیگا
یہ تقریر نہایت مفصل ہی اس سے صاف صاف ظاہر ہی کہ ارواح انبیا و شہدا عالم مین تصرف کرتی ہین اور بعض
ارواح کو عالم دنیا کی طرف توجہ ہوتی ہی پھر جسطرح عالم حیات مین انسے استمداد منہی عنہ نہ تھا بعد
ممات کی بھی ناجائز نہوگا بلکہ اس حالت مین بدرجۂ اولی درست سمجھا جائیگا حضرت امام ربانی مجدد

الف ثانی قدس سرہ جلد ثانی کی مکتوب ۵۸ میں تحریر فرماتے ہیں ہرگاہ جنیان را بتقدیر اللہ
سبحانہ این قدرت بود کہ متشکل باشکال گشتہ اعمال غریبہ بوقوع آرند ارواح کمل را اگر این قدرت
عطا فرمایند چہ محل تعجب ست وچہ احتیاج ببدن دیگر ازین قبیل ست آنچہ از بعضے اولیا نقل
می کنند کہ در یک آن در امکنہ متعددہ حاضر می گردند وافعال متباینہ بوقوع می آرند اینجا نیز لطائف
ایشان متجسد باجساد مختلفہ اند ومتشکل باشکال متباینہ علامہ شیخ حسین مکی نے کشف الاہاب میں
لکھا ہے وقد تقرر فی الکتب المعتبرۃ ان نفوس الاولیاء بعد مفارقۃ الابدان
منزهة عن الحيز والمكان ويستوي عندها ما فوق السماء وما في قعر
البحار وما تحت الثرى بل تشترك في هذا التجرد جميع النفوس من نفوس
عامة المسلمين واليهود والنصارى والمجوس لولا ان عرض لنفوس
الكفار والعصاة والمشركين نحو من الاحتباس كما
يحتبس في الاجساد قبل الموت ولا يعلم كيفيته
الا خالق الناس واما نفوس الانبياء والصلحاء فانها مسرحة
مطلقة بتمكين الله وتقديره على بعض ما يجري في الارض والسماء ازيد
من الاحياء فانهم ارتحلوا من مضيق عالم الشهادة الى سعة عالم الغيب وهو
اوسع الف الف الف مرة من هذا العالم واعجب من غير ريب ولا يلزم من ثبوت
هذا العالم لهم استواؤهم في العلم برب العباد وادعاؤهم لزوم ذلك
غاية الشقاق ونهاية العناد فان الله سبحانه يعلم من الازل
مكائيل البحار وعدد اوراق الاشجار وحركات النبات وقطرات الامطار
وهواجس النفوس وخائنة الاعين وما تخفي الصدور واحاط
علمه بما هو في كتم العدم وكائن الى يوم النشور ولا تدعى حصول
هذا العلم المحيط بكل شيء للاولياء وحصول علم الجزئي
كالعلم بالنداء وببعض حوادث الكون الذي هو بتمكينه
لا يوجب الاستواء ولو كان حصول هذا العلم الجزئي

للبشر موجبا لاستوائه في العلم مع خالق القوى
والقدر استوينا معه سبحانه في العلم والسمع والبصر
یعنی کتب معتبرہ مین یہ بات ثابت ہوچکی ہی کہ اولیاء اللہ کے نفوس متبرکہ جب ابدان سے علحدہ
ہوجاتی ہین تو حیز و مکان سے اونکو تعلق نہین رہتا آسمان کا فوق دریا کی تہ زمین کی تحت
اونکی نزدیک برابر ہوتی ہین بلکہ اس تجرد مین نفوس عامہ مسلمین و یہود و نصاری و مجوس وغیرہ
سب برابر ہین فرق آتا ہی کہ کفار و عصاۃ مشرکین کی نفوس کو ایک قسم کی قید ہوتی ہی جیسے قبل
موت کی اپنی اجسام مین مقید تہی اسکی کیفیت سوای اللہ کے کوئی نہین جانتا نفوس انبیا و صلحا
کو کسی قسم کی قید نہین بلکہ وہ بطور خود مطلق العنان رہتی ہین زمین و آسمان مین جو کچہ وقائع
گذرتے ہین اونکو بعض وقائع پر بہ نسبت احیاء کی زیادہ تر اطلاع ہوتی ہی اسلیے کہ وہ عالم شہادت
کی تنگنای سے نکلکر عالم الغیب کی فراخ میدان مین جا نکلی ہین عالم الغیب کے فراخی و وسعت
لاکہون درجہ اس عالم سے بڑہی ہی اور اس عالم سی لاکہون درجہ بہتر ہی اگر کسیکو یہ شبہہ ہو کہ اس
صورت مین اولیاء اللہ کا علم اللہ تعالی کی علم کے ساتہ مساوی ہوگیا تو اسکا جواب یہ ہی کہ اللہ تعالے
ازل سی دریاؤن کی پیمانے اور درختون کے پتے اور گہانس کی حرکات اور بارش کی قطرات اور
نفوس کی وسواس اور آنکہون کی خیانت اور دلون کی حال سی واقف ہی اور معدومات کو بہی جانتا ہے
اور جو چیز قیامت تک پیدا ہوگی اوسکا علم رکہتا ہی اس قسم کا علم محیط کسی ولی کو نہین نہم اسکا
دعوی کرتی ہین اگر کسی جزی کا علم اونکو ہوا تو اس سے مساوات لازم نہین آتی مثلا اگر اونکو
بعض حوادث یومیہ کا علم ہوا تو اس سے نہین کہ سکتے کہ اونکا علم ویسا ہی ہی جیسے اللہ تعالی کا
ہی نہین تو یہ لازم آتا ہی کہ اللہ کا علم بشر کی علم سے مساوی ہوجای آخر بشر مین فی الجملہ علم سمع بصر
موجود ہی نعوذ باللہ منہا یہ قیاس شیطانی ہی ہماری معتقدات سی ہی کہ صفات اللہ تعالی کے
پلی درجے کی کامل اور صفات انسانی حد سے زیادہ ناقص ہین شاہ ولی اللہ صاحب کتاب
حجۃ اللہ البالغہ مین لکہتے ہین فاذا مات انقطعت العلاقات ورجع الی
مزاجه فيلحق بالملائكة وصار منهم والهم كالهامهم ويسعى
فيما يسعون وربما اشتغل هؤلاء باعلاء كلمة الله ونصر حزب الله و

ربما کان لهولمة خبر بأبن آدم وربما اشتاق بعضهم الی صورجسدية
اشتهاء اشد یبدا انا شیا من اصل جبلیته فتربع ذلک بابامن المثال واختلطت
به فقوة منه بالنسمة الهوائية وصاد کالجسد النورانی وربما اشتاق بعضهم الی
مطعوم ونحوه فاعطيها اشتهى قضاءً لتشوفه یعنی بعد موت کی آدمی کی علاقی ٹوٹ جاتی ہین اور
رجوع کرتا ہی اپنی مزاج کی طرف اور مل جاتا ہی فرشتون سی اور ہو جاتا ہی اونھین مین سی اور اوسپر الہام ہوتا ہی
جیسے فرشتون پر اور جس کام مین فرشتے سعی کرتے ہین آپ سعی کرتا ہی اور کبھی مشغول ہوتی ہین یہ
لوگ اللہ کا کلمہ بلند کرنی اور اللہ کی گروہ کی مدد کرنی مین اور کبھی خبر پونہچاتی ہین آدمیون کو اور
کبھی کوئی بہت چاہتا ہی صورۃ جسمیہ پکڑنے کو بلحاظ اصل خلقت کی جس سے اوسکا تمثال ہوتا ہی
اور ملتی ہی ایک قوت اوس سے روح ہوائی مین اور جسم نورانی ہو جاتا ہی اور کوئی مشتاق ہوتا ہی
کھانیکا سوا اوسکو دیا جاتا ہی آپ فرمائیے ان اموات مین اور زندہ مین کیا فرق رہا اگر یہی تو
چولی دامن کا یہ حالت کچھ ارواح طیبہ مین منحصر نہین ہی بلکہ ارواح خبیثہ کا بھی یہی حال ہی مگر ہر
امور مین بالعکس یہ ارواح خبیثہ شیاطین کی قریب قریب ہوتی ہین اونکی مزاج فاسد ہوتی ہین
رای اونکے حق کی خلاف ہوتی ہی اخلاق اونکی ردی ہوتے ہین شکل بد ہوتی ہی اونکی خیالات
فاسد ہوتی ہین شیاطین کو اونسے وسوسہ ہوتا ہی اونکو لعن گھیرے رہتی ہی یہ لوگ زمرۂ شیاطین
سے شمار کیے جاتے ہین اونکا کپڑا سیاہ ہوتا ہی اس سے بڑھکر یہ ہی کہ شاہ صاحب الطاف القدس مین
تحریر فرماتے ہین چون رفتہ رفتہ سخن بحقائق غامضہ افتاد از انحالت نیز رمزی باید گفت
چون آب از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ صد نیزہ چہ یک گشت کمال عارف از تجرد بحت بالا تر میرود و نفس کلیہ
بجای جسد عارف می شود ذات بحت بجای روح او ہمہ عالم را تبعاً بالعلم حضوری در خود بیند
اس سے بڑھکر کیا ہوگا یہ ایسا امر ہی جسے لسان شرع کہل کر بیان نہین کرتے حضرت شاہ صاحب
کا حوصلہ تہا کہ آخر نہ رہسکے اور کیفیت واقعیہ کو صاف صاف بیان فرمایا جب ذات بحت بجای
روح کی ہوئی تو کوئی شی اوسپر مخفی نہین رہسکتی اس دلیل سے تیسری صورت کا جواز ثابت ہوتا ہے
چھٹی دلیل جذب القلوب مین ہی در روایت انس بن مالک آمدہ کہ فاطمہ بنت اسد فوت کرد
آن حضرت بروی در آمد بر سر وی بنشست فرمود یا امی بعد امی و ثنای بسیار بروی کرد و پیراہن

خود را کفن وی ساخت بعد ازین اسامہ بن زید و ابو ایوب انصاری و عمر بن خطاب را رضی اللہ
عنہم فرمود تا قبر برای او کندند و لحد وی را بدست شریف خود حفر کرد و بدست مبارک خود خاک ہا
برآورد و بعد از فراغ در لحد درآمد و بخفت و فرمود اللہ الذی یحیی و یمیت وھو حی لا یموت
اغفر لامی فاطمۃ بنت اسد و وسع علیہا مدخلہا بحق نبیک
والانبیاء قبلی فانک ارحم الراحمین و چار تکبیر خواند و در لحد در
آورد و عباس و ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما نیز باوی بودند اس حدیث کو غور سے دیکھنا چاہیے کہ
کہ آپ نے انبیا سے توسل کیا جب با وصف اس عظمت و جلال کے آپ نے توسل کیا ہو تو جواز
توسل مین کچھ تامل کا مقام نرہا جذب القلوب مین دوسرے مقام پر لکھتے ہین درین حدیث
دلیل ست بر توسل در ہر دو حالت نسبت بآن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حالت حیات و نسبت
بانبیا علیہم السلام بعد از وفات و چون توسل بانبیاء دیگر صلوات اللہ علیہ و علیہم اجمعین بعد از
وفات جائز باشد بسید انبیا علیہ افضل الصلوۃ و اکملہا بطریق اولی جائز باشد بلکہ اگر این حدیث
توسل باولیای خدا نیز بعد از وفات ایشان قیاس کنند درست مگر آنکہ دلیلی بر تخصیص حضرات
رسل صلوات الرحمن علیہم اجمعین قائم شود و این الدلیل اس دلیل سے صورت اولی کا جواز
ثابت ہوتا ہے ساتوین دلیل جامع ترمذی مین ہے عن عثمان بن حنیف ان
رجلا ضریرا اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ادع اللہ ان یعافینی قال ان
شئت دعوت وان شئت صبرت فھو خیر لک قال فادعہ قال فامرہ
ان یتوضأ فیحسن وضوءہ ویدعو بھذا الدعاء اللھم انی اسئلک واتوجہ
الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی توجھت بک الی ربی فی
حاجتی لتقضی لی اللھم شفعہ فی یعنی ایک اندھا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری بینائی کے
لیے دعا کیجیے آپ نے فرمایا اگر تمکو منظور ہو تو دعا کرون اور اگر چاہو صبر کرو پس یہ بہتر ہے تمہارے
لیے اوسنے کہا نہین دعا فرمائیے آپ نے فرمایا کہ اچھی طرح وضو کرکے یہ دعا پڑھو اللھم
انی اسئلک الخ چنانچہ اوس اندھے نے آنحضرت کی غیبت مین ایسا ہی پڑھا اور بینا ہو گیا

ساتوین دلیل جواز استغاثہ پیغمبر تمسک ان رجلا ضریرا

بیہقی نے بینائی کی کیفیت راوی سے نقل کی ہی اس حدیث کو نسائی وبیہقی وابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہی اور حاکم نے بخاری ومسلم کی شرط پر کہا ہی اور حافظ ذہبی نے اوسکا اقرار کیا ہی اور ابن تیمیہ نے اپنی فتاوی مین لکھا ہے اور کچھ تعرض نہین کیا حافظ جزری نے حصن حصین مین اسی لکھا ہی اور حافظ سیوطی نے جامع صغیر مین ایسے محدثین کی تصحیح اس حدیث کی صحیح ہونے کو بس ہی اس دعا مین لفظ یا محمد کی طرف التفات وتضرع ہے تاکہ آپ اپنی روح پرفتوح سے اللہ کی طرف توجہ فرمائین اور سائل کو غیر خدا سے غنی کر دین تو توجہ بک مین بار استعانت ہی یتقضی صیغہ مجہول ومعروف دونون ہوسکتا ہی اگر مجہول لکھا جائے تو یہ مطلب ہوگا کہ اللہ تعالی میری حاجت روائی آپ کے سبب کرے اس سے صورت ثانی کا جواز ثابت ہوتا ہی اگر معروف کہا جائے تو یہ مطلب ہوگا کہ آپ میری حاجت روائی کیجیے یعنی میری حاجت حاصل ہونے کے سبب ہوجیے یہ اسناد مجازی ہی اس سے صورت ثالث کا جواز ثابت ہوتا ہی اس تعلیم مین نکتہ یہ ہی کہ آپ نے اس دعا کی تعلیم صرف اسی واسطے فرمائی تا لوگ آپکا مرتبہ سمجھین اور آپ کی توسل کا طریقہ اونکو معلوم ہوا اور یہ طریقہ الی یوم القیامۃ باعث انجاح مرام ہر حاجت مند ہو وضو کرنا دعا کے لیے یہ بھی اس توسل کی عظمت پر صریح دلالت کرتا ہی نہین تو قرآن محدث کو پڑھنا جائز ہی پھر وضو کی احتیاج کیا تھی اگر اس نکتے کی طرف اشارہ نہوتا تو فی نفسہ اسکی تعلیم کی احتیاج کیا تھی ممکن تہا کہ آپ خود دعا فرماتے جس سے اندھا بینا ہو جاتا بلاغ المبین فی احکام رب العالمین واتباع خاتم النبیین مین ہی درین حدیث وطریق صحیح ست یکی اسلم از وقوع شرک دوم سالم ازان اسلم آنست کہ مخصوص بزمان حیات آن سرور بود ممکن ست کہ آن ضعیف البصر قریب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در مسجد نبوی دو رکعت نماز گذارد و در دعا خود بعد از نماز باسم مبارک ویا نبی اللہ ندا کرد تا آنحضرت را بر و ترحم آمد و دعا کرد چنانچہ کلمہ اللہم فشفعہ صاف دلالت برین معنی می دارد وازین جاست کہ بعضے این خرق عادت را در معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شمردہ اند ونیز مؤید این معنی ست آنکہ عمل احدی از اصحاب کبار در حاجتے از حاجات بدین دعا منقول نہ شدہ است وبسا حدیث ست کہ چون صحابہ بران عمل نکردہ اند حکم آن جاری نماندہ ونیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم این دعا را علی العموم ارشاد نکردہ ونگفتہ ہر کرا حاجتے ومصیبتے درپیش آید این ندا بکند اگر در عبارت این حدیث از اول تا آخر ملاحظہ کردہ شو

هیچ محذور لازم نیاید گویا سائل محض از برای شفاعت ست پس این عرض کرده آنحضرت را که در
آنحال زنده بودند نزد او حاضر مردی خطاب کرد و گفت ای پیغمبر خدا متوجه میگردانم ترا بسوی
پروردگار خود در قضای این حاجت خاص من تا که روا کندش پس هرگاه که آنحضرت صلی الله
علیه وآله وسلم متوجه بشفاعت شدند سائل بجناب الٰہی عرض کرد بار خدایا شفاعت او قبول کن
درحق من مثال این قصه آنست که غریبی را از طرف بادشاه گزندی رسیده است پیش وزیر التجا آورد
وگفت چیزی تدبیر بمن تعلیم کن که بادشاه این گزند را از من بردارد وزیر گفت من مزاج دان او
هستم میدانم که عجز وانکساری را دوست می دارد تا وقتیکه تو خود عاجزی نخواهی کرد والتجا بجناب
او نخواهی برد سفارش من درحق تو اثری نخواهد کرد خبردار هرگاه که در حضوری او بدیگری التفات
ننمائی مگر همین مجتیکه با من داری بروی ظاهر سازی وگوئی که ای بادشاه تو بر وزیر خود مهربان
هستی و من یار او هستم باین وسیله در حضور تو رسیده ام و آن وزیر هم بحضور تو درحق من سفارش
میکند اینکه موجودست آنگاه بمن گوئی که ای وزیر بادشاه من از روی عجز وانکساری وسیلهٔ تو
می آرم بسوی بادشاه خود در انجاح مطلب خود که بر تو معلوم ست بامید آنکه بادشاه حاجت
من روا گرداند آنگاه درحق تو شفاعت خواهم نمود لیکن تو هم غافل نباشی و نزود گوئی
ای بادشاه سفارش وزیر خود را درحق من قبول فرما که بی اقبال تو کشود کار ناممکن ست پس
اینمعنی بعینه همان مفهوم ست که از فعل عمر رضی الله عنه در استسقا که توسل بحضرت عباس رضی
الله عنه عم نبی صلی الله علیه وسلم کرده بود بخوبی روشن میگردد یعنی عمر رضی الله عنه در حالت
باران حضرت عباس را پیش کرده بجناب الٰہی عرض کردند که بار خدایا اول در امساک باران
توسل به پیغمبر تو می کردیم والحال عم پیغمبر ترا وسیله گردانیدیم یعنی دعا در فرستادن باران قبول فرما
که همه محبان اهل بیت پیغمبر تو ایم ازینجا ثابت می شود که زندگان را بدین طریق که مذکور شد وسیله
ساختن در قبول دعاء خود با که غیر از شرکت بندهٔ مسلمان در دعا چیزی دیگر نیست مباح ست
بلکه مسنون صحابهٔ کرام واگر گوییم که سنت پیغمبرست نیز رواست زیرا که آنحضرت صلعم ضریر البصر
مذکور را این طریق توسل تعلیم فرموده بود و طریق سالم از وقوع در شرک جلی آنست که اشارهٔ امر
این کلام محض بذات پاک آن سرور صلی الله علیه وآله وسلم دانسته آید و ظاهر ست که در حالت

غیبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجازست واطلاق مجاز را علاقۂ مجازی ضرور وآن علاقہ این
ست کہ ذات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم با وصف نبوت کہ داخل ہر مومن ست ومندرج
در ایمان گویا داخل قلب ہر مسلمان ست پس سائل بجناب الہی با یراد این ندا ظاہر
می سازد کہ وسیلہ قوی ست دعاء من ایمان من ست بہ پیغمبر تو ازینجاست کہ آنسرور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد از لفظ یا محمد کلمۂ یا نبی اللہ ہم تعلیم فرمودند لطافت این معنے
وحقیقت این مجاز را اہل مذاق شعر خوب میدانند حافظ شمس الدین شیرازی رحمۃ اللہ
علیہ میفرماید ؎ ای نسیم سحر آرام گہ یار کجاست + حاصل آنکہ بیشتر اوقات آدمی
در حضور ایزد تعالی برای حصول مرادات اضطرابہای تخیلی میکند وان اضطرابی
مادام کہ منجر بشرک نیست موجب مزید قبول میگردد لیکن چون این تخیل عوام را کشان
کشان در ورطۂ شرک می اندازد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علاج آن فرمودہ اند ہم
در جائے دیگر وہم در حدیث اللھم فشفعہ فیّ دلیل واضح ست بر آنکہ این خطاب
خطاب تخیلی ست نہ خطاب حقیقی والاحاجت باین دعا نمی افتاد کہ بار خدایا پیغمبر را در حق من
شفیع گردان بلکہ چنان می بایست گفت کہ ای پیغمبر در حق من شفاعت کن شخصی ازین مقام نکو
گفت ضمیر منصوب غایب در فشفعہ عائد بہ پیغمبر ست اگر خطاب حقیقی در یا محمد می شود فشفع ہذا النبی
میگفت اگرچہ درین معنی ہم مجازست اما ایراد ضمیر غائب دلیل ست بر آنکہ ندا بنام آن سرور
محض از برای لحاظ ذہنی ست نہ آنکہ ذات پاک آن سرور صلعم مقصود بالندا باشد فالطریق
الاول اسلم وانجی انتہی وہم درین حدیث دو طریق غیر صحیح ست یکی اقبح دوم قبیح اقبح
آنست کہ گور پرستان فہمیدہ اند وگفتہ کہ ندا بارواح طیبہ نمودن والتجا کردن وانجاح مطالب
خواستن از آنہا مسنون ومستحب ست وجہ اقبحیت این طریق لزوم استحلال معصیت ست
وآن قسمی ست از کفر معاذ اللہ من ذالک وقبیح آنکہ بعضے مردم گویند ازین حدیث ثابت
میشود کہ در مطالب خود بارواح طیبہ راندا کردن وایشان را در انجاح مطالب بجناب الٰہی شفیع
ساختن وشفاعت ایشان را در حق خود متیقن القبول پنداشتن درست ومباح ست وجہ قبحیت
این طریق ہمین ست کہ بی اذن شارع در امور دین از رای خود اباحت امری بر آوردن ست واین

معنی اصل قباحت ست ہم کہتے ہین کہ یہ تقریر پوچ ولچر ہی قضاء حاجت کی لیے یہ طریقہ عہد فیض مہد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی مخصوص نہ تہا اس پر بہت بڑی دلیل یہ ہی کہ عثمان بن حنیف راوی اس حدیث نی اسکی تعلیم قضاء حاجت مین بعد زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کی جسکا ذکر متعاقب کیا جائیگا پہر یہ ممکن ہی کہ ضعیف البصر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غیاب مین نماز پڑہی ہو جس سے وہ کامیاب ہوا ہو عموماً محدثین اس حدیث کو باب من لہ الی اللہ حاجۃ اوالی احد من خلقہ مین لکہتے ہین اگر بلحاظ خرق عادت کی کسی نے معجزات سی شمار کیا ہو تو اس سے کسی قسم کا محذور لازم نہین آتا ایک حدیث بلحاظ مطالب ومقاصد کی دو دو تین تین باب مین مذکور ہوتی ہی چونکہ ضریر آپکی شفاعت وتوسل سے بینا ہو گیا اسلیے معجزات سے محسوب ہوا چونکہ یہ دعا قضاء حاجت کی ہی اسوجہ سے باب من لہ الی اللہ حاجۃ اوالی احد من خلقہ مین لکہے گئے باب کا عنوان صاف کہی دیتا ہی کہ محدثین نے اسی قضاء حاجت کی لیے تسلیم کیا ہی خود عثمان بن حنیف نے اسکی تعلیم کی صحابہ کبار سے عمل کا منقول نہونا ترک عمل کا مستلزم نہین ہی اس لیے کہ معمول یہ ہی کہ انجاح حاجات کی لیے جو کام کیا جاتا ہی اخفا وکتمان سے استعینوا علی الحوائج بالکتمان پہر جائز ہی کہ صحابہ بوقت احتیاج اس عمل کو کرتے ہون مگر اعلان نفرماتی ہون اس حدیث کو محدثین باب من لہ الی اللہ حاجۃ اوالی احد من خلقہ مین جو لکہا کرتے ہین اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ یہ حکم ہرگز متروک وغیر معمول بہ نہین ہی ہمنے مانا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی اس دعا کو علی العموم ارشاد نفرمایا مگر یہ مستلزم تخصیص کا بہی ہو نہین سکتا صحابہ نی اس سے عموم سمجہا آپ کی شفاعت بہی عام ہو گی یہ کیا ضرور ہی کہ اس شفاعت عامہ کو ہم خاص اندہی کے لیے مخصوص کرین شفاعت کا حصر کچہ حالت حیات مین نہین ہی آپ کی شفاعت حیات وعالم برزخ وحشر ونشر ہر جگہ ہو سکتی ہی اور مثال غریب وبادشاہ کی جو لکہی گئی وہ ہر حالت مین منطبق ہی مگر یہ صورت بعینہ استسقا والی نہین ہی استسقا مین توسل کیا گیا ہی یعنی حضرت عباس رضی اللہ عنہ نی استسقا کی دعا فرمائی اور یہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نی شفاعت چاہی استسقا مین بہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف دعا نہین فرماتے تہے بلکہ شفاعت کرتے تہے

جس شخص نے خطاب کی بابت مین توجہ کی اوسنے خاک مطلب نہ سمجھا دھاکو ترکیب مین گڈبڈ کردیا
یہان معطوف علیہ مقدر ہی حرز ثمین شرح حصن حصین مین ملا علی قاری لکھتے ہین ولا ظہران
اللہم ندائیۃ وما بعدہ جملۃ دعائیۃ والمعطوف علیہ بالفاء مقدرا و
المعنی باللہ اجعلہ شفیعا اولا فاقبل شفاعتہ ثانیا لیتوبہ المقصود اخرا
ندا مین اسقدر موشگافی کی ضرورت کیا ہی نماز پنجگانہ کی تشہد مین ندا کیا کرتے ہین اور کہتے ہین
ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اقبح و قبیح کی دو صورتین جو لکھی گئین وہ فی نفسہما اقبح و قبیح ہین
اقبح ہونیکا منشا یہ ہی کہ کوئی شخص مسلمان ارواح طیبہ کو مستقلاً حاجت روا نہین سمجھتا
ان ہذا الا افتراء قبیح ہونی کی وجہ یہ ہی کہ ارواح طیبہ کی ندا یا اونہین انجاح مرام مین شفیع
کرنا تو ناجائز نہین ہی ایسا سب کرتے ہین مگر اونکی شفاعت کو عموماً متیقن القبول نہین سمجھتے
البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بالاذن متیقن القبول ہی اور آپ ماذون بھی ہو چکے
ہین اس مقام پر یہ خدشہ ہوتا ہی کہ اسمین خود شفاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پائی جاتی
ہی اسلیے کہ آپنے اوس اندھی سے خود فرمایا کہ انی اتوجہ الیک الخ پڑھی اس خدشے کے
کئی طرح سے جواب ہین پہلا جواب یہ اعتراض اوسوقت ہوسکتا تہا جب سوا سے
اوس اندھی کی کسی نے یہ دعا نہ پڑھی ہو حالانکہ عثمان بن حنیف نی بعد وفات آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی اسکے استعمال کا حکم کیا اور کسی نے اسی مشروط نہ سمجھا دوسرا جواب اگر
ہم اس اعتراض کو تسلیم ہی کرلین جب بہی یہ بات ثابت ہی کہ توسل الی اللہ بغیرہ جائز ہی
اگر جائز نہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیون تعلیم فرماتے یا اگر اس سے فائدہ نہوتا تو کیون
سکہاتی غالباً آپکا یہ مقصود ہوگا کہ صاحب حاجت اضطرار کی جگہہ توجہ اور استغاثہ کری جس سے
اوسکا کمال مقصود حاصل ہو بعض حضرات نے اسکا نہایت عمدہ جواب دیا ہی جس سے
دل پہڑک اوٹہا وہ کہتی ہین کہ اندھی نے آپکی صورت ذہن مین ٹہرالی اور اوس صورت شریف
کی ساتہ ایسا خطاب کیا جیسے لوگ دوست یا دشمن کی صورت ٹہرا کے اوس سے خطاب
کرتے ہین سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ وبحمدہ آولاً ندا بصورت وہمی و خیالی چہ معنی پہر اوس سے
طلب کا حاصل ثانیاً اگر یہ صورت جائز ہی تو چاہیے کہ اسی طور سے صورت کو ذہن مین منقش

ع خدشہ اس میں یہ ہے کہ شفاعت آنحضرت کی پائی جاتی ہے

پہلا جواب عثمان بن حنیف نے آپکی وفات کے بعد اسکے پڑھنے کا حکم دیا

کرکے ہمیشہ ندا و طلب جائز ہوا اسلیے کہ یہ حدیث خاص نہین بلکہ عام ہے چنانچہ بیہقی و طبرانی عثمان
ابن حنیف سی روایت کرتے ہین جسکا ذکر آگے آتا ہے آٹھوین دلیل طبرانی نے معجم کبیر مین
روایت کی انه کان رجل له حاجة عند عثمان بن عفان رضی الله تعالی عنه
وکان یختلف الیه وعثمان لا یلتفت الیه فلقی عثمان بن حنیف فشکی
الیه ذلك فقال توضأ ثم ائت المسجد فصل فیه رکعتین ثم
قل اللهم انی اسألك واتوجه الیك بنبیك محمد صلی الله علیه
واله وسلم نبی الرحمة یا محمد انی اتوجه بك الی ربك لیقضی حاجتی اللهم
فشفعه فی ففعل ذلك الرجل کذلك ثم اتی باب عثمان بن عفان
فجاء البواب واخذ بیده وادخله علی عثمان بن عفان واجلسه عثمان
علی بساطه وسأل منه الحاجة وقضی له الحاجة وقال ما کانت لك
حاجة فاذکرها فسر ذلك الرجل وخرج من عنده ولقی عثمان بن
حنیف وقال جزاك الله خیر العلك قلت لعثمان بن عفان فی
حاجتی فقال والله ما کلمته الا انی رأیت رسول الله صلی الله علیه واله
وسلم اذ جاءه رجل ضریر واستند به لبصارة بصره فقال له رسول الله
صلی الله علیه واله وسلم مثل ما قلت لك فعلمت منه ان التوسل به
صلی الله علیه واله وسلم موجب قضاء الحاجات یعنی ایک
شخص حضرت عثمان کی پاس حاجت مند تھا آپکی خدمت مین بیشتر جاتا تھا مگر کچھ توجہ نہین
فرماتے تھے اس شخص نے عثمان بن حنیف سی اپنی نامرادی کی کیفیت بیان کی عثمان بن حنیف نے
یہ کہا کہ تم پہلے وضو کرو پھر مسجد مین دو رکعت نماز پڑھو بعد اسکے اللهم انی اسألك الخ پڑھو
چنانچہ اسنے ایسا ہی کیا جب حسب معمول حضرت عثمان کے دروازے پر آیا دربان نے آتی ہی
انکا ہاتھ تھا ما اور حضرت عثمان کے پاس لے گیا حضرت عثمان نے اپنی فرش پر اونکو بٹھایا اور انکی
حاجت پوچھی اونکا کام کر دیا اور یہ کہا جب تمھین کوئی حاجت پڑے تو ہمسے کہا کرو وہ شخص
خوش ہوا وہان سے اوٹھکر عثمان بن حنیف کی پاس آیا اور یہ کہا خدا تمھارا بھلا کرے شاید تمنے

آٹھوین دلیل توسل پر حدیث ہے کہ ان رجلا کان لہ حاجۃ الخ حدیث

حضرت عثمان سے ہمارے مقدمے مین کہا تہا انہون نے کہا میٔنے انسے کچہ نہین کہا ایک اندھی
نے آپ سے اپنی بصارت کے لیے استمداد کیا تہا آپنے اسی طور سے اوسکو ارشاد فرمایا مین نے
اس سے یہ سمجہا کہ آپ کا توسل باعث انجاح مرام ہوتا ہی صواعق الٰہیہ مین ہی در روایت ثانیہ
جملہ من کانت له ضرورة فلیتوضأ و یصل رکعتین ثم لیقل ادراج صاحب
حصن حصین ست ضریر البصر بموجب تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اولاً خود را بجناب باری تعالے
در دعا مشغول ساختہ پس از آن استشفاع از آنحضرت در حالت حیات وی صلی اللہ علیہ وسلم نمود
و چون آنحضرت برای او استشفاع فرمود ہمان وقت ضریر البصر گفت اللهم شفعه فی
و در جواز استشفاع از ان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حالت حیات نزاعی نیست محل نزاع استعانت
از اموات ست و روایت طبرانی کہ عموم حکم استعمال این دعا از ان بیان کنند ضعیف ست از
جہت ضعف روح بن صلاح راوی آن چنانکہ عابد سندہی گفتہ و معہذا آن رای عثمان بن
حنیف ست بقصد تبرک از الفاظ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بدون قصد استغاثہ در شفاعت
از وی صلی اللہ علیہ وسلم طیبی در شرح مشکوۃ نوشتہ قوله انی توجهت بك بعد قوله
اتوجه فيه يعني قوله تعالى من ذا الذي يشفع عنده الا باذنه سأل
اولا ان يأذن الله نبيه ليشفع له ثم اقبل على النبي ملتمسا ان يشفع
له ثم اتى مقبلا على الله ان يقبل شفاعته قائلا فشفعه انتهى و شیخ الاسلام
احمد بن عبد الحلیم در صراط مستقیم نوشتہ فعلم ان ذلك التوسل الذي ذكره هو
مما يفعل بالاحياء دون الاموات والميت لا يطلب منه شيئ لا دعاء ولا
غيره كذلك حديث الاعمى فانه طلب من النبي صلى الله عليه وسلم
ان يدعو له ليرد الله عليه بصره فعلمه النبي صلى الله عليه وسلم دعاء وامره
فيه ان يسأل الله قبول شفاعته فهذا يدل على ان النبي صلى الله عليه
وسلم شفع فيه وامره ان يسأل الله ان يأذن شفاعته وان قوله اسألك
واتوجه بنبيك نبي الرحمة اى بدعائه وشفاعته كما قال عمر رضه
انا نتوسل اليك بعم نبينا فلفظ التوجه والتوسل في الحديثين

صواعق الٰہیہ کا غلط دعوی

بمعنی واحد انتہی وبرتقدیر تسلیم صحت روایت خطاب اسناد مجازی ہی بدلالت
قرینہ سیاق وسباق کلام ست ہم کہتے ہین کہ یہ تقریر سرتاپا مخدوش ہی اسلیے کہ اگر ہم تسلیم کرین
کہ یہ جملہ حافظ شمس الدین جزری کا بڑہایا ہوا ہی تو اسکا منشا آخر یہی ہی کہ مورد عام ہی اس
صورت مین تمامی اہل حاجات اسکو پڑہ سکتے ہین پھر اسی عالم حیات کی ساتہ خاص کرنا التزام
بلا لزوم ہی اسی لیے طبرانی کی روایت مین عموم ہی اگر یہ روایت ضعیف فرض کی جاے تو
فضائل اعمال مین حدیث ضعیف پر عمل جائز ہی عثمان بن حُنیف جلیل القدر صحابی تہے اصل
روایت ضریر کی بہی راوی ہین مورد استغاثہ کو عام سمجہ کی اوس شخص کو تعلیم کی تہی جسکی ضرورت
حضرت عثمان کے پاس تہی چنانچہ یہ عبارت فعلمت منہ ان التوسل بہ صلی اللہ
علیہ وسلم موجب قضاء الحاجات اس پر صریح دلالت کرتی ہی پھر یہ خیال کہ استغاثہ کا
قصد نہ کیا گیا تہا محض خیال خام ہی طیبی نے جو معنی بیان کیے ہین وہ بلاشبہ ٹھیک ہین
ضریر کی منہ سے یہ دعا ہو یا کسی دوسری حاجتمند سے معنی حقیقی بنتی ہوے مجاز کے
ارتکاب کی ضرورت نہین ابن تیمیہ نے اس دعا کا مطلب مطلق نہ سمجہا اور اپنی ذہن سے ایسی
معنے تراشے جسکو دعا سے مطلق لگاو نہین دعا کی معنے ہم قبل ازین بیان کر چکے ہین جامع الدرر
شرح حصن حصین مین ہی بنبیك ای بسبب نبیك والباء فی بنبیك للتعدیۃ وفی
بك للاستعانۃ حرز الثمین شرح حصن حصین مین ملا علی قاری لکہتے ہین یا محمد التفات
الیہ وتضرع لدیہ لیتوجہ روحہ الی اللہ ویغنی السائل عما سواہ وعن التوسل
الی غیرہ ہو لاہ نوین دلیل خلاصۃ الوفا مین ہی روی البیہقی وابن ابی شیبۃ بسند
صحیح عن مالك الدار وکان خازن عمر قال اصاب الناس قحط فی زمان
عمر بن الخطاب فجاء رجل الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ
استسق لامتك فانہم قد ہلکوا فاتاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی المنام فقال ائت عمر فاقرئہ السلام واخبرہ انہم یسقون وقل لہ
علیك الکیس الکیس فاتی الرجل عمر فاخبرہ فبکی عمر قال یا رب ما الو
الا ما عجزت عنہ مالک دار جو خازن عمر رضی اللہ عنہ کی تہی کہتے ہین کہ عہد خلافت حضرت عمر رض

نوین دلیل جواز توسل پر تمسک اصاب الناس قحط الخ حدیث

ہین مدینہ منورہ مین قحط پڑا پھر ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی پاس آیا
اور کہا یا رسول اللہ اپنی امت کے لیے پانی مانگیے وہ ہلاک ہوئے جاتی ہی پھر اوس شخص نے خواب
دیکھا کہ عمر کے پاس جاؤ اور سلام کہو اور یہ خبر پونہچاؤ کہ پانی پڑیگا اور کہو کہ تم زیرکی کا التزام
کرو وہ شخص حضرت عمر کے پاس آیا اور یہ ماجرا بیان کیا حضرت عمر زار زار روئے اور کہا
ای پروردگار ہم قصور نہین کرتے مگر اوس چیز مین کہ ہم اوس مین عاجز ہوتے ہین اس حدیث کو
بیہقی نے طریق اعمش عن ابی صالح عن مالک الدار سے روایت کیا ہی اور حارث بن خثیمہ نے بھی
اسکو روایت کیا ہی شفاء السقام مین علامہ تقی الدین سبکی فرماتے ہین ومحل الاستشهاد
من هذا الاثر طلبه الاستسقاء من النبي صلى الله عليه وسلم بعد موته في مدة
البرزخ ولا مانع من ذلك فان دعاء النبي صلى الله عليه وسلم لربه
تعالى في هذه الحالة غير ممتنع وقد وردت الاخبار على ما ذكرنا
ونذكر طرفا منه وعلمه صلى الله عليه وسلم بسؤال من
يسأله ورد ايضا ومع هذين الامرين فلا مانع من ان يسأل النبي صلى الله عليه وسلم
الاستسقاء كما كان يسأل في الدنيا اس سے یہ بات سمجھی گئی کہ عالم برزخ مین
اگر استعانت سرور عالم سے کی گئی اس مین کچھ مضائقہ نہین اسلیے کہ استمداد سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم سے اس حالت مین ممتنع نہین ہی چنانچہ اس مقدمے مین اخبار وارد ہین کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سوال سائل کو سنتے ہین پھر جیسے دنیا مین آپ سے سوال کرتے تھے اگر عالم
برزخ مین سوال ہوا تو کیا مضائقہ ہی صراط المستقیم مین ہی وما روي ان رجلا جاء الى قبر
النبي صلى الله عليه وسلم فشكى اليه الجدب عام الرمادة فراٰه وهو
يأمره ان يأتي عمر فيأمره يستسقي بالناس قال فمثل هذا يقع كثيرا
لمن هو دون النبي صلى الله عليه وسلم واعرف من هذا وقائع وكذلك سؤال
بعضهم للنبي صلى الله عليه وسلم حاجته اوغيره من امته فتقضى فان هذا
وقع كثيرا ولكن عليك ان تعلم ان اجابة النبي صلى الله عليه وسلم اوغيره
من امته لهؤلاء السائلين لا يدل على استحباب السؤال واكثرهم لا ع

السائلین الملحین لما ھو علیہ من ضیق الحال لو لم یجابوا لاضطراب ایمانھم
کما ان السائلین لہ فی الحیوٰۃ کانوا کذلک اس کلام کا حاصل یہ ہے کہ اس قسم کے وقائع کا کچھ اسی پر انحصار
نہین ہے بلکہ امتیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی وقائع اس قسم کے پائے گئے چنانچہ مجھے
بہت سی وقائع معلوم ہین اور اکثر ایسا بھی واقع ہوا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یا کسی
ولی سے لوگون نے سوال کیا اور مدعا بر آیا لیکن اگر آپنے یا کسی ولی نے حاجت بر آری
کسی سائل کی کی تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ نفس سوال مستحب ہو اسلیے کہ اکثر سائلین بہ
قسم سی پریشان حال تھی اور اس قسم سے گڑگڑاتی تھی کہ اگر اونکی حاجت بر آری نہوتی تو اونکی
ایمان مین خلل واقع ہوتا عالم حیات مین بہی تو اونکے سوال کا یہی طور تھا ہم کہتے ہین کہ ابن
تیمیہ کو اس امر کا توصریح اقرار ہے کہ توسل انبیاؑ و اولیا رضؓ سے اکثر لوگون نے کیا اور اونکی حاجت
بر آئی رہی گفتگو اس مقدمے مین کہ سائلین کی حاجت بر آری صرف اس منشا سے تھی کہ وہ مضطر
تھی اونکے ایمان مین خلل واقع ہونے کا خوف تھا پہلے تو ہم اس کلمے کو تسلیم نہین کرتے کہ
عموما سائلین ایسے مضطر تھے جنکی ایمان جانے کا خوف تھا اگر ہم تسلیم کرین تو مضطرین کا توسل
تو مستحب ہوا اصل توسل تو انہین کا ہے اور حاجت بھی انہین کی حاجت ہے اس سے صورت ثانی
کا جواز پایا جاتا ہے دسوین دلیل شفاء السقام مین ہے فقد روی عن ابی الجوزاء قال
قحط اھل المدینۃ قحطا شدیدا فشکوا الی عائشۃؓ فقالت فانظروا
قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاجعلوا منہ کوا الی السماء حتی
لا یکون بینہ وبین السماء سقف ففعلوا فمطروا حتی نبت العشب وسمنت
الابل حتی تفتقت من الشحم فسمی عام الفتق یعنی ایک مرتبہ مدینے مین بہت بڑا
قحط پڑا جسکی شکایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت مین پیش ہوئی حسب حکم حضرت
عائشہ کے مزار مقدس جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم و آسمان کی درمیان ایک روزن
کیا گیا سقف حائل نہ تھا خوب مینہ برسا جس سے اچھی طرح گھانس اوگی اونٹ موٹے
تازے ہوے چربی سے لد گئے یہ بہی ایک طریقہ استمداد کا تھا صورت ثانی جسکا مآل ہی جذب
القلوب مین ہے وامروی رضؓ بکشادن دریچہ رمزی واضح ست یا آنکہ موجب فتح باب مطلوب دعا

دسوین دلیل جواز توسل بہ پیر بمسک قحط اہل مدینہ

وسوال آنحضرت سے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از درگاہ رب العالمین جل جلالہ گیارھوین دلیل
مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام مین ہی ذکر الحافظ ابو سعد السمعانی
فیما روینا عن علی رضی اللہ عنہ قال قدم علینا اعرابی بعد ما دفنا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بثلثة ایام فرمی نفسه علی قبر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحثا من ترابه علی راسه وقال یا
رسول اللہ قلت فسمعنا قولك ووعیت عن اللہ ما وعینا عنك
وكان فیما انزل اللہ علیك ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك
فاستغفروا اللہ واستغفر لهم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما وقد ظلمت
نفسی وجئتك تستغفر لی فنودی من القبر انه قد غفر لك

جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دفن پر جب تین روز گذر گئے
ایک اعرابی آیا اور آپ کی قبر پر گر پڑا اور قبر مبارک سے مٹی لی کے اپنے سر پر ڈالی اور کہا
یا رسول اللہ آپ نے جو کچھ فرمایا تھا ہمنے اوسی سنا اور جسے آپ نے اللہ تعالی سے حفظ کیا
ہمنے آپ سی حفظ کیا آپ پر جو قرآن نازل ہوا ہی اوسکی ایک آیت یہ ہی ولو انهم الایہ ہمنے
اپنے نفس پر ظلم کیا ہی اور آپکی خدمت شریف مین صرف اسی لیے حاضر ہوے ہین کہ اللہ تعالے
کی درگاہ سی آپ ہمارے لیے مغفرت چاہیے اوسی وقت قبر شریف سی آواز آئی یقینا تمھاری
مغفرت ہوئی جذب القلوب الی دیار المحبوب مین ہی کہ محمد بن حرب ہلالی گوید بمدینہ آمدم و زیارت
قبر صلی اللہ علیہ وسلم کردم و در مقابل آن نشستم ناگاہ اعرابی آمد و زیارت کرد و گفت یا خیر الرسل
حق تعالی کتابی بر تو فرستاد صادق و در وی فرمود ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك
فاستغفروا اللہ الایة من بر تو آمدہ ام مستغفر از ذنوب خود و مستشفع بجناب تو
و بگریست و این بیت انشا کرد ؎

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمه	فطاب من طیبهن القاع والاکم
نفسی الفداء لقبر انت ساکنه	فیه العفاف وفیه الجود والکرم

بعد از انصراف او آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم را بخواب می بینم کہ میفرماید آن مرد را دریاب

وبشارت وہ کہ حق تعالی اور اشفاعت من مغفرت داد و گنا ہان او بخشید اس دلیل سے
صورت ثانی کا جواز پایا جاتا ہی **بارہوین دلیل** خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفی مین نور الدین علی
سمہودی لکھتے ہین قال الامام ابوبکر بن المقری کنت انا و طبرانی وابو الشیخ فی
حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکنا فی حالۃ واثرفینا الجوع
وواصلنا ذلک الیوم فلما کان وقت العشا حضرت قبر النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ الجوع وانصرفت فنمت انا وابو الشیخ
والطبرانی جالس ینظر فی شیء فحضر علوی معہ غلامان مع کل احد
زنبیل فیہ شیء کثیر فجلسنا واکلنا وترک عندنا الباقی وقال یا قوم
اشکوتم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانی رأیتہ فی المنام
فامرنی ان احمل بشیء الیکم ابی بکر مقری کہتے ہین کہ ہم طبرانی
وابی الشیخ حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین بھوکی تھے تمام دن یون ہی گذرا شب کو
قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہم لوگ آئے اور کہا یا رسول اللہ الجوع اور پھر اپنے مقام آئے
اتنے مین ابوبکر سو رہے اور ابو الشیخ وطبرانی بیٹھے ہوے کچھ دیکھتے تھے کہ ایک علوی آیا
جسکے ساتھ دو غلام تھے اور ہر غلام کے ساتھ زنبیل مین بہت سا کھانا تھا ہم لوگون نے
بیٹھکے کھانا کھایا جو کچھ بچ رہا ہم لوگون کے لیے چھوڑ دیا پھر علوی نے کہا کیا تم لوگون نے
آنحضرت صلعم سے کھانے کی شکایت کی تھی ہمنے آپکو خواب مین دیکھا کہ آپ فرماتے ہین کہ اونکو کھلاؤ
اس اثر کو جماعت محدثین نے نقل کیا چنانچہ اس قسم کی روایات بہت ہین جنسے صورت ثالث
کے جواز کا ثبوت ہوتا ہی خلاصۃ الوفا مین ہی وقال ابو العباس بن نفیس المقری
الضریر جعت بالمدینۃ ثلاثۃ ایام فجئت الی القبر فقلت یا رسول
اللہ جعت ثم نمت ضعیفا فرکضتنی جاریۃ برجلہا فقمت معہا
الی دارہا فقدمت الی خبز بر وتمر وسمنا وقالت کل یا ابا العباس
فقد امرنی بہذا جدی صلی اللہ علیہ وسلم ومتی جعت فأت الینا
یعنی ابو العباس کہتے ہین کہ ہم مدینے مین تین روز بھوکے رہے پھر قبر مبارک کی پاس آئے

اور اپنی بہوک کی شکایت کی اور ناتوان ہوکر سو رہی کہ ایک عورت نی اپنی پاؤن کی ٹھوکر سے مجہی جگایا
مین اوٹھکر ساتہ ساتہ اوسکی مکان تک گیا وہ گیہون کی روٹی اور خرما اور گہی میرے پاس لائے اور
کہا کہاؤ مجہی آنحضرت نی فرمایا ہی کہ تمکو کہلاؤن جب تم کو اشتہا ہو ہمارے یہان آیا کرو ہم تمکو کہانا
کہلائینگے جذب القلوب مین ہی محمد بن المنکدر گوید مردی پیش پدر من ہشتاد دینار ودیعت نہاد
وبجہاد رفت واذن داد کہ اگر ترا حاجت افتد ازینہا خرج کن پدرم نزد احتیاج آن را خرج کرد چون
آن مرد باز آمد مبلغے کہ نہادہ بود طلب کرد پدرم درادای آن درماند وباوی گفت کہ فردا بیا تا جواب
تو گویم این بگفت وشب در مسجد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیتوتت کرد وزمانی در حضور شریف
وگاہی پیش منبر استغاثہ نمود وفریاد کرد ناگاہ در تاریکی شب مردی پیدا شد وصرہ ہشتاد دینار بدست
وی داد بامداد مبلغ را بآن مرد بداد واز زحمت مطالبہ خلاص یافت خلاصۃ الوفا مین ہی وقال
ابو محمد الاشبیلی نزلت برجل من اہل غرناطۃ علۃ عجز عنہا
الاطباء وایسوا من برئہا فکتب عنہ الوزیر ابن ابی الخصال کتابا الی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسألہ فیہ الشفاء لدائہ فما ہو الا ان وصل الرکب
الی المدینۃ الشریفۃ وقرئ علی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا الشعر فبرء الرجل مکانہ
انتہی مختصرا یعنے ابو محمد اشبیلی کہتے ہین کہ غرناطہ کی ایک شخص کو ایسی بیماری لاحق ہوئی جسکے علاج
سے اطبانی جواب دیا وزیر ابن ابی الخصال نے اوسکی طرف سے ایک معروضہ آپ کی خدمتین
بہیجا اوسمین شفاکی درخواست تہی جب قاصد نے آکر مدینہ منورہ مین آپکے روضۂ مبارک کے
سامنے کہڑے ہوکے اوس شعر کو پڑہا وہ شخص فی الفور اچہا ہوگیا مصباح الظلام فی
المستغیثین بخیر الانام مین ہی سمعتہ ای عبد العظیم بن علی البرکاتی یقول قال
لی عبد الرحمن الجزولی من اصحاب سیدی الشیخ الصالح ابی محمد کنت
فی کل سنۃ تمرض عینی فلما کنت فی مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم
مرضت عینی فجئت الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقلت یا رسول اللہ انا فی
حمایتک فان عینی مریضۃ فعوفیت ولم اشتک عینی الی الآن ببرکۃ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یعنے عبد العظیم عبد الرحمن جزولی سے روایت کرتے ہین کہ

عبدالرحمن کہتے ہین ہماری آنکھ ہر سال درد کرتی تھی جب ہم مدینہ طیبہ مین آئے بدستور آنکھ آئی
تو ہم روضۂ منورہ پر حاضر ہوے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپکی حمایت مین ہین اور ہماری آنکھ
دکھتی ہی پس آنکھ اچھی ہو گئی جیسے آج تک کسی قسم کی شکایت نہوئی جذب القلوب مین ہی ابن
الحذرمی گوید کہ بمدینۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درآمدم ویک دو فاقہ برمن گذشتہ بود
بقبر شریف استادم گفتم انا ضیفک یا رسول اللہ وبخواب رفتم پیغمبر خدا را دیدم صلی اللہ
علیہ وسلم رغیفی بدست من داد نصفی را ہم در خواب خوردم چون بیدار شدم نصفت دیگر در دست
من باقی بود وابوبکر اقطع گوید بمدینہ درآمدم وپنج روز برمن گذشت کہ طعام نچشیدم بروز ششم بر
قبر شریف رفتم وگفتم انا ضیفک یا رسول اللہ بعد ازان درخواب می بینم کہ سرور انبیا می آید
وابوبکر بہ یمین وعمر بر شمال وعلی بن ابی طالب در پس علی رضی اللہ عنہ مرا میگوید برخیز کہ پیغمبر آمد
رفتم وبوسہ درمیان دو چشم او دادم رغیفی بمن داد خوردم چون بیدار شدم ہنوز پارہ ازوی
در دست من بود واحمد بن محمد صوفی گوید کہ سہ ماہ در بادیہ گشتہ بودم وپوست بدن من ہمہ
طرقیدہ کہ بمدینہ آمدم وبر آن سرور وصاحبیہ سلام کردم صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہما وبخواب
رفتم آنحضرت را درخواب دیدم کہ میفرمایند احمد آمدی چہ حال داری گفتم انا جائع وانا فی
ضیافتک یا رسول اللہ فرمود دست بکشا کشادم دراہمی چند در دست من نہاد بیدار شدم
دراہم در دست من بود ببازار رفتم وفطیر وفالودہ خریدم وخوردم وبہ بادیہ در شدم حکایات
اس مقدمے مین بہت ہین جس سے قسم ثالث کا ثبوت ہوتا ہی چنانچہ رسالۂ مصباح الظلام
فی المستغیثین بخیر الانام وغیرہ مین منقول ہین بلحاظ طوالت کی نہین لکھا مگر چند حکایات یہان
لکھتا ہون ناظرین دل سے سنین ابن قیم جو ابن تیمیہ کا خاص شاگرد ہی اور جسکی زبان حجاج
کی تلوار سے کم نہین سمجھی جاتی کتاب الکبائر فی السنۃ والبدعۃ مین بدعت رفض مین شیخ دمشقی
سے نہایت افتخار سے روایت کرتا ہی شیخ دمشقی کہتے ہین کہ ہم مدینۂ منورہ مین تھے ایک وزیر کے
لیکے آٹا خریدنے گئے کہ بینی نے رباعی لے کی مجھے کہا کہ شیخین پر لعن کہو تو آٹا دونگا مین نے
کہا یہ تو نہوگا اوسنے کئی بار ایسا ہی کہا اور ہنستا رہا مین نے کہا خدا اوسپر لعن کرے جو
شیخین پر لعن کرتا ہو اوسنے میری آنکھ پر ایسا گھونسا مارا کہ آنکھین بہکر رخسارے پر آگئین

یہ کیفیت مین نے اپنے ایک دوست سے کہی پہر حجرۂ مبارک کے پاس گیا اور عرض کی کہ یا رسول
اللہ مین مظلوم ہوکر فریادی آیا ہون میرے درد کو پونہچیے شب کو سوگیا صبح کو اوٹہتا ہون تو دونون
آنکہین درست تہین پہر دوسرے سال جب اوس مقام پر گیا وہ بینا مجہے دیکہکے مع جوروبچے کے
ایمان لایا پہر اوسی کتاب مین ابن قیم نے اپنی سند سے ایک دوسری حکایت لکہی ہے کہ عمر بن الزاعین نے
کہا کہ ہم مدینہ مین تہے کہ امامیہ عاشورا کے دن قبہ عباس مین جمع تہے مین قبہ کے دروازے پر
گیا اور بمحبت ابی بکر و عمر کچہ مانگا ایک شخص نے نکلکر مجہسے کہا بیٹہو ہم آتے ہین پہر فارغ ہوکر وہ آیا
اور میرا ہاتہ تہام کے اپنے گہر لے گیا مجہے یہ خیال تہا کہ کچہ دینے کو لایا ہوگا پہر مجہے اندر بلایا جب
اندر گیا دو غلامون نے مجہے پکڑ لیا اور خوب مارا اور میری زبان کاٹ لی مین نے حجرۂ مبارک کے
سامنے استغاثہ کیا کہ یا رسول اللہ آپکی صاحبین کی محبت مین میری زبان کاٹی گئی اگر صاحبین
حق ہین تو میری زبان پہر درست ہو جاے یہ استغاثہ مین نے قلب سے کیا کہ مجہے نیند آگئی جب
اوٹہا زبان درست پائی اور قاطع زبان مسخ ہوکر بندر ہوگیا طرفہ یہ ہے کہ یہی ابن قیم اغاثۃ اللہفان
فی مصائد الشیطان مین استغاثہ و توسل کا انکار کرکے لکہتا ہے اب دیکہو کہ شرک و بدعت والون نے
جس بات کا اونکو حکم تہا اسکو اور بات سے بدلدالا مثلا حکم تہا کہ مردے کے لیے دعا اور سفارش کرو
اونہون نے اوس کی عوض اوسی کو سفارشی کیا اور زیارت جو آخرت کی یاد اور مردے
کے ساتہ سلوک کرنے کے لیے تہے اوسکو اس طرح کرلیا کہ مردے سے سوال کرتے ہین اور
اوسکے سبب سے خدای تعالی کو قسم دیتے ہین اور مردون کو پکارنا اور اونکی قبرون کے پاس
دعا مانگنے اور اونکے باعث سفارش چاہنے کیسے جائز اور عمل صالح ہوگی جس صورت مین کہ پہلی
تین قرن جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے بموجب افضل ہین اوس سے بہرہ
ہون پہر وہ پچہلے لوگون کو ملی جو کہتے ہین کچہ اور کرتے ہین کچہ اور ایسے افعال کرتے ہین جنکا اونکو
حکم نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور قبر والون کے باب مین کچہ اوپر بیس برس یہی تہا
اور آپ کی خلفا کا طریقہ اور تمام صحابہ اور تابعین کا یہی تہا گمراہی والے انہین سے کسی سے
کوئی روایت صحیح یا حسن یا ضعیف یا منقطع بیان تو کرین کہ جب اونکو کوئی حاجت ہوتی تہی
تو وہ لوگ قبرون پر جاکر دعا مانگتے اور اونکو ہاتہ لگاتے تہے اور اونکی پاس نماز پڑہتے اور مردون کی

طفیل سے خدا سے کچھ مانگنے کا توکیا ذکر ہی پس کوئی قول ان لوگون کا بیان کرین اور ہمسکو ایک ہی حرف پر مطلع کرین ہان یہ ہوسکتا ہی کہ اونکے بعد کے لوگون کے اقوال نقل کرین اور جسقدر زمانہ بڑھتا گیا اور وہ عہد دور ہوگیا یہ بلا پھیلتی گئی مین نے اس بات مین چند کتابین دیکھین مگر اونمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مروی نہ پایا نہ آپ کے خلفا اور اصحاب رضہ سے کوئی حرف تھا بلکہ اونمین اسکے خلاف بہت تھا چنانچہ احادیث مرفوعہ ہم بیان کرچکے اور آثار صحابہ بھی حصر سے زیادہ ہین حضرت عمر کا انکار حضرت انس رضہ کا قبر کے پاس نماز پڑھنے سے اور یہہ فرمانا کہ قبر ہی پیشتر لکہہ ہی چکے ہین اور محمد بن اسحاق نے اپنی مغازی مین خالد بن دینار سے اور اونسے ابو العالیہ سے روایت کی ہی کہ جب ہمنے تستر کو فتح کیا تو ہرمزان کی بیت المال مین ایک تخت پایا جسپر ایک شخص مردہ اور اوسکے سرہانے اوسکا مصحف تھا ہمنے مصحف کو اوٹھاکر حضرت عمر رضہ کے پاس بھیجدیا آپ نے کعب احبار رضہ کو بلوا کر اوسکو عربی مین لکھوایا اور سب سے پہلے اوسکو مین نے پڑھا جیسے کہ قرآن پڑھتا ہون خالد بن دینار کہتے ہین کہ مین نے ابو العالیہ سے پوچھا کہ اسمین کیا تھا فرمایا کہ تمہاری خصلت اور کام اور گفتگو کے لہجے اور جو آگی کو ہونا تھا وہ مذکور تھا مین نے پوچھا کہ تمنے اوس شخص کو کیا کیا فرمایا کہ ہمنے دن کو تیرہ قبرین دور دور کھودین جب رات ہوئی تو ہمنے اوسکو دفن کرکے سب قبرون کو برابر کردیا تا کہ لوگون کو خیال نہو اور قبر نکھودین مین نے کہا کہ اوس شخص سے اونکی کیا غرض تھی کہا کہ جب مینہ نہ برستا تھا تو وہ تخت نکالا کرتے تھے اور پانی برسا کرتا تھا مین نے پوچھا کہ تمہاری دانست مین وہ کون شخص تھا کہا دانیال نبی تھے مین نے کہا کہ تمہارے نزدیک انکو مرے کتنے روز ہوی کہا تین سو برس مین نے کہا کہ اونمین سے کچھ بگڑا نہ تھا کہا نہین صرف چند بال گدی کے بدل گئے تھے اس لیے کہ انبیا کی گوشت کو نہ زمین سڑا وی نہ درندے کھا وین آب اس قصے مین فعل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور حضرت دانیال کی قبر کے چھپانے کو دیکھو کہ لوگون کو بلا مین پڑنے ندیا اگر پچھلے لوگ اوس تخت کو پاتی تو تلوارون سے لڑتے اور خدا تعالی کے سوا اوسکی پرستش کرتے اور اگر قبرون کے پاس دعا مانگنے اور اونسے برکت حاصل کرنے مین کچھ بہتری ہوتی تو مہاجر و انصار اس

قبر کو مشہور کر دیتی اور اوسکی پاس دعا مانگتے اس لیے کہ وہ لوگ تو ہر بہتری کے لیے پیش قدمی
کرتے تھے اس طرح تابعین کے پاس اصحاب کی قبرین شہرون مین بہت تھین اونہون سے
بھی کسیکی قبر پر فریاد نکی نہ اوس کو پکارا نہ اوسکے طفیل اور نہ اوسکی پاس دعا مانگی نہ اوس سے
سفارش چاہی اگر اونمین سے کوئی بات بھی وہ کرتی تو روایت کیجاتی بھلا ایسی بات مین
بہتری ہی کہ اوس سے عمدہ زمانی کے لوگ تو محروم اور ناواقف رہی ہون اور پچھلی اوس سے
بہرہ ور اور واقف ہو گئے ہون یا وہ لوگ اوسکو جانتی تھی اور بے رغبتی کر گئے حالانکہ امور خیر مین
لوگون کی نسبت کر حریص تر تھے تو اگر یہ امر خلاف شرع نہوتا تو وہ ضرور کرتے کہ دعا کی حاجت
تو ہر ایک کو ہوتی ہی خصوص جسوقت کہ کوئی بھاری مصیبت آدمی پر آوی فقط یہ قول خود ابن
قیم کے کلام سے خلاف ہی باین شور اشوری این بے نمکی ایک کتاب مین کس دہوم دہام سے
استغاثہ و توسل کا اقرار جس سے ایک فریق خلاف پر الزام دیا گیا ہی جب اس قسم کی حکایت بعید
عن القیاس بیان کی گئی آخر اپنے ذہن مین کچہ تو سمجھ لیا ہوگا پھر اس رسالے مین اس قسم کا
انکار کہ توبہ توبہ پکار اوٹھے خیر ہم زیادہ نہین چھیڑتے مگر اسقدر کہتے ہین کہ جب روافض اس
تخالف کا مواخذہ کرینگے کیونکر گلو خلاصی کی جائیگی اور اہل سنت کی نزدیک انکی کلام کی وقعت
کیا رہی انکی استاد صاحب کا مزاج ہی تو تولہ ماشہ ہی گھڑی مین کچہ اور گھڑی مین کچہ جب
ثبوت کی پیچھے پڑی تو منکرین کو روئی کی طرح دہنک کر چھوڑ دیا کافر کہنے مین بھی تامل نہ کیا
جب انکار پر طبیعت آگئی تو وہ بے نقط سنائی کہ سننے والون نے کان پر ہاتھ رکھے اتنی لمبی
کہانی کہ گئی مگر کوئی آیت یا حدیث ایسی نہ کہہ سکی جس سے استغاثہ و توسل کفر و شرک ٹھہرتا
استغاثہ و توسل کو جس طرح ضرور نہین ہی کہ اوس مین طلب کسی نبی یا ولی سے ہو اسیطرح
یہ بھی لازم نہین کہ کسی قبر کے سامنے کیا جاے اگر یہ امر تسلیم کیا جاوے کہ ابن قیم صرف ایک
قسم خاص کی نفی کرتے ہین جب بھی ہم کہہ سکتے ہین کہ قبر کو سامنے کرکے اگر نماز پڑہنے کی
ممانعت ہوئی تو استغاثہ و توسل ناجائز کیونکر ہوا مارون ثملا ڈولی خیر آبا و حضرت دانیال کا
قصہ جو لکھا گیا اگر اوسکو ہم تسلیم کر لین تو ہم کہتے ہین کہ شرع مین لاش بے گور رکھنے کی خود
ممانعت ہی علاوہ اسکی یہ قسم استغاثہ و توسل کا ہرگز مشروع نہین کہ کسی حاجت مین لاش

بی گور سامنے اوٹھا لائین اور جناب باری کی درگاہ مین استغاثہ کرین بہت اچھا ہوا کہ لاش
ایسی طرح مدفون کی گئی جسکے کسیکو اطلاع نہوئی کہ کس قبر مین دفن کی گئی نہین تو احتمال
اوڑالیجانیکا تہا ستر کی لوگ تین سو سال سے عادی ہو رہی تہے وہ موقع پاکر کیا او کہٹرنے
مین دریغ کرتی ہرگز نہین یہ بدگمانی مسلمانون پر فضول ہی وہ صحابہ کا زمانہ تہا بھلا ممکن تہا
کہ صحابہ نباشی کرتی یا اپنی پاس نعش بی قبر رکھتے یا اس بی عنوانی سے استغاثہ کرتے
صحابہ کے لیے اکابر صحابہ کا دم غنیمت تہا حاجت کے وقت خود صحابہ اجلہ صحابہ سے استغاثہ
کرتے تہے جیسے حضرت عمر رض نی حضرت عباس سے استغاثہ کیا یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا مزار شریف کیا کم تہا جو وہ اس قسم کا نامشروع استغاثہ کرتے جہان ضرورت کی وقت
گنبد مبارک مین ایک سوراخ آسمان کی طرف کرنا انجاح مرام کے لیے کافی سمجھا گیا ہو
وہان ان بکہیڑون کی ضرورت اس قسم کی قصی کہانیون سے استغاثہ و توسل ناجائز
نہین ہو سکتا خصوصًا ایسا قصہ جس سے عدم جواز کو بالکل لگاؤ نہو تیرہوین دلیل
حصن حصین مین ہی واذا انفلتت دابۃ فلیناد اعینوا یا عباد اللہ یعنی جب تمہارے
سواری بی اختیار ہو جائی تو اعینوا یا عباد اللہ کہو چودہوین دلیل حصن حصین
مین ہی وان اراد عونا فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ
اعینونی یعنی جب مدد کا چاہنا ہو تو یا عباد اللہ الخ کہی بلاغ المبین فی احکام رب العالمین
واتباع خاتم النبیین مین ہے صحت این حدیث بر شما چگونہ متیقن شد محمد بن سمعیل
بخاری رحمۃ اللہ علیہ در جامع صحیح خود نیاوردہ است و مسلم قشیری رحمۃ اللہ علیہ
و دیگر اصحاب صحاح ستہ و امام مالک و امام حنبل رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ نیز در کتب احادیث
صحیحہ نیاوردہ اند مگر در حصن حصین بروایت طبرانی آمدہ است اول معلوم باید کرد کہ راویان
این حدیث از طبرانی تا صحابی رض ثقہ بودہ اند یا نہ و این حدیث متواتر ست یا مشہور یا منقطع
یا مرسل یا ضعیف یا صحیح بعد ازان غور در معانی کلام باید نمود ظاہر در یافت میشود کہ لفظ حصن
حصین اعینونی یا عباد اللہ باشد شما را یا عباد اللہ اعینونی یاد ماند بہر کیف
ہیچو آنزا وان بی دین اکتفا بر لاتقربوا الصلوۃ نباید کرد و اول و آخر انجملہ را ملاحظہ باید نمود

تیرہوین دلیل جواز توسل بحدیث اذا انفلتت

چودہوین دلیل جواز توسل بی حدیث و ان اراد عونا

در جمع الجوامع از ابو یعلی وطبرانی آورده است اذا انفلتت دابة احدکم بارض فلاة فلیناد
یا عباد الله احبسوا علی یا عباد الله احبسوا علی فان لله فی الارض حاضرا
یحبسه الیه علیکم ونیز طبرانی از عتبه بن غزوان می آرد اذا اضل احدکم
شیئا او اراد عونا وهو بارض لیس بها انیس فلیقل یا عباد الله اعینونی
یا عباد الله اعینونی فان لله عبادا لا یراهم اول آنکه ازین حدیث هم اباحت ندا بسوی
بندگان حاضر در صحرا که برای این کارها از جانب خدا متعین باشند دریافت میشود دوم آنکه اینقدر
استعانت هم مشروط است بآنکه در انجا انیسی ویاری از زنده نباشد وسوم آنکه این استعانت
خاص در امری ست که آدمیان بایکدیگر امداد مینمایند چهارم اگر این حدیث بروایت ثقات مروی
شده باشد این استعانت خاص به پیغامبر گشت واگر بروایت صحیحه ثابت نشود عمل برین حدیث
هم از روی حدیث دیگر ممتنع شد زیرا که آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم عبد الله بن عباس را به
تقیید فرموده بودند واذا استعنت فاستعن بالله واذا استعنت فاستعن بالله
وهم در قرآن شریف متلوست وغیر منسوخ الحکم ایاک نعبد وایاک نستعین تقدیم ایاک
بر هر دو قول مفید حصر ست بهر حال استفاده قبری اهل زمانه را استعانت مفهوم از کلمه اعینونی
یا عباد الله قیاس کردن قیاس الغائب علی الشاهد است ونیز قیاس مع الفارق
که پیغمبر خدا زندگی این بندگان را بلکه خدمت معینه وحضور ایشان را واضح کرده است وفرمود
ان لله عبادا لا یراهم وموت وانتقال اهل قبور ازین عالم منصوص وبذہین نیک تفهم علماء
حق ہم کہتے ہین کہ اگر یہ حدیث صحاح ستہ مین نہین ہی تو اس سے یہ نہین لازم آتا کہ موضوع
ہو احادیث صحیحہ کا انحصار اونہین احادیث مین نہین ہی جو صحاح ستہ مین مذکور ہین اس حدیث
کی نسبت جامع الدرر شرح حصن حصین مین لکھا ہی قال بعض العلماء الثقات هذا حدیث حسن
بزار نے اپنی سند مین ابن عباس رضی الله عنہما سی اس حدیث کو مرفوع روایت
کیا ہی حافظ ابو الحسن الهیثمی نے مجمع الزوائد مین اسکو ذکر کرکے لکھا ہی رجاله ثقات
اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے زوائد بزار مین اسکی تحسین کی ہی حافظ شمس الدین جزری کا
اس حدیث کو حصن حصین مین ذکر کرنا دلیل صحیح ہونے کی ہی اسلیے کہ حافظ جزری نے حصن حصین

مین اسکا التزام کیا ہی ابن ابی شیبہ نی مصنف مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سی اسکو موقوف
بھی روایت کیا ہی اور طبرانی کبیر مین اسکو عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی ابن
سنی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سی اسکو مرفوعا روایت کیا ہی جسکی سند ضعیف ہی لیکن اگر کوئی
حدیث ایک طریق سی ضعیف ہوئی تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ بلحاظ جمیع طرق کے ضعیف
ہو جائی خصوصا جب حدیث متعدد طرق سے مروی ہو تو اوسکا ضعف جاتا رہتا ہی اور وہ
حدیث قابل احتجاج سمجھے جاتی ہی سوا اسکے فضائل اعمال مین حدیث ضعیف قابل احتجاج
سمجھی جاتی ہی جب امام نووی و حافظ جلال الدین سیوطی و حافظ جزری و ملا علی قاری نے
اسی قابل احتجاج تسلیم کیا ہو تو پھر قابل جرح نہی حصن حصین مین ایک حدیث مین اعینوا
یا عباد اللہ ہی دوسری مین یا عباد اللہ اعینونی ہی مین نہین سمجھتا کہ باعتبار مفہوم کی
اس تقدیم و تاخیر مین کون سا امر مفید مطلب سمجھا گیا ہی جس سے اعینونی یا عباد اللہ
کو ترجیح ہوئی در الثمین شرح حصن حصین ملا علی قاری مین ہی روی المسنی عن ابن مسعود
مرفوعا اذا انفلتت دابۃ احدکم بارض فلاۃ فلیناد یا عباد اللہ احبسوا فان
للہ تعالی عبادا فی الارض تحبسہ دیکھیے ابن السنی کی روایت مین یا عباد اللہ
احبسوا ہی پوری حدیث لکھ کے جو چار امور اوسپر متفرع کیے گئے ایک ایک کا جواب گذارش
کرتا ہون پہلی امر کا جواب بندی گو حاضر ہون مگر میری حاسہ بصر کے سامنے تو نہین ہین بلحاظ
میرے علم کے تو لامحالہ غائب ہین پھر غائب کی ندا چہ معنی دوسری امر کا جواب انیس کا عدم
تحقق نہ ہماری لیے مضر ہی نہ تمکو مفید معلوم نہین اس مین کیا فائدہ سوچا گیا تیسری امر کا
جواب اگر یہ استعانت خاص ایسے امر مین ہی جسمین لوگ باہم استعانت کرتے ہین تو کچہ مضائقہ
نہین چوتھی امر کا جواب جب تم خود کہتے ہو کہ یہ استعانت خاص بحکم پیغمبر ہی تو اس قسم کی
استعانت کا ثبوت ہو گیا اگر یہ حدیث بروایت صحیحہ ثابت نہین ہی تو عدم صحت غیر معمول بہ
ہونے کے لیے کافی ہی جو اسوجہ سی غیر معمول بہ ہو کہ اوس مقدمے مین حدیث صحیح وارد نہین
تو اسکے لیے کچہ ضرور نہین ہی کہ کسی دوسری حدیث یا آیت سی اوس فعل کا امتناع ثابت
کیا جاے علاوہ برین اذا استعنت فاستعن باللہ کی یہ معنی نہین ہین کہ ایسی امور مین استعانت

ممنوع ہی جسمین استعانت کا معمول ہی علی هذا ایاك نستعین سی بھی یہ بات نہین پائی جاتی کہ
کہ ہر قسم کی استعانت کا حصر اللہ تعالی مین ہی چنانچہ اسکے معنے سابقا لکھہ چکا ہون قیاس
الغائب علی الشاهد یا قیاس مع الفارق کا جو دعوی کیا گیا اسکے لیے دلیل مطلوب ہے
صاحب بلاغ المبین نے شاید کبھی حجۃ اللہ البالغہ کو نہین دیکھا یا حجۃ اللہ کی سمجھنی کی اونکو
لیاقت نہین شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ مین تحریر فرماتے ہین کہ جب علاقی ٹوٹ جاتے
ہین تو روح اپنی مزاج کی طرف رجوع کرتے ہی اور فرشتون مین مل جاتی ہی اوسپر الہام
ہوتا ہی اور اللہ کے گروہ کی مدد کرتے ہین چنانچہ عبارت کتاب کی لکھہ چکا ہون جب یہ کیفیت
ہو تو پھر شاہد و غائب مین فرق کیا رہا دور کیون جائیے بلاغ مین لکھا ہی از نقل ثقات ثابت
شدہ کہ عابدی از قصبات میان دوآب گنگ وجمن در روزہای عرس حضرت خواجہ
قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ می آمد و در خانقاہ عالی فروکش می شد یکبار از ان عالم کہ آشنای
وی بود گفت چرا برای زیارت خواجہ نمیروی وی عالم گفت ضرور نیست کہ در روز وفات
زیارت قبر منحصر باشد بلکہ در مجمع عوام داخل شدن تکثیر سواد اہل بدعت نمودن خطر عظیم
دارد کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر را عیدگاہ ساختن ممنوع فرمودہ است غرضکہ چون عابد
بر قبر خواجہ قطب الدین رسید دید کہ گویا حضرت خواجہ تا کمر از قبر بیرون آمدہ اند وباین شخص
سر خود را بدو دست گرفتہ اشارہ آزردگی و سر دردی خود از ازدحام خلق مینمایند از ان بعد
آن عابد آمدن خود را در ایام عرس موقوف ساخت واز نہی آن سرور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کہ لا تتخذوا قبری عیدا فرمودہ اند فائدہ برداشت جب حضرت خواجہ نے دور سے آواز
سنی اور تا کمر قبر سے باہر آکے اپنا سر دونون ہاتھون سے تھام کے یہ ظاہر کیا کہ ازدحام سے
حضرت خواجہ کو درد سر ہی تو پھر شاہد و غائب کا فرق مجرد دعوی ہی جو قابل قبول نہین صواعق
الٰہیہ مین ہی قطع نظر از ضعف این حدیث کہ بجای خود مبین ست و معارض بودنش با حدیث
صحیح اذا استعنت فاستعن باللہ وآیہ کریمہ ایاك نعبد وایاك نستعين
حاصلش مخصوص ست بمورد ش کہ انقلاب دابہ در صحرا ست بدلالت احادیث دیگر کہ اجنہ یا
ملائکہ برای انصرام این کار در صحرا ماموراز جانب خدای تعالی بودہ اند واین استعانت

۱۰ صواعق الٰہیہ [illegible]

از اسباب مسبب الاسباب ست و در آن نزاع نیست محل نزاع استعانت از اموات
در امورے ست کہ اختیار ایشان دران ثابت نیست ہم کہتے ہین کہ اولاً یہ حدیث اس قسم
کی نہین جو قابل احتجاج ہو تذکرۃ الموضوعات مین ہی ہو صحیح وان شئت قلت منوا نزۃ
یقطع بوجود الابدال ضرورۃ ثانیاً اذا استعنت فاستعن بالله وایاک نستعین الآیہ سی معارض
نہین چنانچہ اوسکی معنے عرض کر چکا ہون ثالثاً بلحاظ الفاظ کے اس حدیث کا مورد خاص
نہین بر تقدیر تسلیم ہم کہتے ہین کہ اس حدیث سی یہ بات ثابت ہوئی کہ غائب کو پکارنا غائب
سے استغاثہ جائز ہی اموات کی ارواح طیبہ مین اور انمین فرق نہین ہم ارواح طیبہ کو بھی
مظہر عون الٰہی و مسبب الاسباب کا ایک سبب سمجھتے ہین انسے بھی اسی قسم کا سوال کیا
جاتا ہی جو نامشروع نہین یا اونکی اختیار سے خارج نہین پھر اس حدیث سی صورت ثالث
کا جواز اچھی طرح ثابت ہوتا ہی رہی یہ بات کہ وہ اجنہ ہین یا ملائکہ ہم کہتے ہین کہ اولاً
جن کی جمع جنہ ہی نہ اجنہ اللہ تعالی فرماتا ہی من الجنۃ والناس ثانیاً احادیث متعددہ سے
ثابت ہوتا ہی کہ وہ انسان ہین جنسے مختلف حاجات متعلق ہین بلکہ وہ اسی حاجت روائی
کے لیے موضوع ہین ابن تیمیہ حنبلی فی فرقان مین اولیاء الرحمن و اولیاء الشیطان مین
لکھا ہی کہ عدد ابدال یا نقبا یا نجبا یا اوتاد یا اقطاب مین کوئی حدیث صحیح نہین پائی جاتی
مگر یہ جرح مبہم ہی جسکا اعتبار نہین طرفہ یہ ہی کہ ابدال کی مقدمی مین لکھتا ہی و روی فیہم
حدیث ان الابدال اربعون رجلا وانهم بالشام وهو فی المسند من حدیث
علی بن ابی طالب رضی الله عنه وهو حدیث منقطع لیس بثابت ومعلوم ان علی
ابن ابی طالب رض ومن معه من الصحابة افضل من معاویة ومن معه بالشام
فیکون افضل الناس فی عسکر معاویة دون عسکر علیؑ
یعنی روایت کی گئی ہی کہ ابدال چالیس ہین اور وہ شام مین رہتے ہین یہ حدیث مسند مین
جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہی یہ حدیث منقطع ہی ثابت نہین یہ بات معلوم ہی کہ حضرت
علی اور اونکی ساتھی صحابہ حضرت معاویہ اور اونکی ہمراہیان اہل شام سی افضل تھے
تو حضرت معاویہ کی لشکری افضل الناس ٹھہرے نہ جناب امیر کی ہم کہتے ہین کہ ابن تیمیہ

نے وجہ انقطاع کی بیان نہین کی اور دلیل جو لکھی وہ محض لغو ہی یہ بات کہان سے
پائی گئی کہ امیر شام کی فوجی افضل تھی یا خواہ مخواہ امیر شام کی فوج مین ابدال شریک
تھے جبتک یہ امر ثابت نہو حجت قائم نہین ہو سکتی الخبر الدال علی وجود القطب
والاوتاد و النجباء والابدال علامہ سیوطی کا ایک رسالہ خاص ہی علامہ نے مختلف
طریقون پر احادیث اور آثار سے ابدال کا وجود ثابت کیا ہی چنانچہ شریح بن عبید سے
مروی ہی کہ جناب امیر علیہ السلام کی پاس اہل شام کا ذکر ہوا لوگون نے کہا یا امیر المومنین
ان لوگون پر لعنت بھیجیے آپ نے کہا نہین ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی
کہ ابدال شام مین ہین وہ چالیس آدمی ہین جب اونمین کا کوئی شخص مرتا ہی دوسرا
شخص قائم مقام کیا جاتا ہی انھین کے سبب سے پانی برستا ہی دشمنون پر فتح ہوتی ہی
اہل شام پر عذاب نہین ہوتا عن شریح بن عبید قال ذکر اهل الشام عند علی بن
ابی طالب رضی الله عنه وهو بالعراق فقالوا العنهم یا امیر المؤمنین
قال لا سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الابدال بالشام وهم
اربعون رجلا کلما مات رجل ابدل الله مکانه رجلا یسقی بهم الغیث و
ینصر بهم علی الاعداء ویصرف عن اهل الشام بهم العذاب
ابدال کے عدد مین اختلاف ہی جناب امیر علیہ السلام سے مروی ہی کہ ہمنے اس مقدمے مین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ نے فرمایا هم ستون رجلا یعنے وہ ساٹھ مرد ہین
بعض روایت مین آیا ہی کہ چالیس مرد چالیس عورتین ہین جب کوئی مرتا ہی تو مرد کی جگہ
مرد عورت کی قائم مقام عورت کی جاتی ہی حضرت انس سے مروی ہی کہ آپ نے فرمایا
الابدال اربعون رجلا واربعون امرأة کلما مات رجل ابدل الله مکانه
رجلا وکلما ماتت امرأة ابدل الله مکانها امرأة بعض روایت مین آیا ہی
کہ بہترین امت سے ہر قرن مین پانسو آدمی ہین اور چالیس ابدال کبھی انسے کم نہین ہوتی
جب ابدال سے کوئی مرتا ہی تو پانسو سے ایک آدمی ابدال مین بھرتی ہوتا ہی حضرت ابن عمر
سے مروی ہی کہ آپ نے فرمایا خیار امتی فی کل قرن خمس مائة والابدال اربعون

فلا الخمسمائة ینقصون ولا الاربعون کلما مات رجل ابدل الله من الخمسمائة مکانه وادخل من الاربعین مکانهم قال یا رسول الله دلنا علی اعمالهم قال یعفون عمن ظلمهم ویحسنون الی من اساء الیهم ویتواسون فیما اتاهم الله اونکی اماکن مین بھی متعدد روایات وارد ہین ابو الطفیل سے مروی ہی الابدال بالشام النجباء بالکوفۃ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہی الا ان الاوتاد من ابناء الکوفۃ ومن اهل الشام ابدال جناب امیر سے مروی ہے الابدال من الشام والنجباء من اهل مصر والاخیار من اهل العراق انس بن مالک سے مروی ہی کہ آپ نے فرمایا البدلاء اربعون اثنان وعشرون بالشام وثمانیۃ عشر بالعراق کلما مات واحد ابدل الله مکانه اخر فاذا جاء الامر قبضوا کلهم فعند ذلک تقوم الساعۃ یعنی بدال چالیس ہین بائیس شام مین ہین اٹھارہ عراق مین جب اونمین سے کوئی شخص مرتا ہی دوسرا شخص اونکے قائم مقام کیا جاتا ہی جب سب مرجائینگے قیامت قائم ہوگی اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ ایسی خداوند عالم نے نظام عالم کا تعلق رکھا ہی جبتک یہ زندہ ہین قیامت نہین آئے گی جس روز یہ سب کے سب مرجائینگے قیامت آجائیگی ہر ہر گاؤن مین سات سات خاص بندے ایسے ہوتے ہین جنکی بدولت گاؤن کے لوگ بلا سے پناہ مین رہتے ہین بعض روایت مین ہی کہ ابدال ستر ہین ساٹھ شام مین دس تمام زمین مین عن ابن اسود قال الابدال سبعون فستون بالشام وعشرۃ بسائر الارض بعض روایات مین ہی نقبا تین سو ہین نجبا ستر ابدال چالیس اخیار سات اوتاد چار غوث ایک نقبا دیار مغرب مین رہتی ہین نجبا مصر مین اوتاد زمین کی اطراف غوث مکہ معظمہ مین جب کوئی حاجت پیش آتی ہی نقبا متوجہ ہوتی ہین پھر نجبا پھر ابدال پھر اخیار پھر اوتاد اگر دعا قبول ہوگئے ہوگئی ورنہ غوث متوجہ ہوتا ہی اوسکی دعا ضرور قبول ہوتی ہی اخرجہ ابن عساکر والخطیب من طریق عبد الله بن محمد قال سمعت الکتانی یقول النقباء ثلثمائۃ والنجباء سبعون والبدلاء اربعون والاخیار سبعۃ والعمد اربعۃ والغوث واحد فمسکن النقباء المغرب

ومسکن النجباء المصر والعمد فی زوایا الارض ومسکن الغوث بمکۃ فاذا عرضت الحاجۃ
من امر العامۃ ابتہل فیہا النقباء ثم النجباء ثم الابدال ثم الاخیار ثم العمد
فان اجیبوا والا ابتہل الغوث فلا تتم مسألتہ حتی یجاب دعوتہ
یہ لوگ کچہ روزی نماز کی کثرت سی بہشت مین داخل نہین ہوتی بلکہ اللہ تعالی نے انکے
قلوب مین سلامت انکی نفوس مین سخاوت عطا کی ہی جسکے ذریعے سے یہ بہشت مین داخل ہونگے
حضرت انس سے مروی ہی آپ نے فرمایا ان بدلاء امتی لم یدخلوا الجنۃ بکثرۃ
صلاتہم ولا صیامہم ولکن دخلوہا بسلامۃ صدورہم وسخاوۃ انفسہم
انکے فضیلت کی کیا تعریف کیجیے تیس حضرت ابراہیم علیہ السلام کی منہاج پر ہونگی
عبادہ بن صامت آپ سے روایت کرتی ہین کہ آپ نے فرمایا الابدال فی ہذہ الامۃ
ثلثون مثل ابراہیم خلیل الرحمن کلما مات رجل ابدل اللہ مکانہ رجلا آخر انہین سے
زمین قائم ہی انھین کے ذریعے سے مینہ برستا ہی انھین سے مدد چاہی جاتی ہی عبادہ بن
الصامت سے مروی ہی کہ آپ نے فرمایا الابدال فی امتی ثلثون رجلا بہم تقوم
الارض وبہم یمطرون وبہم ینصرون پھر عبادہ فرماتے ہین انی ارجوا ان یکون الحسن منہم
ایک دوسری حدیث ہی جو دونون احادیث کی مضامین کی جامع ہی عن ابی ہریرۃ
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لن تخلو الارض عن ثلثین مثل ابراہیم خلیل
الرحمن بہم تغاثون وبہم ترزقون وبہم تمطرون حضرت نوح علیہ السلام کے
بعد سے ہمیشہ سات آدمی زمین پر رہتے ہین جنکی سبب سے اللہ تعالی زمین پر بلا نازل نہین
فرماتا حضرت ابن عباس فرماتے ہین ما خلت الارض من بعد نوح من سبعۃ
یدفع اللہ بہم عن اہل الارض یہ بہت بڑی فضیلت ابدال کی ہی چالیس خدا کے
بندے ایسے ہین جنکی بدولت اللہ تعالی نے زمین کو بلا سے محفوظ رکھا ہی جب کوئی مرتا ہی
اونکی جگہ قائم مقام کیا جاتا ہی وہ لوگ تمام روی زمین مین ہین حضرت ابن عمر سے
مروی ہی کہ آپ نے فرمایا الابدال اربعون رجلا یحفظ اللہ بہم الارض کلما مات رجل
ابدل اللہ مکانہ آخر وہم فی الارض کلہا انبیا علیہم الصلوۃ والسلام اوتاد تھے جب

برسائی ہین اولاد دیتے ہین ... کرتے ہین فقط ہماری طرف سے کوئی شخص ... ۱۲ منہ

سلسلہ نبوت کا منقطع ہوگیا اللہ تعالی نے امت محمدیہ سے اونکی قائم مقام بنائے
اونھیں ابدال کہتے ہین وہ کچہ نماز روزہ تسبیح کی بدولت اس رتبے کو نہین پونہچے بلکہ حسن
خلق صدق ورع حسن نیت سلامتی قلب ونصیحت کی سبب ابو الدرداء رض سے مروی ہی
ان الانبیاء کانوا اوتاد الارض کلما انقطعت النبوۃ ابدل اللہ مکانہم قوما من
امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقال لھم الابدال لم یفضلوا الناس بکثرۃ
صوم ولا صلوۃ ولا تسبیح ولکن بحسن الخلق وبصدق الورع وحسن
النیۃ وسلامۃ قلوبھم والنصیحۃ لجمیع المسلمین ابدال کی وجہ تسمیہ
یہ ہی کہ جب وہ دوسرے مقام کو جاتے ہین تو اپنی جگہہ اپنی صورۃ روحانیہ کو چھوڑ جاتے ہین
اور تعدد شخص واحد کا مکان مختلف مین ایک ہی وقت کو لازم آتا ہی مگر شخص واحد باعتبار
جسمانیت وروحانیت کی مختلف ہی روح کا بھی یہی حال ہی علامہ لکہتے ہین فی کفایۃ
المعتقد للیافعی انما سمی الابدال لانھم اذا غابوا تبدل فی مکانھم
صور روحانیۃ تخلفھم ولا یلزم من ذلک الاثبات تعدد الصور الروحانیۃ
لا الجسمانیۃ انتہی مختصرا وقد قررت نظیر ذلک من الروح بعد الموت فی باب مقر الارواح
من کتاب البرزخ پندرہوین دلیل صحیح مسلم مین حضرت عبد اللہ بن عمر سے مروی ہی کہ آپنے
فرمایا بینما ثلاثۃ نفر یمشون اخذھم المطر فاووا الی غار فی جبل فانحطت علی فم غارھم
صخرۃ من الجبل فانطبقت علیھم فقال بعضھم لبعض انظروا اعمالا عملتموھا صالحۃ
للہ فادعوا اللہ تعالی بھا لعلہ یفرجھا عنکم فقال احدھم اللھم انہ کان لی
والدان شیخان کبیران وامرأتی ولی صبیۃ صغار ارعی علیھم فاذا ارحت علیھم
حلبت فبدأت بوالدی فسقیتھما قبل بنی وانی نای بی ذات یوم الشجر فلم
آت حتی امسیت فوجدتھما قد ناما فحلبت کما کنت احلب فجئت بالحلاب
فقمت عند رؤسھما اکرہ ان اوقظھما من نومھما واکرہ ان اسقی الصبیۃ
قبلھما والصبیۃ یتضاغون عند قدمی فلم یزل ذلک دابی ودابھم
حتی الفجر فان کنت تعلم انی فعلت ذلک ابتغاء وجھک فافرج لنا

پندرہوین دلیل جواز توسل پر حدیث بینما ثلاثۃ نفر

منها فرجة نرى منها السماء ففرج الله منها فرجة فرأ وا منها السماء وقال الآخر اللهم انه كانت لی ابنة عم احببتها کاشد ما یحب الرجال النساء وطلبت الیها نفسها فابت حتی اتیها بمائة دینار فتعبت حتی جمعت مائة دینار فجئتها بها فلما وقعت بین رجلیها قالت یا عبد الله اتق الله ولا تفتح الخاتم الا بحقها فقمت عنها فان کنت تعلم انی فعلت ذلك ابتغاء وجهك فافرج لنا منها فرجة ففرج لهم وقال الآخر اللهم انی کنت استاجرت اجیرا بفرق ارز فلما قضی عمله قال اعطنی حقی فعرضت علیه فرقه فرغب عنه فلم ازل ازرعه حتی جمعت منه بقرا ورعاءها فجاءنی فقال اتق الله ولا تظلمنی حقی قلت اذهب الی تلك البقر ورعاءها فخذها فقال اتق الله ولا تستهزئ بی فقلت انی لا استهزی بك خذ ذلك البقر ورعاءها فاخذه فذهب به فان کنت تعلم انی فعلت ذلك ابتغاء وجهك فافرج لنا ما بقی ففرج الله ما بقی یعنی اتفاقا تین آدمی جاتے تھے کہ پانی پڑنے لگا وہ لوگ پہاڑ کی کھو مین جا گھسے کہ اوسکے مُنہ پر ایک پتھر آگیا جس سے مُنہ غار کا ڈھک گیا پھر آپسمین یہ صلاح ٹھہری کہ اپنے اپنے اعمال کا ذکر کرنا چاہیے تاکہ خداوند کریم غار کا مُنہ کھولے ایک نے کہا خداوندا میری ماں باپ بوڑھے تھے اور میرے جورو تھی اور لڑکے ننھے سے تھے مین بکری چراتا جب گھر آتا دودھ دوہ کے پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا پھر جورو بچے کو ایک روز اتفاقا مین دور چلا گیا گھر کو آتے آتے شام ہوگئی والدین سوگئے تھے مین دودھ دوہ کے دودھ کا برتن لے کے والدین کے سرہانے آکھڑا ہوا ادب سے ذکو اوٹھا نہ سکا اور یہ امر مجھے اچھا معلوم نہوا کہ خلاف معمول لڑکے کو پہلے پلاتا لڑکے کی یہ کیفیت تھی کہ وہ ہمارے پاؤن کے پاس بھوک سے چیختے تھے یہانتک کہ صبح ہوگئی اگر یہ کام مین نے تیری مرضی کے لیے کیا تھا تو اس پتھر کو اسقدر اوٹھا دے جس سے ہم آسمان کو دیکھہ سکین چنانچہ اسقدر پتھر اوٹھہ گیا جس سے آسمان نظر آتا تھا دوسرے نے کہا خداوندا مین اپنی چچازاد بہن پہ عاشق تھا مین نے اوس سے وصال چاہا اوسنے کہا

کہ اگر سواشرفیان دو تو مضائقہ نہین مین نے نہایت محنت سے سواشرفیان جمع کر کے اوسے دین جب مجھے اپنی انجاح مرام کا اچھی طرح موقع ملا آوسنے کہا خدا سے نہین ڈرتے میرے ساتھ زنا نکرو مین نے چھوڑ دیا اور اوٹھ کھڑا ہوا اگر مین نے یہ کام تیری مرضی کے لیے کیا تھا تو پتھر کو کچھ اوٹھا ایک ثلث پتھر اوپر آ گیا تیسرے نے کہا خداوندا مین نے ایک مزدور ایک فرق دھان پر ٹھہرایا تھا جب اوسنے مزدوری کر کے اپنی اجرت چاہی مین نے وہی دھان پیش کیا وہ ناخوش ہو کر چلا گیا پھر مین اوس دھان کو علیحدہ بوتا تھا اوسمین سے جو کچھ فائدہ ہوتا تھا اوسکو ترقی دیتا تھا یہانتک کہ اوس سے بیل اور چرواہے وغیرہ مہیا کیے ایک عرصے کے بعد اصل مزدور آیا اور اوسنے اپنا حق مانگا مین نے کہا یہ سب لیجاؤ اوسنے کہا مجھسے مسخراپن کرتے ہو مین نے کہا مسخراپن نہین کرتا غرض وہ سب لے گیا اگر تو جانتا ہی کہ مین نے یہ کام تیری خوشی کے لیے کیا تھا تو مابقی پتھر کو اوٹھا دے چنانچہ ایسا ہی ہوا یہان کئی خدشے ہوتے ہین پہلا خدشہ یہ صورت توسل کی نہین ہی چونکہ اعمال پر خود ثمرہ مرتب ہوتا ہی اسی لیے اون لوگون کو نجات ملی جواب اگر اعمال کی بدولت یہ نجات ہوتی تو اوسکے ذکر کی ضرورت کیون داعی ہوتی اور اعمال کے ذریعے سے دعا کی احتیاج کیون واقع ہوتی شرح مسلم امام نووی مین ہی

واستدل اصحابنا بهذا على انه يستحب للانسان ان يدعو في حال كربه وفي دعاء الاستسقاء وغيره بصالح عمله ويتوسل الى الله تعالى به لان هؤلاء فعلوه فاستجيب لهم وذكره النبي صلى الله عليه وسلم في معرض الثناء عليهم وجميل فضائلهم

یعنے ہمارے اصحاب حدیث غار کو اس امر پر استدلال لائے ہین کہ انسان کے لیے مستحب ہی کہ اپنی تکلیف مین یا دعاء استسقاء وغیرہ مین اپنے اعمال صالحہ سے دعا کرے اور اعمال صالحہ کو انجاح مرام کا وسیلہ کرے اسلیے کہ اصحاب غار نے ایسا ہی کیا تھا چنانچہ اونکی حاجت برآئی اور اس قصے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی ثنا و فضائل مین ذکر کیا ہم کہتے ہین کہ جب اعمال سے توسل جائز ہوا تو ذوات مقدسہ سے بدرجہ اولی جائز

سولھوین دلیل جواز توسل پر تمسک حدیث خدر رجل

ہوگا دوسرا خدشہ یہ قصہ شریعت مصطفوی کی قبل کا ہی تو ہم پر حجت نہین ہوسکتا
جواب یہ قصہ کچھ توحید کے منافی تو ہی نہین جب شرائع توحید مین متساویۃ الاقدام ہین اور
یہ قصہ کسیطرح شریعت مصطفویہ کے منافی نہین تو خاصے طور پر متمسک بہا ہوسکتا ہی یہ
صورت اول کی جواز پر دلیل ہی سولھوین دلیل شفاء قاضی عیاض مین ہی ان عبداللہ
بن عمرؓ خدرت رجلہ فقیل اذکر احب الناس الیک یزل عنک فصاح
یا محمداہ یعنی عبداللہ بن عمرؓ کا پاؤن سوگیا تو اون سے کہا گیا کہ آپ اپنے کسی ایسے
محبوب کا نام لیجیے جس سے بڑھکر پیارا نہو پاؤن درست ہو جائیگا عبداللہ بن عمرؓ نے
فرمایا یا محمداہ شرح شفاء ملا علی قاری مین ہی ای فنادی باعلی صوتہ وکانہ رضی
اللہ عنہ قصد بہ اظہار المحبۃ فی ضمن الاستغاثۃ یعنے زور سے یا محمداہ کہا
عبداللہ بن عمرؓ کو ضمن استغاثہ مین اظہار محبت مقصود تہا علامۂ خفاجی لکھتے ہین وقد
روی مثلہ لابن عباسؓ وذکرہ النووی فی اذکارہ وروی ایضا من
غیرھما وھذہ مما تعاھدہ اھل المدینۃ یعنی اسی طرح حضرت ابن عباس رضی
بھی مروی ہی جیسے نووی نے اذکار مین لکھا ہی اور سوا ے عبداللہ بن عمر وابن عباس رضی اللہ
عنہما سے بھی مروی ہی یہ وہ امر ہی کہ اہل مدینہ کا یہی طریقہ مستمرہ ہی اس دلیل سی استغاثہ
ونداء دونون کا ثبوت ہوتا ہی اس مقدمی مین اکثر احادیث مروی ہین عمدۃ المتحصنین بعدۃ
الحصن الحصین مین شیخ الاسلام برہان الدین تحریر فرماتے ہین قال مجاھد خدرت
رجل رجل عند ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فقال لہ ابن عباس
اذکر احب الناس الیک فقال یا محمد فکانما انشط من عقال وقال مجاھد
فذھب خدرہ یعنی مجاہد سے مروی ہی کہ ایک شخص کا پاؤن سوگیا حضرت ابن عباسؓ نے
فرمایا کہ اپنے کسی محبوب کا نام لو اوسنے یا محمد کہا تکلیف جاتی رہی ابن سنی نے عمل الیوم
واللیلہ مین ابن تیمیہ نے کلم طیب مین حافظ بن ابی جمرہ نے شرح مختصر بخاری مین اس اثر
کو لکھا ہی اور ابن اثیر نے اپنے اوس تاریخ مین لکھا ہی جیسے تاریخ ابن جریر طبری سے
مختصر کیا ہی اور صحابۂ کبار کا معمول تھا کہ حرب مین یا محمد کہا کرتے تھے جب دلائل لامعہ

وبراہین ساطعہ سے استغاثہ وتوسل کا جواز ثابت ہوچکا تو اب یہ بھی جاننا چاہیے کہ علماء
مذاہب اربعہ اسے جائز کہتے آتے ہین سارے جہان کے علما غلط مسئلہ پر اتفاق کرسکتے ہین
مگر فقہا ومحدثین چونکہ یہ قرآن وحدیث کی پیروی بدون نفسانیت کے کرتے ہین اسلیے
بے راہ نہین ہوتے نہ یہ کسی تصدیق کی تکذیب کرتے ہین نہ تکذیب کی تصدیق ذہبی مختصر
منہاج الاعتدال مین ابن تیمیہ سے نقل کرتے ہین ان جمع ارباب الفنون یجوز
علیہم الخطاء الا الفقہاء والمحدثین فلاهؤلاء یجوز علیهم
الاتفاق علی مسئلة باطلة ولا یجوز علی هؤلاء التصدیق بکذب ولا
التکذیب بصدق اگر احیانا کسی نے اس مسئلہ مین اختلاف کیا تو اوسکا جواب دیا گیا علاوہ برین
کسی مسئلہ مین اختلاف ہونے سے یہ جائز نہین کہ ایک مخالف کا قول سندا ذکر کرکے دوسرا
قول خلاف شرع کہا جاے فرقان مین ہے واذا خالف الشخص قول بعض الفقہاء
ووافق قول اخرین لم یکن لاحد ان یلزمہ قول المخالف ویقول هو خالف
الشرع پھر اگر ہم تسلیم کرلین کہ اس مسئلہ مین کسی نے اختلاف بھی کیا ہوا اور وہ اپنے
جاننے مین ٹھیک کہتا ہو تو کیا اس اختلاف سے یہ کہہ سکتے ہین کہ استغاثہ خلاف شرع ہے
جب اسقدر کہنا جائز نہوا تو شرک بدعت کہنا کب جائز ہوگا ائمہ حنفیہ سے صاحب المختار
للفتوی اور اوسکی شارح جو متقدمین حنفیہ سی ہین باب الزیارة مین ملا علی قاری کتاب
زیارة النبی مین طرابلسی مناسک مین صاحب الدرج مین کرمانی مناسک مین ابو اللیث
سمرقندی مناسک فارسی مین شیخ حسن شرنبلالی امداد الفتاح شرح نور الایضاح کی
بحث زیارة مین اپنی اپنی عبارت مین اس باب مین بہت لکھ گئے ہین شاہ ولی اللہ دہلوی
انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ مین ائمہ شافعیہ سے خاص امام شافعی اسکے قائل ہین کما
سیجیء امام نووی اذکار مین مناسک مین شرح مہذب مین تقی الدین سبکی شفاء السقام
مین علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ مین جلال الدین سیوطی مستقصی فی فضائل المسجد الاقصی
مین سمہودی خلاصة الوفا مین ابن حجر مکی ہیتمی الجوہر المنظم فی زیارة القبر النبی المکرم مین
مناوی مناسک مین کس دھوم سے توسل وشفاعت کے باب مین لکھتے ہین سراج الدین

جواز توسل و علمای مذاہب اربعہ کا اتفاق

[illegible] ابن حجر مکی نے تصریح کی ہے ان انکر الاستغاثة [illegible] توسل بہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولیس کما افتری بل التوسل بہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن فی کل حال قبل خلقہ وبعدہ فی الدنیا والآخرة [illegible] ابن تیمیہ نے استغاثہ وتوسل کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ابن تیمیہ [illegible] استغاثہ [illegible] بلکہ [illegible] جاہل [illegible] خلقت کے قبل [illegible] بعد خلقت کے [illegible] واحدہ [illegible] منہ

	بلقینی سی سوال کیا گیا ۵	

فاشفع لقائلها یا من شفاعته		لکل من هو مکبوت ومکبول

مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کیا گیا ہی اس قسم کا تشفع مشروع ہی یا نہین علامہ نے جواب مین سائل کو سخت ملامت کرکے یہ تحریر فرمایا کیف لا نسأله وهو وسيلتنا ووسيلة ابينا آدم من قبلنا الى ربنا وقد سئله عكاشة وغيره من الصحابة كما ثبت فى الصحيح یعنی کیونکہ ہم اونسے سوال نکرین وہ ہمارے وسیلہ اور حضرت آدم کے وسیلہ ہین اللہ تعالی کی حضور مین اور عکاشہ وغیرہ صحابہ نے آپ سے سوال کیا ہی مالکیہ سے خاص امام مالک اسکی مجوز ہین چنانچہ ایک روز امام مالک سی ابی جعفر منصور نے یہ پوچھا کہ دعا کی حالت مین قبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف استقبال کیا جاے یا نہین امام نے کہا کیون منہ پھیرتے ہو وہ تمہارے وسیلہ ہین حضرت آدم کے وسیلہ ہین تم اچھی طرح مرقد مبارک کی طرف متوجہ ہو شفاعت چاہو اللہ تعالی تمہارے لیے اونکی شفاعت منظور فرمائیگا قاضی عیاض امام مالک سے نقل کرتے ہین انه قال لابى جعفر المنصور لما سئله عن استقبال القبر حين الدعاء فقال الامام مالك له ولم تصرف وجهك عنه وهو وسيلتك ووسيلة ابيك آدم قبلك بل استقبله وتشفع به فيشفعك الله ابن حاج مالکی مدخل مین لکھتے ہین واما عظيم جناب الانبياء والرسل صلوة الله وسلامه عليهم اجمعين فيأتى اليهم الزائر فيتوسل الى الله فى قضاء مآربه ومغفرة ذنوبه ويستغيث بهم ويطلب حوائجه منهم ويجزم بالاجابة ببركتهم ويقوى حسن ظنه فى ذلك فانهم باب الله المفتوح وجرت سنة الله بقضاء الحوائج على ايديهم وبسببهم ومن عجز عن الوصول اليهم فيرسل بالسلام عليهم ويذكر ما يحتاج اليه من حوائجه ومغفرة ذنوبه وستر عيوبه الى غير ذلك فانهم السادات الكرام والكرام لا يردون من سألهم ولا من توسل بهم ولا من لجاء اليهم

یعنی انبیا کی یہ کیفیت ہی کہ زیارت کرنے والے اونکی مزار پر آتے ہین اپنی قضاے حاجات مین اونکو
وسیلہ بناتے ہین اونکے ذریعے سے اپنے گناہون کی مغفرت چاہتے ہین اونسے استغاثہ کرتی ہین
اپنی حاجت اونسے چاہتے ہین اور یقینا یہ سمجھتے ہین کہ اونکی برکت سے کامیاب ہونگے وہ لوگ
خداوند تعالی کے کھلے ہوئے دروازے ہین خداوند کریم اونکے ذریعے سے دعا قبول فرماتا ہی
جو اونکی مرقد مبارک پر حاضر نہین ہوتا وہ اپنی حاجات کو کسی ذریعی سی پیش کرتا ہی وہ لوگ بڑی بزرگ ہین جو اونسے
سوال کرتا ہی محروم نہین ہوتا جو اونسے توسل کرتا ہی ناکام نہین رہتا جو اونکی خدمت مین التجا کرتا ہی خالی نہین
جاتا فقط یہ تو تمام انبیا کا حال ہی اور ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ تو سب سے بڑھا چڑھا ہی آپکی شفاعت
قطعا مقبول ہوتی ہی جو آپ سی توسل استغاثہ تشفع کرتا ہی کامیاب ہوتا ہی ابو عبداللہ بن النعمان مالکی مصباح الظلام فی
المستغیثین بخیر الانام مین لکھتے ہین ان الاستغاثة والتوسل والتشفع والتوجه بالنبی
صلی اللہ علیہ وسلم واقع فی کل حال قبل خلقه وبعد خلقه فی مدة
حیاته وبعد موته فی البرزخ وفی عرصات القیامة یعنی استغاثہ
وتوسل وتشفع وتوجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساتھ ہر حال مین ہوا اور ہوتا ہی قبل خلقت
بعد خلقت عالم حیوۃ مین بعد موت کی برزخ مین قیامت تک ابو داؤد مالکی نے کتاب
البیان والانتصار مین بہت سے وقائع شدیدہ ایسے لکھے ہین جسمین علما وصلحا نے سرور
عالم صلعم کی طرف التجا کی ہی اور اس التجا سے فرح وسرور اونکو حاصل ہوا حنبلیہ سے خود
ابن تیمیہ بڑی دھوم دھام سے توسل واستغاثہ کی قائل ہین چونکہ اسی سنکر لوگون کو
تعجب ہوگا اور اکثر لوگ کہینگے این یہ کیا اسلیے ہم اونکے فتاوی کی عبارت اس مقام پر
نقل کیا چاہتے ہین پہلی اوسکا مضمون ہمسے سن لیجیے کسی نے ابن تیمیہ سے یہ سوال
کیا تھا کہ جو شخص یہ کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ جائز نہین یہ قول حرام ہے
یا نہین اور اوسکا قائل کافر ہوتا ہی یا نہین اگر اسکا قائل آیات واحادیث پیش کری تو اوسکے
لیے وہ مفید ہی یا نہین اور جب دلیل قائم ہو تو اوسکے مخالف کو کیا کرنا چاہیے ابن تیمیہ نے
اوسکا یون جواب دیا کہ احادیث متواترہ اور اتفاق امت سے یہ بات ثابت ہی کہ پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم شافع ہین اور آپکی شفاعت مقبول قیامت کی دن آپ خلائق کی شفاعت

کرینگے لوگون کو آپ کی شفاعت کی خواہش ہوگی اہل سنت وجماعت بالاتفاق کہتے ہین
کہ آپ اہل کبائر کی شفاعت کرینگے کوئی مسلمان مخلد فی النار نہوگا خوارج ومعتزلہ نی شفاعت
کا صریح انکار کیا یہ فرقہ مبتدع گمراہ ہی انکی تکفیر مین اختلاف ہی جو شخص متواترات واجماع کا
منکر ہووہ کافر ہی خصوصا ایسی صورت مین کہ اوسپر حجت قائم کی گئی ہو اسکا نام استغاثہ
رکھا جاے یا نہین صحابہؓ خود توسل و استشفاع کرتی تھے حضرت انس سے مروی ہی کہ جب
قحط پڑا تھا حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ سے توسل کرکے فرمایا تھا کہ خداوندا ہمارا معمول تھا
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کیا کرتے تھے اور تو مینہ برساتا تھا اسوقت کہ ہم
اپنی نبی صلعم کے چچا سے توسل کرتے ہین تو مینہ برسا اس توسل سے پانی پڑا سنن ابی داؤد مین
ہی کہ ایک اعرابی نے آپ سی کہا کہ ہم لوگ پریشان ہین ہمارے عیال بھوکے ہین مال
تلف ہوگیا ہم آپکے ذریعے سے خداوندکریم کی درگاہ مین اور خداوندکریم کے ذریعے سے آپکی
خدمت مین توسل کرتے ہین آپ نے کہا سبحان اللہ جسکا اثر آپکی اصحابؓ کی چہرون سے
نظر آیا آپ نے فرمایا وری خداوندکریم سے توسل کسی مخلوق کی تقرب کو نہین کرتی اوسکی شان
بلند ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وسیلے کی ایک صورت خاص کی قباحت بیان فرمائی
مگر یہ نہین فرمایا کہ آپ سے توسل ہی ناجائز ہی بلکہ اوسکو اپنے حال پر ثابت چھوڑا اس سے
صاف معلوم ہوا کہ یہ صورت جائز ہی اسکا منکر خطاکار مبتدع ہی اوسکی کفر مین اختلاف ہی جو شخص
شفاعت وتوسل کا اقرار کرکے یہ کہے کہ جو امور خدا ہی کی قدرت مین ہین ہم اوسی سے طلب
کرینگے جیسے گناہ کی بخشایش گمراہون کی ہدایت مینہ کا برسنا کھانس کا اوگنا تو کچھ مضائقہ
نہین بلکہ اسمین اختلاف نہین ہی طبرانی نے معجم کبیر مین روایت کی ہی کہ آپکے زمانے مین ایک
منافق مسلمانون کو تکلیف دیتا تھا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا چلو آپکی خدمت مین اسکا
استغاثہ کرین آپ نے فرمایا مجھ سے استغاثہ نہین کیا جاتا بلکہ اللہ تعالی سے کیا جاتا ہی تو اس سے
بھی مطلق استغاثہ کی ممانعت کیونکر ہوسکتی تھی صحابہ خود آپ سے دعا کی استدعا کرتی تھے
علما کا قول ہی کہ ہر مکلف کو یہ سمجھنا چاہیے کہ سوای خداوندتعالی کے کوئی شخص مددگار نہین
جو مدد ہی وہ خدا ہی سے ہی اگر کسی سے مدد پائی جائے تو یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ خدا ہی کی طرف سے

ہی غیر کو مجازاً مددگار کہتے ہیں اور اس قسم کا استغاثہ جو آپ کا اختیاری ہو بالاتفاق جائز ہے منکر اسکا کافر یا مخطی ہے اور جو امر مختصات باری تعالی سے ہے اگر وہ غیر کو ثابت کیا گیا تو وہ بھی کافر ہے جب اوس پر حجت قائم کی گئی ہو جو شخص کتاب وسنت کی خلاف کرے وہ کافر ہوگا یا گنہگار ہاں اگر کوئی مسلمان مجتہد ہو جس سے خطا واقع ہوئی تو اوسی اپنے اجتہاد پر ثواب ہوگا اور اوسکی خطا معاف ہوگی اور وہ شخص بھی معذور سمجھا جائیگا جسکو اسکا علم نہو سئل فیمن یقول لا یستغاث برسول الله صلی الله علیه وسلم فهل یحرم هذا القول اولا وهل هو کفر ویکفر قائله ام لا واذا استدل القائل بآیات من کتاب الله واحادیث رسول الله فهل ینفعه ذلك الدلیل ام لا واذا اقام الدلیل من الکتاب والسنة فما یجب علی من خالف فی ذلك والحالة هذه

الجواب الحمد لله رب العالمین قد ثبت بالسنة المستفیضة بل المتواترة واتفاق الامة ان نبینا محمد صلی الله علیه وسلم هو الشافع المشفع وانه یشفع فی الخلائق یوم القیامة وان الناس یستغیثون به ویطلبون منه ان یشفع لهم الی ربهم وانه یشفع لهم ثم اتفق اهل السنة والجماعة انه یشفع اهل الکبائر فانه لا یخلد فی النار من اهل التوحید واما الخوارج والمعتزلة فانکروا شفاعة المومنین وهؤلاء مبتدعة ضالون وفی تکفیرهم نزاع وتفصیل ومن انکر ما ثبت بالتواتر والاجماع فهو کافر بعد قیام الحجة علیه وسواء سمی هذا المعنی استغاثة اولم یسمه واما من اقر بشفاعته وانکر ما کان الصحابة یفعلونه من التوسل والاستشفاع به کما روی البخاری فی صحیحه عن انس بن مالك ان عمر بن الخطاب رضی الله عنه کان اذا قحطوا استسقی بالعباس بن عبد المطلب وقال اللهم انا کنا نتوسل الیك بنبینا صلی الله علیه وسلم فتسقینا وانا نتوسل الیك بعم نبینا فاسقنا فیسقون وفی سنن

ابی داؤد ان اعرابیا قال للنبی صلی الله علیه وسلم جهدت الانفس وجاع العیال وهلك المال فانا نستشفع بك علی الله ونستشفع بالله علیك فسبح رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی عرف ذلك فی وجوه اصحابه وقال ویحك ان الله لا یستشفع به علی واحد من خلقه شأن الله اعظم من ذلك وذکر تمام الحدیث وانکر صلوة الله وسلامه علیه قوله نستشفع بالله علیك ولم ینکر قوله نستشفع بك علی الله بل اقره علیه فعلم جوازه فمن انکر ذلك فهو مخطی مبتدع وفی کفره نزاع وتفصیل واما من اقر بما ثبت بالکتاب والسنة والاجماع من شفاعته والتوسل به ونحو ذلك ولکن قال لا یدعی الا الله وان الامور التی لا یقدر علیها الا الله فلا تطلب الا من الله مثل غفران الذنوب وهدایة القلوب وانزال المطر وانبات النبات فهذا مصیب فی ذلك بل هذا مما لا نزاع فیه بین المسلمین الی ان قال کما روی الطبرانی فی معجمه الکبیر انه کان فی زمن النبی صلی الله علیه وسلم منافق یوذی المسلمین فقال ابو بکر الصدیق قوموا نستغیث برسول الله صلی الله علیه وسلم من هذا المنافق فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم انه لا یستغاث بی وانما یستغاث بالله وانما اراد به النبی صلی الله علیه وسلم المعنی الثانی وهو ان یطلب منه ما لا یقدر علیه الا الله والا فالصحابة کانوا یطلبون منه الدعاء ویستسقون به کما فی صحیح البخاری عن بعض الصحابة قال ربما ذکرت قول الشاعر وانا انظر الی وجه رسول الله صلی الله علیه وسلم یستسقی فما ینزل حتی یجیش له المیزاب

وابیض یستسقی الغمام بوجهه	ثمال الیتامی عصمة للارامل

وهو قول ابی طالب وبهذا قال العلماء المصنفون فی اسماء الله تعالی یجب علی کل مکلف ان یعلم ان لا غیاث ولا مغیث علی الاطلاق الا الله وان کل غوث فمن عنده وان کان جعل ذلك علی ید غیره فالحقیقة لله سبحانه وتعالی

ولغیرہ مجازا الی ان قال والاستغاثۃ بمعنی ان یطلب من الرسول ماھو اللائق بہ لاینازع فیھا مسلم ومن نازع فی ھذا المعنی فھو اما کافر ان انکر مایکفر بہ واما مخطئ ضال ومن اثبت لغیر اللہ مالا یکون الا للہ فھو ایضا کافر اذا قامت علیہ الحجۃ التی یکفر تارکھا الی ان قال ومن خالف ما ثبت بالکتاب والسنۃ فانہ یکون اما کافرا واما عاصیا الا ان یکون مؤمنا مجتھدا مخطئا فیثاب علی اجتھادہ ویغفر لہ خطائہ وکذا ان لم یبلغہ العلم الذی تقوم علیہ الحجۃ الثابتۃ بالکتاب والسنۃ

انتہی مختصرا اب اس مقام پر ہم چند اشعار صحابہ واکابر دین کے لکھتے ہین جنمین توسل و استغاثہ کیا گیا ہی اگر کوئی شخص یہ کہے کہ یہ مضامین شعر یہ ہین حجت نہین ہو سکتی تو ہم کہتے ہین کہ اولاً ہمنے اس مدعا کو قرآن وحدیث وکلام فقہا سے ثابت کر کے ان اشعار سے بطور تائید کی استناد کیا ہی ثانیاً اگر توسل کفر و شرک ہوتا تو صحابہ واکابر دین ہرگز کفر اپنی زبان سے نہ کہتے ان علما مین بعض ایسے بھی ہین جنھین مخالفین اپنا مقتدا سمجھتے ہین پھر ایسے لوگون کا قول کیونکر حجت نہوگا حضرت یہ آتش ناسخ یا مومن ذوق کا کلام نہین ہی جو مبالغہ و شاعریت پر محمول کیا جاے یہ کلام ایسے لوگون کا ہی جو واقعیات کو شعر کے پیرایے مین بیان فرماتے تھے جسکے پڑھنے سے ایک خاص اثر قلب پر پڑتا ہی بلکہ بعض بعض حضرات پر فی البدیہہ اوسکا اثر ظاہر ہوا جسکا انکار ہٹ دھرمی ہی سواد بن قارب رضی اللہ عنہ جب مشرف باسلام ہوے اپنے اشعار آپکی حضور مین پڑھے اوسکا ایک شعر یہ ہے ؎

اشعار اکابر دین جنمین توسل کیا گیا ہی

وکن لی شفیعا یوم لاذو شفاعۃ		سواک بمغن عن سواد بن قارب

ابن شاہین سے مروی ہی کہ اگر یہ سوال جائز نہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے منع فرماتے یہ استغاثہ اس قسم کا نہین ہی جو اوسوقت عالم حیات سے متعلق ہو بلکہ اسکا خاص تعلق قیامت کے دن سے ہی یحیی صرصری جو اقران مجد الدین جد تقی الدین بن تیمیہ سے تھے اور جنکو ابن تیمیہ نے

کتاب انتصار مین الفقیه الصالح صاحب النثر المشهور لکھا ہی اور ابن رجب نے طبقات مین لکھا ہی وهدائحه سائرة وکان حسان وقته اور عبدالحی بن عماد شامی حنبلی نے کتاب شذرات الذہب مین انکی مدح کی ہی اونکی چند اشعار یہان لکھتا ہون تا ناظرین نداو توسل کو دیکھین ؎

الا یا رسول الله انت وسیلتی ۔۔۔ الی الله ان ضاقت بما رمت حیلتی

وانت نصیری فی خطوب تتابعت ۔۔۔ علی وذخری عند فقری وعیلتی

اور دوسرے قصیدے مین لکھتے ہین ؎

یاسیدی یا رسول الله یا سندی ۔۔۔ فی کل خطب ثقیل موجع الم

فاستغفر الله لی یا من اذا نزلت ۔۔۔ فی شدة انجو فیه من النقم

شیخ شرف الدین ابو عبدالله محمد بن سعید البوصیری قصیدهٔ برده مین فرماتے ہین ؎

یا اکرم الخلق مالی من الوذ به ۔۔۔ سواک عند حلول الحادث العمم

ولن یضیق رسول الله جاهک بی ۔۔۔ اذا الکریم تحلی باسم منتقم

بعض علما نے اسکی تضمین کی ہے ؎

لقد تخوف قلبی فی تحیرت به ۔۔۔ یوما یری الطفل فیه مثل اشیبه

وحین یجزی الوری کلا بمکسبه ۔۔۔ یا اکرم الخلق مالی من الوذ به

سواک عند حلول الحادث العمم

وعاین الناس ذات الهول واللهب ۔۔۔ وخاف کل الوری فیه من العطب

فانت تفرج عنا شدة الکرب ۔۔۔ ولن یضیق رسول الله جاهک بی

اذا الکریم تحلی باسم منتقم

بعض شراح قصیدهٔ برده لکھتے ہین کہ بوصیری رح پر اتفاقا ایسے وقت فالج گرا کہ وه ایک جنگل مین تھی کوئی انکا رفیق معاون نہ تھا شیخ نے اوسی حالت مین یہ قصیده تصنیف کیا جب قصیده تمام ہوگیا خداوند کریم کو سجده کیا اور آنحضرت کے درگاه مین نہایت تضرع سے یہ پڑھا یا اکرم الخلق الخ جب قصیده پورا پڑھا سو گئی کیا دیکھتے ہین کہ آپ نہایت تلطف سے اونکے

جسم پر ہاتھ پھیرتے ہیں جب وہ اوٹھے تو اپنے کو چنگا پایا قاضی شوکانی در النضید فی اخلاص
کلمۃ التوحید میں لکھتے ہیں وقع من کثیر من ھذہ الامۃ من الغلو
المنھی عنہ المخالف لما فی کتاب اللہ وسنۃ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کما یقول صاحب البردۃ ؎

یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ	سواک عند حلول الحادث العمم

فانظر کیف نفی کل ملاذ ما عدا عبد اللہ ورسولہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم وغفل عن ذکر ربہ ورب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم انا للہ وانا الیہ راجعون ومن ذلک قول من یقول مخاطبا لابن العجیل ؎

ھات لی منک یا ابن موسی اغاثۃ	عاجلا فی سیرھا حثاثۃ

فھذا محض الاستغاثۃ التی لا تصلح بغیر اللہ لمیت من الاموات قد
صار تحت اطباق الثری منذ مئین من السنین انتھی مختصرا یعنی امت محمدیہ کی اکثر علما نی
ایسا غلو کیا ہی جو قرآن وحدیث کی خلاف ہی صاحب قصیدۂ بردہ کہتے ہیں یا اکرم الخلق الخ
اس شعر میں بوصیری نے سوای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام ملاذ کی نفی کی ہی اللہ تعالی کو
بھی بھول گئے ایک شخص نے ابن عجیل کو مخاطب کرکے کہا ہی ھات لی الخ یہ محض استغاثہ
ہی جو سوای اللہ تعالی کی کسی میت کے لیے جائز نہیں ہم کہتے ہیں کہ قاضی شوکانی نے بوصیری
کے شعر کا مضمون نہ سمجھا بوصیری کی روح قبر میں یہی کہتی ہوگی شعر مرا بپش قاضی شوکانی
کہ برد قاضی یا ملا کو یہ ضرور نہیں ہی کہ شعر سمجھنے کا مذاق بھی رکھتا ہو بوصیری جو کہتے ہیں کہ آپ کی
سوا میرا کون ہی جس سے التجا کیجیے اسمین صریح اشارہ ہی کہ جناب الٰہی میں امت مرحومہ کے
لیے شفاعت کرنے والا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوا دوسرا نہیں سب کی شفاعت تابع
آپکی شفاعت کی ہوگی اسمین عموما ہر ملاذ کی نفی نہیں ہی بڑے بڑے علما نے قصیدۂ بردہ کی
شرح لکھی مگر کسی نے اس شعر پر جرح نہ کیا جسقدر قصیدۂ بردہ وقصیدۂ ہمزیہ کی شرح
لکھی گئی کسی قصیدہ کی شرح کی تعداد اس درجہ کو نہیں پونہچی یہ قول ہرگز شرک نہیں ہی
اس شعر کا اور سواد بن قارب کے شعر کا مفہوم ایک ہی ہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور میں

پڑھا گیا تھا دوسری شعر کا استغاثہ بھی منہی عنہ نہین ہو سکتا شوکانی نے درالنضید مین جابجا
ایسے استغاثہ کو منہی عنہ ٹھہرایا ہی جو مقدورات باری تعالی مین کیا جاے اور خداوند تعالی کے
ساتہ یا استقلالا اونکی ندا کی جاسے اور مالک نفع و ضرر کی سمجھی جائین اور اونکی ایسی تعظیم کیجا ی
جو اللہ تعالی کی تعظیم سے بڑھے چڑھے ہو ان امور سے یہان کوئی امر نہین پایا جاتا پھر قاضی
شوکانی نے جو سنبھل کی اسکا یون جواب لکھا ہی فیغلب علی الظن ان مثل ھذا
البیت والبیت الذي قبله انما وقعا من قائلهما بغفلة وعدم تيقظ ولا
مقصد لهما الا تعظيم جانب النبوة والولاية ولو نبها لتنبها ورجعا
واقرابالخطاء یعنی ظن غالب یہ ہی کہ شاعر کی غفلت سے یہ دونو شعر کہی گئی ہین شاعر کا ارادہ بجز تعظیم
جانب نبوت وولایت کی کچہ نہ تھا اگر ان شعرا کو اطلاع دیجاتی تو سمجہ جاتی اور اپنی قول
سے رجوع کرتے اور خطا کا اقرار کرتی ہم کہتے ہین کہ اس مین کسی کی غفلت نہین ہی بلکہ قاضی
صاحب کی سمجہ کے خطا ہی ع ہے اپنی سمجہ کا ہی پھیر + اسوقت قاضی صاحب کی انتقال کا
افسوس ظاہر کرتا ہون اگر وہ زندہ ہوتی تو ضرور عرض کرتا کہ جناب والا جس فن کو آپ نہین
جانتے اوسمین کیون آڑی ٹانگ ڈالتی ہین آپ مین شعر سمجھنے کا مذاق نہین شعر وہی سمجھتا ہے
جسمین خدا داد ملکہ ہوتا ہی پھر بوصیری کو مشرک کہنی کا حاصل حضرت غوث صمدانی فرماتی ہین ؎

یا حبیب الاله خذ بیدی		ما لعجزی سواك مستندی

اسمین بھی غیر خدا تعالی کا ندا اور ما عدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کل ملاذ کی نفی ہی معلوم نہین شوکانی
کسی کسی کا فر بنائیگا نعوذ باللہ منہ ہان اسوقت مجھی خوب یاد آیا متوجہ ہو کر سنا چاہیے نواب صدیق حسن خان
نے بھی اسیطرح توسل و استغاثہ بین ملاذ و مستغاث کی نفی کی ہی چنانچہ قصیدۂ کلمۂ عنبر یہ مین لکھتے ہین ؎

مالی وداءك مستغاث فارحمن		یا رحمة للعالمين بكائي

طرفہ یہ ہی کہ وہ آپکو شوکانی کا ہمدم ہمقدم سمجھتے ہین نفح الطیب مین ایک جگہ ڈینگ ہانکتی ہین ؎

زدہر رفت چو شوکانی آدم نواب		بگو بچرخ کہ پیدا کند قرینۂ ما

اگر خانصاحب یا اونکی حواریین یہ سمجھتے ہون کہ یہ استغاثہ شعرا کے مذاق اور طریقے پر
لکھا گیا ہی جب بھی ہم کہ سکتے ہین کہ شوکانی کے مسلک پر اس قسم کا شعر موزون کرنا سے

شاعر قابل دار و گیر ہوتا ہی در النضید مین ہی وکثیرا ما یعرض ذلک لاہل العلم والادب والفطنۃ فمن وقف علی شئ من ھذہ الجنس لحی من الاحیاء فعلیہ ایقاظہ بالحجج الشرعیۃ فان رجع والا کان الامر فیہ کما اسلفناہ یعنی اہل علم وادب وعقل سے اکثر ایسا ہوجاتا ہی اگر شاعر زندہ ہو تو حجج شرعیہ سے اوسے سمجھانا چاہیے اگر اوسنے رجوع کیا فبہا نہین تو اوسے مشرک سمجھنا چاہیے خانصاحب نے نفح الطیب مین غیر انبیا کا ندا اور اونسے استغاثہ کیا ہی لکھتے ہین ؎

زمرۂ رائے در افتاد بارباب سنن	شیخ سنت مددی قاضی شوکان مددے

مولانا محمد عبدالحی صاحب رسالہ ابراز الغی الواقع فی شفاء العی مین لکھتے ہین کہ یہ عجیب بات ہی صدیق حسن خان ایسے لوگون سے ہین جو ندائے اموات و استمداد کو نیا ہتہ سوا ضع بعیدہ سے حرام سمجھتے ہین پھر شوکانی سے ندا کیونکر جائز ہوگی فمن الذی حرم الاستمداد بالغوث الصمدانی والرسول الربانی واحل الاستمداد بالشوکانی سیداولاد حسن والد صدیق حسن خان راہ سنت مین لکھتے ہین ؎

بدعت استمداد ہی اموات سے	اہل سنت کیون پی اثبات کے

تبصرۃ الناقد بر وکید الحاسد مین ایک اعتراض سے بچاؤ کے لیے بہت کچھ حیلے ڈھونڈھے گئے مگر گریبان نہ چھوٹا نہ چھوٹا اس لیے کہ حسب اظہار شوکانی کے اس قسم کا استمداد نامشروع ہی وہ شعر مین کیون نہو حضرت مرزا مظہر جان جانان قدس سرہ اپنی دیوان مین فرماتی ہین ؎

گفت مظہر غزلی بہر جگر گوشۂ تو	غوث اعظم مددے قبلۂ پاکان مددے

یہ صورت نامشروع نہین ہی اور حقیقت مین حضرت مرزا کے سامنے کلام شوکانی کسی قسم سے وقعت نہ رکھتا تھا بشرطیکہ وہ کلام اونکے سامنے پیش ہوتا تبصرۃ الناقد مین اس مقام پر یون شبہہ پیش کیا گیا ہی کہ کتاب الحالات والمقامات لمرزا مظہر رح من مولفات شاہ غلام علی مجددی مین ہی روزی گفتم یا شیخ عبد القادر شیئا للہ الہام شد بگو یا ارحم الراحمین شیئا للہ وھذہ عقیدۃ مرزا مظہر ہم کہتے ہین کہ اگر تسلیم کرلیا جاے کہ الہام قابل احتجاج ہوتا ہی تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ یا شیخ عبد القادر شیئا للہ

نواب صدیق حسن خانصاحب کا خدا اور رسول کو چھوڑ کی قاضی شوکانی سے مدد مانگنا اور ابو الحسنات مولوی محمد عبدالحی صاحب کا اونکو تنبیہ کرنا

کہنا حرام ہی بلکہ یہ ایک خاص طریقے کا الہام ہی یہ بات کہاں سے معلوم ہوئی کہ مرزا صاحب حضرت غوث اعظم رح سے استغاثہ کو حرام سمجھتے تھے پھر تبصرۃ الناقدین ہی فان الشعر لیس بفتیا المفتی ولا بقضاء القاضی انما ھو کلام موزون یتفنن بہا اھل الطبع یبسط ویقبض ولا یریدون بہ الحقائق بل التخیلات الساذجۃ عن الدقائق ومن لا یفھم ذلك وھو یدعی العلم فلیس باھل الخطاب اس تقریر سے تو ہمارا بال بیکا نہوا ہم بھی یہی کہتے ہین کہ فی الواقع اشعار کی بنا تخیلات پر ہوا کرتی ہی مگر ہمارا اعتراض اس منشا سے تھا کہ شوکانی نے اشعار مین بھی استمداد کو ناجائز خیال کیا ہی پھر جو شخص آپکو قائم مقام شوکانی خیال کرتا ہی اوسی اشعار مین استمداد کیونکر جائز ہوگا البتہ بیچارے قاضی شوکانی کی مٹی خراب ہوئی زبان درازی کا خاصہ نتیجہ ملا جب صاحب تبصرہ ایسا چل نکلا کہ قاضی شوکانی کو قابل خطاب کی نہین سمجھتا تو اوسکے قائم مقام کا خدا ہی حافظ ہی قصیدۂ ہمزیہ مین ہے ؎

فاغثنا یا من ھو الغوث والغیث ٭ اذا اجھد الوری اللأواء
والجواد الذی بہ تفرج الغمۃ ٭ عنا وتکشف الحوباء

شاہ ولی اللہ صاحب قصیدۂ اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم مین لکھتے ہین ؎

تطلبت ھل من ناصر او مساعد ٭ الوذ بہ من خوف سوء العواقب
فلست اری الا الحبیب محمدا ٭ رسول الہ الخلق جم المناقب
ومعتصم المکروب فی کل غمرۃ ٭ ومنتجع الغفران من کل نائب
ملاذ عباد اللہ ملجأ خوفھم ٭ اذا جاء یوم فیہ شیب الذوائب
واحسن خلق اللہ خلقا وخلقۃ ٭ وانفعھم للناس عند النوائب
وصلی علیك اللہ یا خیر خلقہ ٭ ویا خیر مأمول ویا خیر واھب
ویا خیر من یرجی لکشف رزیۃ ٭ ومن جودہ فاق جود السحائب
وانت اعلی المرسلین مکانۃ ٭ وانت لھم شمس وھم کالثواقب
وانت شفیع یوم لا ذو شفاعۃ ٭ بمغن کما اثنی سواد بن قارب

وانت مجیری من ھجوم ملمة		اذا انشبت فی القلب شر المخالب
فما انا اخشی ازمة مدلهمة		وما انا من ریب الزمان براهب
فانی منکم فی قلاع حصینة		وحد حدید من سیوف المحارب
	مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ نے اوسکی تخمیس کی ہے	
انقضی شباب العمر فی غفلتی سدی		وما زلت فی قید المعاصی مقیدا
ولو اذخر للذنب عذرا ممهدا		فلست اری الا الحبیب محمدا
	رسول اله الخلق جم المناقب	
مدار وجود الکون فی کل لحظة		ومفتاح باب الجود فی کل عسرة
ومتمسک الملهوف فی کل شدة		ومعتصم المکروب فی کل غمرة
	ومنتجع الغفران من کل تائب	
ومقصد اهل الله کعبة طوفهم		ومشبعهم من برہ لا عجوفهم
الیه اشاروا فی عساهم وسوفهم		ملاذ عباد الله ملجأ خوفهم
	اذا جاء یوم فیه شیب الذوائب	
الیک نمد العین حین ضراعة		وفیک یفر الخلق من هول ساعة
ویرجو نداک العفو کل جماعة		وانت شفیع یوم لا ذو شفاعة
	بمغن کما اثنی سواد بن قارب	
بلیت باحزان طول معمة		وفترة عزم فی امور مهمة
فانت الذی ارجوه فی کشف غمة		وانت مجیری من ھجوم ملمة
	اذا انشبت فی القلب شر المخالب	
وان کنت لا ارعی عهودا وذمة		ولا آمن الشیطان شرا ولمة
فما زلت ارجو من جنابک همة		فما انا اخشی ازمة مدلهمة
	ولا انا من ریب الزمان براهب	
فلو قطعونی فی کل عرق ولبنة		وقد رست وسط البحر غرق سفینة

[Margin notes:] ملاحظہ جاوے الی الله تعالی ... تضرع بالدعاء ... امام ... شاہ عبد العزیز صاحب نے تخمیس قصیدہ سواد بن قارب ... [illegible]

کما زلت خوفا عن مقام سکینۃ	فانی منکو فی قلاع حصینۃ

وحدحدید من سیوف المحارب

شاہ ولی اللہ صاحب قصیدۂ ہمزیہ مین فرماتے ہین ؎

واخر ما لمادحہ اذا ما	احس العجز عن کنہ الثناء
ینادی ضارعا بخضوع قلب	وذل وابتہال والالتجاء
رسول اللہ یا خیر البرایا	نوالک ابتغی یوم القضاء
اذا ما حل خطب مدلہم	فانت الحصن من کل البلاء
الیک توجہی وبک استنادی	وفیک مطامعی وبک ارتجاء

یہان تک جوکچہ لکہا گیا اوس سے زیادہ تر اسی امر کا ثبوت منظور تہا کہ استغاثہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جائز ہی اس سے ہماری یہ غرض نہین کہ استغاثہ کا اختصاص آپ ہی مین ہی چونکہ اسکا ثبوت مہتم بالشان تہا مخالفین سری سے انکار کرتے تہے اونکا مقصود اصلی یہ تہا کہ جب آپ سے استغاثہ ناجائز ہوا تو عموماً ناروا ہوگا اسلیے جہانتک ہوسکا ہمنے اس مسئلے کو دلائل سے ثابت کیا اور مخالفین کی خدشات کا جواب دیا خداوندکریم کے فضل وکرم سی جب اس تحقیق مین ہمین کامیابی حاصل ہوئی تو اب ہمکو اس مسئلے کے بیان کا موقع ہاتہ آیا کہ صلحا سے عام ازینکہ صحابہ وتابعین وتبع تابعین ہون یا دوسرے علما یا زہاد یا شہدا توسل واستغاثہ اسیطرح جائز ہی جسطرح انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب ایک قسم کی استغاثہ کا ثبوت ہمنے کر دکھایا تو اب ہمین اسکی اثبات کی زیادہ ضرورت نرہی لاشتراک الدلیل مخالفین اونکی عظمت شان کی تو منکر نہین ہوسکتی اور نہ یہ کہہ سکتی ہین کہ یہ خدا کے مقرب نہین قال اللہ تعالی بلسان نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم لایزال یتقرب الی العبد بالنوافل حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ وبصرہ ویدہ ورجلہ ولسانہ فبی یسمع وبی یبصر وبی یبطش وبی یمشی وبی ینطق اولیاء اللہ کی کیفیت ہی کہ ادای نوافل سے خداوند اقدس کی ایسے محبوب ہوجاتے ہین کہ اونکی کان آنکہ ہاتہ پاؤن زبان عین باری تعالی کی ہوجاتی ہین وہ لوگ باری تعالی مین فانی

اولیاء اللہ و صلحا سے استغاثہ جائز ہے

ہوجاتی ہین اونکا بقا ببقاء حق ہوتا ہی چنانچہ اولیاء اللہ قدس اسرارہم اسے اچھی طرح سمجھتے بوجھتے ہین مولانا روم فرماتے ہین ؎

گفت اورا من زبان و چشم تو	من حواس و من رضا و خشم تو
رو کہ بی یسمع و بی یبصر توئے	سر توئی چہ جاے صاحب سر توئی

مولانا عبد العلی بحر العلوم قدس سرہ مثنوی مولانا روم رح کی شرح مین لکھتے ہین این مرتبۂ قرب نوافل ست و حق درین مرتبہ باطن عبد میگردد و عبد ظاہر و قوی او کہ باطن اند در حق فانی میشوند و باقی بہ بقاء حق می شوند پس شنیدن و دیدن و بطش و مشی و نطق کہ از قوی می شود ہمہ از حق ست الغرض جو خداوند تعالی کے ایسے مقرب ہین اونکو کسی حاجت کا ذریعہ ٹھہرانا جائز نہین ہوسکتا دلیل اول مین بیان کرچکا ہون کہ اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو یہ تعلیم فرمایا کہ بحق محمد و آل محمد دعا کرین مقبول ہوگی اور بعض روایات مین ہی کہ حضرت آدم نے بحق محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین دعا کے جو مقبول ہوئی اگر توسل انبیا و اولیا و صلحا سے جائز نہوتا تو اللہ تعالی حضرت آدم کو تعلیم نہ فرماتا یا حضرت آدم علیہ السلام انسے توسل نکرتے آداب دعا سے یہ بات قرار پائی ہی کہ انبیا و صالحین سے توسل کیا جاے حصن حصین مین ہی و ان یتوسل الی اللہ تعالے بانبیاءہ والصالحین من عبادہ انتہی ملخصاً ملا علی قاری حرز ثمین مین لکھتے ہین والصالحین ای عموما و خصوصا و ھو ما عدا الانبیاء من الصدیقین والعلماء و الشہداء والاولیاء اذ الصالح من یقوم بحق اللہ بجمالہ ثم بحق عبادہ چونکہ خداوند کریم ایسی دعا کو جلد قبول کرتا ہی جسمین صالحین سے توسل ہو اس لیے توسل بالصالحین آداب دعا سی ٹھہرایا گیا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل کیا جذب القلوب مین ہی و در باب توسل صالحین باعتبار علاقہ کہ ایشان را ست بجناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نیز اخبار و آثار آمدہ چنانچہ قصۂ استسقای عمر بعباس رضی اللہ عنہما اثبات آن میکند در خبر صحیح از انس بن مالک آمدہ است کہ چون قحط می شد و امساک باران روی مینمود عمر رضی اللہ عنہ در استسقا توسل بعباس می کرد عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و می گفت خداوندا چون پیش ازین قحط سال می شد توسل بہ پیغمبر تو میکردم تو آب

میفرستادی الکنون توسل بعم بپیغمبر تو میکنم صلی اللہ علیہ وسلم پس بفرمیس. رای ما آب جذب القلوب
مین ہوا ماتوسل بجناب وی در انشاء حیات دنیوی ظاہرست کہ از خصائص آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نیست بلکہ بعض تابعان اوراکہ بشرف متابعت ونسبت قربت او مشرف اند چنانچہ آل واصحاب
ودیگر اولیاء امت رضوان اللہ علیہم اجمعین نیز ثابت ست وثبوت کرامت ونصرت ایشان
در مکونات کہ ما نحن فیہ فردی از افراد اوست در اثبات مطلب کافی ست وآن توسل عمر بن الخطاب
از عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما در قصہ استسقا نیز بظہور می پیوندد وہیچ کس را از علما
دروی خلافی معلوم ومتحقق نیست وکذلک توسل واستمداد بوسیلہ شفاعت روز آخرت انبیا واولیا
وصالحین امت را نیز جائز ست چنانچہ در کتب عقائد ذکر یافتہ اما تبرک وتوسل در عالم برزخ و
موطن قبر در اختصاص او بحضرات قدسی سمات انبیا ورسل صلوات اللہ علیہم اجمعین تردد ست
وظاہر جواز اوست در غیر ایشان از اولیاء اللہ وصلحاء امت واللہ اعلم از جہت عموم جواز توسل
در حالت حیات باضمیمہ بقای روح میت وشعور وادراک وقرب ومنزلت او عند اللہ کہ بایمان
وعمل صالح وشرف اتباع سید رسل حاصل شدہ باآنکہ حقیقت معنی توسل واستمداد سوال ودعا ست
از جناب صمدیت بوساطت محبتی وکرمی کہ بدین بندہ خاص دارد یا طلب والتماس از روحانیت
این بندہ ودعا خواہش را از حضرت عزت بوسیلہ قربتی وکرامتے کہ مر او راست در آن درگاہ ورود
نص صریح دروی حاجت نیست از جہت وجود بقای ذات متوسل بہ بخلاف موطن اول بلکہ
عدم ورود نص بر منع آن کافی ست نعم اگر دلیل قاطع بر اختصاص آن بحضرت انبیا صلواۃ اللہ وسلامہ
علیہم اقامت یابد منع درست آید والظاہر عدم الدلیل المذکور اگر گویند موت بر ایمان وحصول قرب
الٰہی در غیر شخص معصوم معلوم ومتیقن نیست گویم بقای آن در انہای کہ مبشر اند از ان خصوصا و
عموما مقطوع بہ است فیجوز التوسل بھم ولا قائل بالفصل باآنکہ ورود آثار ونقل
اخبار از مشائخ کبار کہ ارباب کشف ومحرمان اسرار عالم مثال اند حاسم مادہ این شبہ است
نعم بعضے از فقہا را درین مسئلہ خلاف گونہ است ولکن الحق احق ان یتبع واللہ اعلم
ترجمہ استفتا وجواب مولوی حیدر علی صاحب ساکن ٹونک جو قرۃ العیون کے حصہ
دوم مین لکھا گیا ہی سوال سلطان الاولیا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ اپنی ملفوظات

کی تینتالیس مجلس مین کہتے ہین سلو اللہ ولا تسألوا غیرہ واستعینوا اللہ ولا
تستعینو بغیرہ یعنی مانگو تم اللہ سے اور نہ مانگو تم غیر اوسکی سے اور مدد چاہو ساتہ اوسکے اور نہ مدد
چاہو تم ساتہ غیر اوسکے کے اور حضرت امام حجۃ الاسلام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین
یجوز الاستمداد فکل واحد استمد بہ فی حیاتہ یستمد بہ بعد مماتہ کما قال الشیخ
عبد الحق فی ترجمۃ المشکوۃ یعنی جائز ہی مدد چاہنا پس ہر کوئی کہ مدد چاہے گئی ہو اوس سے زندگی مین
مدد طلب کیجاتی ہی اوس سے بعد مرنے اوسکے کے توفیق ان دونون روایتون مین تحریر فرماوین
کہ وہ کون سی استعانت ہی کہ سلطان الاولیا نے اوسسے منع فرمایا ہی اور وہ کونسی استمداد
ہی کہ امام حجۃ الاسلام نے اوسکے جواز کا حکم کیا جواب اوس سوال سے یہ ہی کہ پہلی تحقیق
استعانت کی معنون کی کیجاوے بعد اوسکے جواب ساتہ تفصیل کے لکھا جاوے سو جاننا
چاہیے کہ استعانت کبھی تعمیل اسباب کی معنون مین آتی ہی جیسے کہ علماء عربیہ کا اتفاق
ہی اسپر کہ کتبت بالقلم مین حرف با استعانت کی لیے ہی یعنے لکہنے مین استعانت ساتہ قلم
کے کی مینے اور یہان پر سوائے اوسکے کہ عمل کرنا ساتہ قلم کے کہ سبب کتابت کا اور
آلہ اوسکا ہی اور کچہ نہین ہی اس قسم کی استعانت ساتہ غیر اللہ کے جائز ہی بالاتفاق ساتہ اجازت
شرعیہ کے یعنی اسباب مشروعہ مین اور کبھی ساتہ اس مینے کے کہ زبان یا دل سے کہے
کہ ای فلانی فلانی کام میرے مین مدد کرو اور اعانت کرو اور کلام جواز اور عدم جواز مین
ایسے معنی استعانت مین ہی اور استعانت ساتہ اس معنے کے معقول عقلا سے اور محقق صلی
سے اسوقت ہوتی ہی کہ تین امر متحقق ہون ایک علم اوس شخص کا جس سے یہ استعانت
چاہتا ہی ساتہ استعانت چاہنے والے کی پس نہین کہتا ہی زید عمرو غائب کو کہ میری مدد کر مگر
بطریق رسل و رسائل کے یعنی بواسطہ خط و کتابت یا پیغام سوال کے حکم حضوری کا اوسمین
ہو جاتا ہی اور دوسری وہ کہ مستعان کو قدرت ہو مستعین کی مدد کرنے پر مثلا ایک شخص بادشاہ سے
حاجت رکہتا ہو مثلا طلب کرتا کسی منصب کا مناصب متعلقہ سلطنت سی سو اوس حاجت
کو بادشاہ سے طلب کرتا ہی اور متوسلون بادشاہ کی سے استعانت چاہتا ہی نہ او شخصون سے
کہ اونکو قدرت اوس مدد پر نہو اور بھی متوسلون مذکورسی نہین کہہ سکتا ہی کہ یہ منصب مجکو دو

تیسرے وہ کہ مستعان کو مستعین پر ایک نوع کی شفقت اور رحمت ہو پس لڑکا ماں باپ سے اور دوست دوستون سے اپنے کاروبار مین مدد طلب کرتا ہو نہ غیرون سے اور یہ تینون معنے یعنی علم اور قدرت اور رحمت ماسوی اللہ مین یعنی اللہ تعالی کی غیر مین نہین ہوتی ہو لیکن کمتر اوس سے کہ حضرت حق تعالی مین ہے سو استعانت بغیر اللہ تعالی کے یعنی مدد چاہنے غیر اللہ تعالی کے مردون سے کاملین ہون یا غیر کاملین غیر معقول ہے نہ کہا جاوے کہ بنا بر اس امور ثلاثہ مذکورہ کے لازم آتا ہو کہ مدد طلب کرنا زندون کا آپسمین بھی ناجائز غیر معقول ہو بنظر امور ثلاثہ کے اس سے لیے کہ اوسکے جواب مین ہم کہینگے کہ فیما بین احیا یعنے زندون کا آپسمین مدد چاہنا منصوص ہو یعنے قرآن شریف سے ثابت ہو اور ملحق ہے ساتھ معنے اول کے کہ تعمیل ہے عمل مین لانا اسباب کا ہو فرمایا اللہ تبارک و تعالی نے تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان پس قول حضرت غوث الاعظم رحمہ اللہ کا جیساکہ مطابق توحید طریقت کے ہو ویسا ہی مطابق توحید شریعت کی بھی ہو جیسے کہ حدیث شریف مین ہو اذا سئلت فاسئل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ یعنے جب سوال کرے تو پس سوال کر اللہ تعالی سے اور جب مدد چاہی پس مدد چاہ ساتھ اللہ تعالی کے اور جو کہ مردے نظر سے غائب ہین جیسے کہ اللہ تعالی نگاہ بشر سے بسبب علو یعنی برتری اور عظمت اپنی کے متعالی ہو یعنی دکھائی نہین دیتا لیکن قرب اور معیت ساتھ ہر ایک مخلوق سے اللہ تعالی کو حاصل ہو چنانچہ آیۂ شریفہ نحن اقرب الیہ من حبل الورید یعنے ہم بہت نزدیک ہین طرف اوسکے گردن کی رگ سے اور واللہ معکم اینما کنتم یعنی اور اللہ تعالی ساتھ تمہاری ہو جہان کہین کہ ہو تم پس باوجود ایمان رکہنے کی ساتھ اس معنی کے اللہ تعالی کو چھوڑ کر ساتھ دوسرون کے کہ مخلوقات مردون سے کہ ہر ایک دوسرے کو نہین دیکھتا اور اللہ تعالی قریب ہی سمیع ہی بصیر ہو قدیر ہو رحیم ہو نہ دوسرا پھر دوسرون سے مدد چاہنا غیر جائز اور غیر معقول ہوگا پس محمل کلام حضرت امام حجۃ الاسلام کا اس ہیچمدان کی نزدیک وہ ہو کہ استعانت مخصوص ساتھ اوسی مستعین کے ہوگی کہ مستعین مستعان سے محجوب نہوا اور اسکو ملاقات روحانی ساتھ

مستعان کے سوتے یا جاگتے مین میسر ہو کہ اس صورت مین دونون کو حکم زندون کا اُسمین ہوگا
پس یہ قیاس علی الاحیاء جائز ہوگا واللہ تعالی اعلم بمراد الاولیاء انتہی مجھے خیال تھا کہ مولویصاحب
اس مقدمہ مین کوئی دلچسپ مضمون لکھینگے لیکن یہ تحریر تو ایسی نہین ہو جسکی نسبت یقین کیا جاے
کہ کسی فاضل کی لکھی ہو مولویصاحب نے اسکی تحریر مین عبث اپنا وقت ضائع کیا استعانت
کے لیے ایسی قدرت کچھ ضرور نہین ہو کہ اوس کام کو پورا کر دکھائین بلکہ اتنی قوت کافی ہے
جس سے وہ انجاح مرام کا ذریعہ ہو جیسے وزیر کو مستقل طور پر منصب یا جاگیر دینے کا اختیار
نہین ہوتا مگر اتنا اختیار ہوتا ہو کہ وہ بادشاہ کی حضور مین عرض معروض کرے تاکہ بادشاہ
اوسے اپنی عنایت خاص سے سرفراز کرے پوری قدرت بادشاہ کے لیے البتہ درکار ہو کہ وہ اپنی
قدرت سے ایسے ایسے کام کرتا ہو یہ اختیارات خاص اوس بادشاہ کے ہین جسکی بارگاہ مین
کسی ارکان دولت کو دخل نہین اگر ہو تو اسی قدر کہ موقع پاکر عرض معروض کرین انبیاء اللہ
اولیاء اللہ مین علم تو بیشک ہوتا ہو اونمین بقدر ضرورت قدرت بھی ہو وہ ایسے مقبول بارگاہ
ایزدی ہین کہ اونکی عالی جناب مین دعا کرسکتے ہین چنانچہ بیشتر ازذوات مقدسہ اسی لیے
موضوع ہین رہی شفقت اسکا انکار تو شاید کوئی شخص نہین کرسکتا اگر اونکو خداوند کریم شفقت
نہ دیتا تو اسلیے بناتا کیون حضرت خضر علیہ السلام کا قصہ جو منصوص قرآنی ہو البتہ اس مقام سے
نہایت مناسبت رکھتا ہو سوا اسکے مولویصاحب اس امر کا دعوی نہین کرتے کہ یہ اوصاف
مختصات ذات باری تعالی سے ہین جب مختصات سے نہوے اور ذوات مقدسہ مین بھی
بقدر ضرورت پائی جاتی ہین تو اونسے استغاثہ و توسل لامحالہ جائز ہوگا باقی رہا حیات
ممات کا فرق یہ ذہنی امر ہو تعاونوا علی البر والتقوی سے یہ بات نہین
پائی جاتی کہ زندے معاونت کرین اگر مردے اعانت کرینگے تو معاتب ہونگے یا اعانت
چاہنے والے کافر ٹھہرینگے بلکہ ہم کہتے ہین کہ جب معاونت زندون کی تسلیم کی گئی بلکہ وہ بحکم
نص اعانت پر مامور ہوے تو مردے اس حکم سے مستثنی نہین ہوسکتے اسلیے کہ عالم برزخ مین
بہ نسبت احیاء کی اموات کے امداد قوی ہوتی ہو چنانچہ شیخ ابو العباس حضرمی کا قول نقل کرچکا
ہون استغاثہ کی کیسی خوب صورت بیان کی گئی جناب والا استغاثہ ہر صورت مین ہوسکتا ہی

صاحب رد الملحدین کی غلط فہمی

ملاقات روحانی ہو یا نہو امام غزالی کے کلام مین کہین قید نہین ہی سیدھی بات یہ ہی کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا کلام توکل پر مبنی ہی امام غزالی کی تقریر تحقیقی ہی پھر اس قدر تاویلات بعیدہ کی احتیاج نہ تھی بعض متعصبین کہتے ہین کہ امام غزالی فلسفہ مین پھنس گئے اور کتب فلسفہ پر انکا اعتماد ہوگیا اسوجہ سے اونپر بے نہایت فساد مترتب ہوے جبکا علم سوائے اللہ تعالی کے کسیکو نہین جو شخص احیاء وغیرہ کو دیکھے وہ اس قول کی تصدیق کر سکتا ہی بشرطیکہ اوسے علوم شرعیہ مین مہارت بھی ہو ابن العربی کا قول ہی کہ امام غزالی فلسفہ مین گھسے پھر نکلنا چاہا مگر اچھی طرح نہ نکل سکے یہ شاگرد کا کلام ہی جو اپنے اوستاد کے حال سے خوب واقف ہوتے ہین فقط ہم کہتے ہین امام غزالی وہ شخص ہین جنکی نسبت تاریخ ابن خلکان مین ہی لم یکن للطائفة الشافعیة فی اخر عصرہ مثلہ یعنے امام غزالی اپنی اواخر عمر مین علماے شافعیہ مین آپ اپنی نظیر تھے عبر باخبار من غبر مین فاضل ذہبی لکھتے ہین وفی الجملة ما رای الرجل مثل نفسہ بیشک امام غزالی وحید عصر تھے درر الفوائد ملفوظات حضرت شاہ غلام علی رح سے معلوم ہوتا ہی کہ امام غزالی کا مثل شافعیہ مین نہوا صاحب رد الملحدین اور امام غزالی کی تہجین چھوٹا منہ بڑی بات ہم عبد الرحمن بن حسن کو خوب جانتے ہین اس غریب کو کیمیای سعادت سمجھنے کی پوری لیاقت نہین لا حول ولا قوة اس تعصب کا کچھ ٹھکانا ہی صرف اس خیال سے کہ امام مجوزین استغاثہ سے ہین امام کو فلسفی ٹھہرایا اگر امام نے کتب فلسفہ پر اعتنا کیا ہی تو یہ شخص کیمیا و احیاء وغیرہ کتب دینیہ کو کیا شفا واشارات سمجھا ہی امام نے کتب فلاسفہ کی طرف اسلیے توجہ کی کہ مسلمانون کو فلاسفہ کی سبز باغ کی طرف میلان ہوگیا تھا اگر دلائل فلسفیہ باطل نہ کیے جاتی اور علم کلام کی بنا مضبوط نہ کی جاتی لوگون کی نظرون مین دلائل نقلیہ شرعیہ کی وقعت نرہتی قسم قسم کے بکھیڑے دین مین پھیل جاتی کتب علم کلام عموما اور تہافت الفلاسفہ خصوصا دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ امام نے مسلمانون کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو کس جد و جہد سے کنارہ پر لگایا احیاء وغیرہ دیکھنے سے ہرگز یہ بات نہین پائی جاتی کہ امام یا امام کی کلام کو شرنی گھیر لیا تھا نعوذ باللہ منہ اگر شاگرد کا کلام پیش نظر ہی تو امام الحرمین ابو المعالی نیشاپوری کے کلام کو کیون نہین ملاحظہ

فرماتے امام الحرمین امام کی کیا کچہ تعریف نہین فرماتے یون تو دنیا مین کون شخص ایسا گذرا ہی
جو بالاتفاق ممدوح خلائق ہوا ہو بحث اصلیت وواقعیت مین ہی اس مقام پر امام الحرمین
وابن العربی کا آپسمین موازنہ کرنا چاہیے آیا امام الحرمین کے سامنے ابن العربی کی کچہ وقعت
ہی تاریخ ابن خلکان مین ہی وصار من الاعیان المشار الیہم فی زمن استاذہ و
کان استاذہ یتبجح بہ یعنے امام غزالی اپنے استاد کے زمانے مین مشہور علماسے سمجھے
جاتے تھے اونکے استاد اس سے خوش ہوتے تھے ایسی صورت مین ابن العربی کا جواب اسیقدر
کافی سمجھتا ہون کہ ہر جگہہ خالف سیبویہ الاخفش نہین کہہ سکتے ابن قدامہ مغنی ذوی الافہام مین
لکھتا ہی ویباح التوسل بالصالحین احیاءً واموانًا یعنے مباح ہی توسل صالحین
سے عام ازینکہ زندہ ہون یا مردہ پھر ابن قدامہ نے اسپر علماے مذاہب اربعہ کا اتفاق
لکھا ہی ابن احمد رعایۃ الکبری کے باب الاستسقا مین لکھتے ہین ویباح التوسل بمن یرجی
الاجابۃ من الصلحاء والعلماء وغیرہم قلت وان بعدوا او قربوا ولم
یخرجوا مع الناس یعنے استسقا مین توسل ایسے شخص سے مباح ہی جسکے توسل سے
دعا قبول ہونی کی توقع ہو عام ازینکہ وہ صلحا سے ہون یا علما سے یا اونکی علاوہ دور ہون
یا قریب مگر اوس جماعت مین شریک نہون ابن مفلح فروع مین لکھتے ہین ویجوز التوسل
بالصالحین وقیل یستحب یعنے توسل صالحین سے جائز ہی بعض فقہا نے کہا ہی
مستحب ہی برماوی نے دلائل واضحات فی اثبات الکرامات فی الحیوۃ وبعد الممات مین لکھا ہی
وممانص علی ثبوتہا بعد الممات شیخ الاسلام بن الشحنۃ الحنفی
والشیخ عبد الباقی المقدسی الحنفی فی السیوف الصقال والشیخ احمد الغنیمی الحنفی
اس رسالے کے نام ہی سے ظاہر ہی کہ کرامات اولیا کی کچہ حیات پر منحصر نہین ہی منجملہ کرامات کی
یہ بھی ہی کہ مقامات بعیدہ سے لوگون کی استغاثہ اور توسل پر اطلاع ہو جائے اور اونکی انجاح
مرام کی دعا کرین جس سے اونکا مطلب برآی نفحات النبویہ فی الفضائل العاشوریہ تصنیف
شیخ حسن عدوی حمزاوی مین ہی کہ شیخ الاسلام رملی سے سوال کیا گیا کہ عوام شدائد کے وقت
جو یاشیخ فلان کہکے استغاثہ کرتے ہین تو بعد موت کے اعانت جائز ہی شیخ نے جواب مین

فرمایا ان الاستغاثۃ بالانبیاء والمرسلین والاولیاء والصالحین والعلماء جائزۃ
فان لهم اغاثۃ بعد موتهم کحیاتهم فان معجزات الانبیاء کرامۃ الاولیاء
یعنے استغاثہ انبیاء مرسلین و اولیاء صالحین و علما سے جائز ہے یہ استغاثہ حیات ہی سے متعلق نہین
ہے بلکہ بعد ممات کے بھی جائز ہے اسلیے کہ انبیاء اللہ کا معجزہ اولیاء اللہ کی کرامت ہے غرض استغاثہ
کی اونکو اطلاع ہونا یہ ازقبیل معجزہ یا کرامت ہے تو قرب و بعد کا لحاظ نرہا شوبری محشے شرح منہج
ایک سوال کے جواب مین لکھتے ہین ویجوز التوسل الی اللہ تعالی والاستغاثۃ
بالانبیاء والمرسلین والعلماء والصالحین بعد موتهم لان معجزۃ الانبیاء
وکرامۃ الاولیاء لا ینقطع بموتهم واما الانبیاء فلانهم احیاء فی قبورهم یصلون
ویحجون کما وردت الاخبار انتہی اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ انبیا و اولیا سے
استغاثہ بعد موت کے بھی جائز ہے اسلیے کہ معجزۂ انبیا و کرامت اولیا اونکی موت سے منقطع نہین
ہوتی اور انبیا تو اپنی قبور مین زندہ موجود ہین نماز پڑھتی ہین حج کرتے ہین اس مقام پر بھی شوبری
نے یہ نہ لکھا کہ حیات و موت مین انکا درجہ مساوی ہے بلکہ معجزہ و کرامت سے بحث کی اوسکا یہی
مقصود ہے کہ اوسکی اطلاع مقامات بعیدہ سے اوقات مختلفہ مین ایک قسم کا معجزہ یا کرامت ہے
اور یہ دونون امور اونسے بسبب موت کے منقطع نہین ہوتی سید احمد حموی نفحات القرب
والاتصال مین لکھتے ہین واما بعد مماتهم فنقص فهو انما هو باذن اللہ تعالے
وارادتہ لا شریک له خلقا وایجادا اکرمهم اللہ به واجراہ علی ایدیهم
بسببهم خرقا للعادۃ وتارۃ بالالهام وتارۃ بدعائهم وتارۃ بفعلهم
واختیارهم وتارۃ بغیر اختیارهم وتارۃ بالتوسل بهم الی اللہ تعالے
فی حیاتهم وبعد مماتهم مما یمکن فی القدرۃ الالٰهیۃ ولا یقصد الناس
بسؤالهم ذلک منهم قبل الموت وبعدہ نسبتهم الی الخلق والایجاد
والاستقلال بالافعال فان هذا لا یقصدہ مسلم ولا یخطر ببال احد من
العوام فضلا عن غیرهم فصرف الکلام الیه ومنعه من باب
التلبیس فی الدین وتشویش علی عوام موحدین وکیف یحکم

بالكفر على من اعتقد ثبوت التصرف بهم في حياتهم وبعد مماتهم حيث
كان مرجع ذلك الى قدرة الله تعالى خلقا وايجادا كيف وكتب جمهور
المسلمين طافحة به وانه جائز وواقع لامرية فيه البتة حتى يكاد ان
يلحق بالضروريات بل بالبديهيات وذلك لان جميع كرامات هذه الامة
في حياتهم وبعد مماتهم تصرفا او غيره من جملة معجزات
النبي صلى الله عليه وسلم الدالة على نبوته وعموم رسالته
الباقية بعد موته لا ينقطع دوامها ولا يحدوها بتعدد الكرامات في كل عصر من
الاعصار الى يوم القيامة حموی نے اس مسئلے کو صاف صاف لکھدیا فرماتے ہین کہ بعد
انتقال انبیاء الله واولیاء الله کے جو کچھ تصرفات ہوتے ہین وہ خداوندکریم کے حکم وارادے
سے ہوتے ہین خداوندکریم نے اونکو اس تصرف سے بزرگی دی ہی اونکا تصرف کبھی بطور خرق
عادت ہوتا ہی کبھی بالہام کبھی اونکی دعا سے کبھی اونکے فعل واختیار سے کبھی بغیر اختیار کے
کبھی اونسے توسل کرنے سے عام ازینکہ وہ زندہ ہون یا انتقال کرگئے ہون جو لوگ اونسے
سوال کرتے ہین اونکو مستقل سمجھ کے نہین سوال کرتے یہ کسی مسلمان کا کام نہین عوام کے
بھی ذہن مین یہ بات نہین آتی خواص تو اس قسم کو کب جائز سمجھینگے پھر خواہ مخواہ یہ کہنا کہ خواص
یا عوام خاصۃ استغاثہ وتوسل مین اونکو مستقل بالذات سمجھتے ہین ایک قسم کا فریب ہی دین
مین اور موحدین کو پریشانی مین ڈالنا ہی ہم پوچھتے ہین کہ ایسا شخص کیونکر کافر ہوسکتا ہی جسکا
یہ خیال ہو کہ اونکی تصرفات کا مرجع خلقًا وایجادًا خداوندکریم کا حکم ہی اگر یہ ناجائز ہوتا تو جمہور مسلمین
اوسکے جواز کا فتوی کیون دیتے اونکے تصرف مین کسی قسم کا شک نہین بلکہ یہ بدیہیات مین
داخل ہی اولیاء اللہ کی کرامات عام ازینکہ عالم حیات مین اونکا ظہور ہوا ہو یا بعد ممات کے
سب آپکے معجزات سے ہی جو آپکی نبوت وعموم رسالت پر دال ہی قیامت تک یہ طریقہ جاری رہیگا
مدخل مین ہی کہ امام ابوعبداللہ بن نعمان کتاب سفینۃ النجاء لاہل الالتجاء مین تحریر فرماتے ہین
تحقق لذوي البصائر والاعتبار ان زيارة قبور الصالحين محبوبة
لاجل التبرك مع الاعتبار فان بركة الصالحين جارية بعد مماتهم

کما کانت فی حیاتھم والدعاء عند قبور الصالحین والتشفع بھم معمول به عند علماء المحققین من ائمة الدین یعنی ارباب بصیرت کے نزدیک یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ بزرگان دین کی قبور کی زیارت برکت و عبرت کے لیے بہتر ہے اولیاء اللہ کی برکت اونکے انتقال کے بعد اوسی طرح جاری رہتی ہے جیسے عالم حیات مین تھے علما کا طریقہ یہ ہے کہ اونکی قبور کے پاس دعا کرتے ہین اور اون سے توسل کرتے ہین توضیح الہدی باعمال التقے مین زیارت قبور کے آداب مین لکھا ہے والسابع ان یلزم زیارة قبور الانبیاء واهل البیت والعلماء والصلحاء والاتقیاء فقد التزم قوم کثیر زیارة امثال ھؤلاء ورأوا برکة ذلك وتحققوا حصول النفع به عاجلا واستجابة الدعاء عندھم والتشفع بھم الی الله سبحانه فی نیل مایسر ودفع مایضر وانتهاز حصول البرکة بزیارتھم یغنے عن تقریرها یعنی چاہیے کہ زیارت قبور انبیا و اہل بیت و علما و صلحا و اتقیا کا التزام کرے ایک قوم نے اونکی قبور کی زیارت کا التزام کیا جس سے بہت کچھ برکت پائی گئی اور جلد نفع ہوا انکے توسل سے جلب نفع و دفع ضرر ہوتا ہے زیارت کی برکت فی نفسہ اسقدر مشہور ہے جسکے اثبات کی ضرورت نہین علامہ نور الدین ابو الحسن علی بن یوسف بن جریر بن معضاد بن فضل الشافعی اللخمی بہجة الاسرار مین لکھتے ہین من استغاث بی فی کربة کشفت عنه ومن نادانی باسمی فی شدة فرجت عنه ومن توسل بی الی الله عز وجل فی حاجته قضیت له ومن صلی رکعتین یقرء فی کل رکعة بعد الفاتحة سورة الاخلاص احدی عشر مرة ثم صلی علی رسول الله صلی الله علیه وسلم بعد السلام ویسلم علیه ویذکرنی ثم یخطو الی العراق احدی عشر خطوة ویذکر اسمی ویذکر حاجته فانها تقضی یعنے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ فرماتے ہین کہ جو شخص اپنی کسی مصیبت مین ہمسے استغاثہ کرے مصیبت دور ہوجائیگی اور جو شخص تکلیف مین میرا نام لیکے مجھے پکارے تکلیف جاتی رہیگی اور جو شخص کسی حاجت مین اللہ تعالی کی سات میرا توسل کرے اوسکی حاجت برآئیگی کشفت و فرجت و قضیت کو جب صیغہ مجہول کا کہین تو یہ معنی ہونگے اگر متکلم کا صیغہ کہین تو یہ مطلب ہوگا جو شخص مصیبت مین ہمسے استغاثہ کرے ہم اوسکی مصیبت دور کرینگے اور جو شخص تکلیف مین ہمارا نام لیکے پکارے ہم اوسکی تکلیف کو دور کرینگے اور جو شخص کسی حاجت مین اللہ تعالی کے ساتھ ہمارا توسل کرے اوسکی حاجت ہم برلائینگے چونکہ مستغیث و ندا کرنیوالے و متوسل کی حاجت حضرت غوث کی دعا

وو ساطت سے بر آتی ہی اسلیے حاجت روائی حضرت کیطرف منسوب کی گئی ورنہ مختار حقیقی اللہ تعالی ہے
بہجۃ الاسرار مین ہی ومن صلی رکعتین یقرء فی کل رکعۃ بعد الفاتحۃ سورۃ الاخلاص
احدی عشرۃ مرۃ ثم یصلی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد السلام
ویسلم علیہ ویذکرنی ثم یخطو الی جہۃ العراق احدی عشرۃ خطوۃ و
یذکر اسمی ویذکر حاجتہ فانہا تقضی یعنی حضرت غوث پاک فرماتی
ہین کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت مین بعد سورۂ فاتحہ کی گیارہ گیارہ بار سورۂ اخلاص پڑھے سلام کے
بعد انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجے اور ہمارا ذکر کرے پھر عراق کی طرف گیارہ قدم چلے اور ہمارا نام لے
اور اپنی حاجت کا ذکر کرے وہ حاجت بر آئیگی منکرین اس قسم کے توسل کی نسبت بہت کچھ لغویات بکتے ہین ہم
کہتے ہین کہ اولا اسمین کسی قسم کا محذور شرعی نہین قضای حاجت کے لیے نماز کا پڑھنا تو احادیث صحیحہ سی ثابت ہے
بعد نماز کے درود وسلام غیر مشروع نہین بلکہ درود وسلام سی دعا مقبول ہوتی ہی حضرت غوث کا ذکر ناجائز نہین
جسوقت اولیاء اللہ کا ذکر ہوتا ہی رحمت نازل ہوتی ہی حدیث مین ہی عند ذکر الصالحین ینزل الرحمۃ
چنانچہ اسے ابن جوزی نے مقدمہ صفوۃ الصفوۃ مین لکھا ہی اسمین نئی بات یہ ہی کہ کھڑے ہوکے گیارہ قدم بغداد کی
طرف جانا حضرت غوث کا ذکر کرنا اور اپنی حاجت کا ذکر کرنا ہم جہانتک غور کرتے ہین اسکے عدم جواز کی کوئی وجہ
نہین پاتی توسل وتشفع ہر صورت مین جائز ہی آدمی کھڑا ہو یا بیٹھا البتہ کھڑے ہوکے توسل کرنے مین اہتمام
مقصود ہوتا ہی بغداد کی طرف چلنا صرف اسی خیال سے ہو کہ توسل حضرت غوث سے ہی جنکا مزار مقدس بغداد
شریف مین ہی اگر یہ کہیے کہ یہ عبادت ہی تو ہم کہتے ہین غلط گیارہ قدم چلنا نہ داخل عبادت ہی نہ کسی عبادت کی
شبیہہ صاحب بہجۃ الاسرار نامی فاضل تھے اس جلیل الشان فاضل کی نسبت امام یافعی مرآۃ الجنان مین لکھتی
ہین الشیخ الامام الفقیہ العالم المقری اور حافظ ذہبی طبقات القراء مین لکھتے ہین الامام
البارع شیخ القراء علما نے بہجۃ الاسرار کی بہت تعریف کی ہی شیخ عبد الحق دہلوی رحمہ اللہ نے
تالیف قلب الالیف مین لکھا ہے کتاب بہجۃ الاسرار کتابیست مقرر معتبر مذکور مشہور بین المشائخ والعلماء صنفہا
بعض عظماء المشائخ المقربین وبینہ وبین الشیخ رضی اللہ عنہ واسطتان
اور ماثبت من السنۃ مین لکھا ہی قد ذکر فی بہجۃ الاسرار الکتاب المشہور فی بیان احوال
ہذا الشیخ الکریم المختار بروایۃ الثقات من المشایخ الکبار

وبین مصنف ھذا الکتاب و بین الشیخ رضی اللہ عنہ واسطانحسب اور انہار المفاخر مین مولوی محمد غوث مدراسی نے تحریر کیا ہی و استخراج نمود آنرا از کتب معتبرہ مثل بہجۃ الاسرار و معدن الانوار تصنیف فقیہ عالم عامل فاضل کامل مقری علامہ محدث فہامہ شیخ نور الدین ابی الحسن علی الخ اس منقول کو علماء محدثین و فقہا کی جماعت نے اپنی کتب مین وارد کیا ہی جیسے شیخ مجد الدین شیرازی فیروزآبادی نے الروض الناظر مین اور شیخ محمد بن سعید الزنجانی نے نزہۃ الخواطر مین اور شیخ شہاب الدین القسطلانی نے الروض الزاہر مین اور امام عبد اللہ الیافعی نے خلاصۃ المفاخر مین اور شیخ نور الدین الشطنوفی نے بہجۃ الاسرار مین اور شیخ ابوبکر بن نصر نے انوار الناظر مین اور سید عبد القادر العیدروس نے الدر الفاخر مین اور شیخ محمد بن یحیی التنادفی نے قلائد الجواہر مین اور شیخ عبد الحق دہلوی نے زبدۃ الآثار منتخب مختصر بہجۃ الاسرار مین اور شاہ ابو المعالی نے تحفہ قادریہ مین اور مولوی محمد غوث نے انہار المفاخر مین قاضی الملک مدراسی نے نثر الجواہر مین اگر شرک ہوتا تو اسے جائز کیون لکھتے علما و فقہا و محدثین کی جماعت کا اوسکو معتبر جانکر نقل کرنا اسکے جواز پہ سند کافی ہی ابن جوزی صفوۃ الصفوۃ مین لکھتے ہین انہ کان ابراہیم الجذلی یقول قبر معروف کرخی التریاق المجرب امام شافعی کا قول ہے کہ امام موسی کاظم کی قبر اجابت دعا کے لیے تریاق مجرب ہی بعض متعصبین کہتے ہین کہ امام شافعی کا یہ مقولہ جو لوگ نقل کرتے ہین کہ قبر امام کاظم کی تریاق مجرب ہی جو لوگ امام شافعی کے علم و مذہب سے واقف ہین وہ بخوبی جانتے ہین کہ یہ صریح غلط ہی امام شافعی نے دعا کی وقت استقبال قبر شریف کو منع کیا ہی اور کہا ہی کہ دعا کی حالت مین قبلہ کا استقبال کیا جائے امام شافعی سا محدث کیونکر ایسے امر کو جائز سمجہ سکتا ہی جسکی ممانعت احادیث سے ہی جیسے حدیث لا تتخذ وا قبری عیدا عید اوس دن کو کہتے ہین جسمین دعا و سلام کے لیے آنے کی عادت ہو جب اشرف القبور سے اعتیاد کی ممانعت ہوئی تو دوسری مقابر سے بدرجہ اولی ممانعت ہوگی علقمے شافعی سے روایت کرتے ہین کہ امام شافعی نے کہا کہ ہم مکروہ سمجھتے ہین اس امر کو کہ کوئی مخلوق بڑا سمجھا جائے تا آنکہ اوسکی قبر مسجد بنائی جائے فقط ہم کہتے ہین کہ جو لوگ مذہب و علم امام شافعی سے بخوبی واقف ہین وہ ہرگز یہ نہین کہہ سکتے کہ قبر امام کاظم کی تریاق مجرب نہین ہی یا امام شافعی کی طرف جو قول منسوب کیا گیا ہی غلط ہی دعا کی حالت مین استقبال قبر نکرنا امر آخر ہی اور دعا کا قبر کے نزدیک مقبول ہونا شئی دیگر ہی اگر قبر کے نزدیک دعا ناجائز ہوتی تو نفس دعا کو منع کرتی نہ آنکہ

استقبال قبر کو حدیث لا تتخذوا قبری عیدا سی باحدی الدلالات الثلثۃ یہ بات نہین پائی جاتی کہ قبر امام کاظم کی تریاق مجرب نہین ہی یا قبر کے پاس دعا ممنوع ہی عید کے مفہوم مین تردد للدعا داخل نہین احادیث کی عبارت مین اپنی طرف سے کسی معنے کا پہنانا کب جائز ہی اگر کسی بات بنانے کے لیے کوئی تاویل کی گئی تو خصم کے نزدیک کب مقبول و قابل تسلیم ہوسکتی ہی مخالفین کا معمول ہی کہ جب کوئی بات نہین بن پڑتی تو آیات واحادیث نقل کرکے اوسکے معنی اپنے ذہن سے تراشتے ہین تاکہ عوام یہ سمجھین کہ یہ لوگ جو دعوے کرتے ہین اوسکو قرآن وحدیث سے ثابت کرتے ہین مگر جب اہل حق سے مقابلہ ہوتا ہی بھاگ نکلتے ہین اب ہم اس حدیث کا حال مختصر طور پر لکھا چاہتے ہین جاننا چاہیے کہ اولاً یہ حدیث معتبر نہین ہی اس حدیث کی روات سے عبداللہ بن نافع ہی جو مجروح ہی مسالک الحنفا الی مشارع الصلوۃ علی النبی المصطفے مین علامہ قسطلانی فرماتے ہین وقال البخاری فی حفظہ شئ وقال احمد لم یکن بذاک فی حدیث وقال ابو حاتم ہو لین فی حفظہ انتہی ملخصا ثانیاً نہی کی مختلف وجوہ بیان کیے گئے ہین پہلی وجہ قبر شریف کے پاس عید کا سا مجمع نکرو اور کھیل کود نہ مچاؤ جیسے یہود ونصاری کا طریقہ تھا مسالک الحنفا مین ہی ای نھی عن الاجتماع لزیارتہ لاجتماعھم کالعید کما کانت الیہود والنصاری یجتمع لزیارۃ قبور انبیائھم ویشتغلون باللھو کما یفعل فی الاعیاد دوسری وجہ قبر شریف کے پاس عید کا سا مجمع نکرو جسمین لوگون کو مشقت ہوتی ہی مسالک مین ہی ویحتمل ان یکون نہیہ فی جھۃ المشقۃ الحاصلۃ من الاجتماع تیسری وجہ قبر شریف پر آنے کی اس قسم کی عادت نکرو جس سے ادب دل سے جاتا رہے مسالک مین ہی یحتمل ان یکون العید اسما من الاعتیاد یعنی لاتجعلوا قبری محل اعتیاد یعتادونہ لما یؤدی ذلک الی سوء الادب وارتفاع الحشمۃ انتہی ملخصاً چوتھی وجہ قبر شریف پر عید کیطرح گاہی ماہی نہ آیا کرو مسالک مین صاحب سلاح المومنین سے منقول ہی یحتمل ان یکون المراد الحث علی کثرۃ زیارتہ ولا یجعل کالعید الذی لا یاتی فی العام الا مرتین اگر ہم اس حدیث کی صحت کو تسلیم کرلین جب بھی اس سے احتجاج صحیح نہین ہوسکتا

حدیث لا تتخذوا قبری عیدا کی تحقیق

اس لیے کہ حدیث مجمل محتمل معانی عدیدہ ہی سو اسکے کسی معانی سے یہ بات پائی نہین جاتی کہ قبر کے
قرب مین دعا نا جائز یا غیر مقبول ہی امام شافعی امامؒ اعظم کے مزار کو بھی محل اجابت سمجھتے ہین
ابن تیمیہؒ نی اسکا سخت انکار کیا ہی اوسکی سمجہ مین بہت بڑی دلیل یہ ہی کہ شافعی حجاز و یمن و شام
وغیرہ کو بھی گئے ہین جہان انبیاء اللہ و صحابہ کے مزارات ہین پھر اسکے کیا معنے ہین کہ سواے
قبر امام کے کہین دعا قبول نہین ہوتی تھی پھر امام ابو یوسف و محمد وغیرہ رح نہ امام کی قبر پر
جاتے تھے نہ کسی دوسرے کی قبر پر اور خود امام شافعی قبور کی تعظیم فتنے کے خوف سے مکروہ
سمجھتے تھے فقط ہم کہتے ہین کہ شافعی رح کے کلام مین حصر مذکور نہین مقصود یہ ہی کہ امام کے
مزار پر دعا مقبول ہوتی ہی اگر ہم تسلیم کر لین تو اصل یہ ہی کہ عالم برزخ مین جس روح کو ذات
صفات باری تعالی مین استغراق کلی ہوتا ہی وہان دعا کم مقبول ہوتی ہی جہان توجہ الی الخلق
بھی ہوتی ہی وہان بیشتر مقبول ہوتی ہی عام ازینکہ وہ فاضل ہو یا مفضول دعا کی مقبولیت سی
کیسیکو کسی پر فاضل نہین کہ سکتے اور یہ کہان سے معلوم ہوا کہ اصحاب امام اعظم رح امام کی
قبر کو محل اجابت نہین سمجھتے تھے یا استغاثہ و توسل کی غرض سے بغداد کو نہین جاتے تھے شیخ محمد
شامی حافظ جلال الدین کے شاگرد عقود الجمان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان مین لکھتے ہین

لم یزل العلماء وذو الحاجات یزورون قبر الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ
عنہ ویتوسلون الی اللہ تعالی فی قضاء حوائجھم ویرون نجح ذلک
منھم الامام الشافعی رح یقول انی لاتبرک بابی حنیفۃ
واجیٔ الی قبرہ واسألت اللہ عندہ فما یبعد حتی تقضی

اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ ہمیشہ علما و اہل حاجات قبر امام کی زیارت کرتے تھے
اور اپنی حاجات مین توسل کرتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ اس سے حاجت بر آتی ہی اسمین اصحاب
امام بھی داخل ہین ابن حجر مکی شافعی نے بھی خیرات الحسان فی مناقب ابی حنیفۃ النعمان مین اس مضمون
کو لکھا ہی کراہت تعظیم کو اس بحث سے زیادہ تعلق نہین ہی اگر فتنے کے خوف سے قبور مخلوق کی تعظیم کو امام
شافعی رح مکروہ سمجھتے تھے تو اس سے یہ بات لازم نہین آتی کہ توسل و استغاثہ کو نامشروع سمجھتے ہون
اغاثۃ اللہفان مین پہلی اس امر کو تسلیم کیا ہی کہ اکثر متاخرین اس بات کو خیال کرتی ہین کہ دعا قبور کی نزدیک مستحب

ہوتی ہی پہر لکہتا ہی والحکایۃ المنقولۃ عن الشافعی انہ کان یقصد
الدعاء عند قبر ابی حنیفۃ من الکذب الظاھر مگر اسکی کذب پر کوئی دلیل
پیش نہوئے جب ابن تیمیہ وابن قیم کے کلام کو اس باب مین ہم نامقبول سمجہتے ہین تو پہر
صراط و اغاثہ کے اقوال نقل کرنے کی ضرورت ہی کیا تہی صاحب صواعق الٓہیہ نے ناحق
صفحے کا صفحہ ورق کا ورق انہین اقوال سے سیاہ کیا ہی مشائخ کبار فرماتے ہین کہ شیخ معروف
کرخی و شیخ عبدالقادر جیلانی رح حیات و ممات مین انکے تصرف برابر ہین ابوالقاسم قشیری اپنے
رسالے مین لکہتے ہین ابو محفوظ معروف بن فیروز الکرخی کان من المشائخ الکبار
و مجاب الدعوۃ یستشفی بقبرہ البغدادیون قبر معروف تریاق مجرب یعنی معروف مشائخ کبار سی تہی انکی
دعا مقبول ہوتی تہی بغداد کی رہنی والی اونکی قبر سی شفا چاہتی تہی انکی قبر تریاق مجرب ہی علامہ زکریا انصاری اوسکی شرح
مین لکہتی ہین ومثلہ یذکر عن قبری اشہب وابن القاسم صاحب الامام مالک رض
یعنی اشہب وابن القاسم کی نسبت بہی یہی کہا جاتا ہی کہ وہ مستجاب الدعوات تہی انکی قبور تریاق
مجرب ہین یہ دونون حضرات امام مالک کے شاگرد تہے سید احمد بدوی رح کی تصرفات
شیخ عبدالوہاب شعرانی کی تصانیف سے دیکہہ لیجیے دور کہان جاتے ہین کچہوچہی مین مخدوم
سید اشرف جہانگیر کا مزار ہی محرم مین آپکا عرس ہوتا ہی ملک ملک سے آسیب زدہ وہان
آتے ہین بہلے چنگے ہوکے واپس جاتے ہین جن شیطان بہوت چڑیل وغیرہ ارواح خبیثہ
علیحدہ ہوجاتی ہین یہ ایک سال کی بات نہین ہی ہر سال ہزارون ہی اہل حاجات کا مجمع
ہوتا ہی ہٹ دہرمی تو اور ہی بات ہی مگر وہان جا کے حالات دیکہیے تو آنکہہ کہل جائے خدا کی
قدرت نظر مین تل جائے یون تو تم کیون جانے لگے خدا کرے تمہارے سر پر کوئی شیطان
سوار ہو اور تمہین حاجتمندانہ وہان جانا ہو پہر دیکہیے بہار کہ کیسی بہار ہو ادہر ہاتہ پاؤن
ٹوٹتے ہین جمہائی پہ جمہائی آتی ہی بیہوش و از خود رفتہ ہین اوس بیہوشی مین کیا کیا زمین
و آسمان کے قلابے ملا رہے ہین حاضرین کہڑے کہڑے پوچہتے ہین شیخ عبدالحق دہلوی
رح اخبار الاخیار مین لکہتے ہین نام سید در آن دیار در دفع جن بغایت موثر ست جسکا نام
سننے سے جن بہاگتے ہون اگر ایسے بزرگ کے مزار پر حاضر ہونے سے شیطان بہاگ جاے

تو کیا عجب ہے		
بے عنایات حق و خاصان حق		گر ملک باشد سیہ گردد ورق

فرقان میں اولیاء الرحمن و اولیاء الشیطان میں ہو ویوجد لاھل الشرک والبدع احوال عند المشاھد یظنونھا کرامات وھی من الشیطان مثل ان یوضع عندہ مصروع فیرون شیطانہ قد فارقہ یفعل ذلک الشیطان لیضلھم انتہی مختصرًا یعنے اہل شرک و بدعت کو مقابر کے پاس ایسے امور نظر آتے ہین جسے وہ کرامت خیال کرتے ہین حالانکہ وہ شیطانی امور ہین مثلاً قبر کے سامنی مصروع کو لاتے ہین تو شیطان علحدہ ہو جاتا ہی یہ کام شیطان کا ہی جو اونکی ضلالت کو کرتا ہے ہم کہتے ہین کہ اگر یہ احوال کرامات خیال کیی جائین تو اسمین کون سی قباحت ہے ابن تیمیہ کی اس قسم کی تقریر کو بجز اسکے کہ ہم تعصب پر محمول کرین اور کیا کہہ سکتے ہین طرفہ یہ ہی کہ ابن تیمیہ نے فرقان مین لکھا ہی وقد یراد بالشرع اقوال ایمۃ الفقہ کابی حنیفۃ والثوری ومالک بن انس والاوزاعی واللیث بن سعد والشافعی واحمد واسحاق وداؤد وغیرھم فھؤلاء اقوالھم یحتج بھا بالکتب جب شرع سے اقوال ائمہ فقہ مراد لیا جاتا ہی تو ائمہ فقہ کی مخالفت شرع کے مخالفت ہوگی اور ہم ابھی اچھی طرح ثابت کر چکے ہین کہ فقہاے ائمہ اربعہ جواز توسل واستغاثہ کے قائل ہین اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ انکار خلاف مشروع ہی اب اس مقام پر ہم مجوزین توسل کے نام نامی لکھا چاہتے ہین حضرت عباس بن عبدالمطلب عمر بن الخطاب عائشہ صدیقہ علی بن ابی طالب عبداللہ بن عمر عبداللہ بن عباس عبداللہ بن مسعود انس بن مالک سواد بن قارب عکاشہ عثمان بن حنیف نابغہ جعدی عقبہ بن غزوان و دیگر صحابہ بسبب اجماع سکوتی حسن بصری محمد بن المنکدر امام علی موسی رضا ابن ابی فدیک استاد امام شافعی محمد بن ادریس یعنی امام شافعی امام ابوبکر بن المقری ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی صاحب معاجم ثلثہ ابن الجلاء ابی اللیث نصر سمرقندی حاتم اصم علامہ تقی الدین علی بن عبدالکافی سبکی صاحب شفاء السقام محی الدین ابوزکریا یحیی بن شرف النواوی محمد بن

اسامی مجوزین توسل و استغاثہ

حرب ہلالی آبوبکر بن ابی شیبہ عبداللہ بن محمد استاد بخاری و مسلم آبوبکر احمد بن الحسین بیہقی
صاحب سنن بزار آبن سنی صاحب کتاب عمل الیوم واللیلۃ قاضی عیاض مالکی صاحب شفا
شہاب الدین احمد بن محمد البرنسے المعروف بزروق شارح کتاب الحکم شیخ ابوالعباس حضرمے
عبدالرحمن بن علی البغدادی المکنی بہ ابی الفرج ابن جوزی سراج الدین عمر بن حفص بلقینی
عبدالرؤف مناوی شارح جامع صغیر فی حدیث البشیر النذیر آبوالشیخ عبداللہ بن حیان مؤلف
کتاب العظمۃ وغیرہ آبوبکر اقطع حافظ شمس الدین محمد بن جزری صاحب حصن حصین آبراہیم
طرابلسی صاحب مواہب الرحمن وشرح آن برہان شیخ حسن شرنبلالی صاحب مراقی الفلاح
شرح نورالایضاح شیخ احمد خطیب قسطلانی صاحب مواہب اللدنیہ آبن حاج ابوعبداللہ
محمد بن محمد عبدری فاسی مالکی صاحب مدخل شہاب الدین احمد بن حجر مکی ہیتمی صاحب الجوہر المنظم
شمس الدین محمد بن عبدالرحمن سخاوی تلمیذ حافظ ابن حجر عسقلانی مؤلف مقاصد حسنہ وقول
بدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع وغیرہما واقدی صاحب فتوح الشام آبونصر صباغ آبن نجار
بغدادی آبن عساکر دمشقی آبوعبداللہ محمد بن موسی بن النعمان مالکی صاحب مصباح الظلام
فی المستغیثین بخیر الانام آبوحامد محمد بن محمد غزالی صاحب احیاء العلوم کمال الدین محمد بن عبدالواحد
سکندری معروف بہ ابن ہمام صاحب فتح القدیر حسین بن منصور بن محمود فخرالدین قاضی خان
آبوداؤد مالکی صاحب کتاب البیان والانتصار آبن شاہین شیخ الاسلام خیرالدین رملی صاحب
فتاوی خیریہ شوبری محشی شرح منہج یحیی صرصری صاحب شعر مشہور موفق الدین بن قدامہ
حنبلی صاحب مغنی ذوی الافہام نجم الدین احمد بن حمدانی حرانی حنبلی صاحب رعایۃ الکبرٰے
آبوعبداللہ شمس الدین محمد بن مفلح حنبلی صاحب فروع برماوی صاحب دلائل واضحات فی اثبات
الکرامات فی الحیوۃ وبعد الممات شیخ الاسلام بن شحنہ حنفی شیخ عبدالباقی مقدسی حنفی شیخ احمد
غنیجی حنفی نورالدین علی سمہودی صاحب خلاصۃ الوفا شیخ الاسلام برہان الدین ابراہیم بن جمان
جعبری صاحب عمدہ المتحصنین بعدۃ الحصن الحصین حافظ عبداللہ بن سعد مشہور بابن ابی جمرہ
اندلسی مالکی صاحب شرح مختصر بخاری آبن اثیر صاحب نہایہ شیخ ابوطاہر شیخ حسن عدوی
حمزاوی صاحب نفحات النبویہ فی الفضائل العاشوریہ سید احمد حموی صاحب نفحات القرب

والاتصال شیخ عبدالوہاب شعرانی صاحب لواقح الانوار علامہ سعدالدین تفتازانی جلال الدین
عبدالرحمن سیوطی صاحب تفسیر درمنثور شیخ شرف الدین ابوعبداللہ محمد بن سعید بوصیری صاحب
قصیدۂ بردہ ابن المفید صاحب مناسک المشاہد کمال الدین زملکانی صاحب عمل المقبول فے
زیارۃ الرسول امام فخرالدین محمد بن عمر رازی صاحب تفسیر کبیر عبداللہ بن عمر قاضی بیضاوی صاحب
تفسیر مشہور حافظ الدین عبداللہ نسفی صاحب کنز و مدارک محمد فاضل دہلوی صاحب مزرع الحسنات
شرح دلائل الخیرات عبدالرحمن جامی علی بن سلطان محمد المشہور بملا علی قاری صاحب مرقات
شیخ عبدالحق محدث دہلوی صاحب اشعۃ اللمعات شیخ الاسلام صاحب کشف الغطا شاہ ولی اللہ
دہلوی صاحب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ شاہ عبدالعزیز دہلوی صاحب فتح العزیز مولوی
رفیع الدین دہلوی بن شاہ ولی اللہ دہلوی مولوی محمد مخصوص اللہ دہلوی صاحب معید الایمان
جواب تقویۃ الایمان ملا عابد سندی مدنی استاذ شاہ عبدالغنی دہلوی مجددی صاحب
حصر شارد ملا کا ایک خاص رسالہ وجیزہ جواز استغاثہ و توسل مین ہی مولانا و استاذنا
محمد عبدالحلیم لکھنوی صاحب نورالایمان بزیارۃ حبیب الرحمن مولوی تراب علی لکھنوی
صاحب سبیل النجاح الی تحصیل الفلاح مولوی فضل رسول بداونی صاحب تصحیح المسائل
حضرات منکرین ان اسمای گرامی کو ملاحظہ فرماکر سمجھ سکتے ہین کہ جب ایسے ایسے اجلہ صحابہ
و تابعین و ائمہ محدثین و مفسرین و متفقہین جواز کی قائل ہین تو مجوزین کی نسبت شرک
یا بدعت کا کلمہ کہنا کسقدر نازیبا ہی جب توسل و استغاثہ کا جواز انبیاء اللہ علیہم الصلوۃ
والسلام و اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم سے عالم حیات و ممات مین ثابت ہوچکا تو یہان
چند امور محفوظ رکہنا چاہیے ان امور سے اس مسئلے کی تحقیق مین خاصی مدد پونہچتی ہی اگرچہ
یہ امور نہایت طویل الذیل ہین ایک ایک امر مین اگر خاص رسالہ مستقل طور پر لکہا جائے
تو شاید ایسی صورت مین مطالب کا استقصا ہو لیکن یہان بطور ما لا یدرک کلہ
لا یترک کلہ کی لکہتا ہون مجھے تفصیل مین یہ خیال ہی کہ اس رسالے کے ناظرین ایک
ہی بحث کی تحقیق مین کیا کچہ اپنی اوقات صرف کر چکے ہین اگر ان مباحث کو مفصلا
لکہون تو البتہ اونکو اپنی اوقات عزیز کا زیادہ صرف کرنا ہوگا پہلا امر انبیاء اللہ علیہم السلام

اپنے مقابر مین رہتے وقائم ہین نماز پڑھتے ہین حج کرتے ہین قریب سے بلاشبہ
سنتے ہین اور بعید سے بھی بطور خرق عادت کے سن سکتے ہین چنانچہ اسکے ثبوت مین متعدد
احادیث وارد ہین بیہقی کا اس مقدمی مین ایک رسالہ خاص ہی حضرت انس رضہ سے
مروی ہی کہ آپ نے فرمایا الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون یعنے انبیا اپنی اپنی قبرون
مین زندہ ہین نماز پڑھتے ہین ایک روایت مین ہی مررت بموسی وهو قائم یصلی
فی قبرہ یعنے ہم موسیٰ پر گذرے وہ اپنی قبر مین کھڑے نماز پڑھتے تھے اس مقام پر
یہ اعتراض ہوتا ہی اگر حضرت موسیٰ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر مین نماز پڑھتے ہوے
دیکھا تو پھر بیت المقدس مین یا آسمان پر اونسے ملاقات کیونکر ہوئی اسکا جواب یہ ہی کہ ممکن
ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ حضرت موسیٰ وغیرہ علیہم السلام آسمان پر گئی ہون
حضرت ابی مسعود انصاری سے مروی ہی آپ نے فرمایا اکثروا الصلوۃ علی فی یوم الجمعۃ
فانہ لیس یصلی علی احد یوم الجمعۃ الا عرضت علی صلواتہ یعنے تم لوگ جمعہ کے دن
مجھپر اکثر درود بھیجا کرو سارے درود جمعہ کے روز کے ہمپر پیش کیے جاتے ہین اوس بن اوس سے
جو اس مقدمے مین روایت ہی اوسمین یہ بھی ہی کہ آپ نے فرمایا ان اللہ تعالی حرم علے
الارض ان تاکل اجساد الانبیاء یعنے اللہ تعالی نے زمین پر حرام کیا ہی انبیا
کے جسمون کا کھانا سوآے اسکے بہت سی حدیثین اس مقدمے مین وارد ہین حضرت
ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ آپ نے فرمایا ما من احد یسلم علی الا رد
اللہ الی روحی حتی ارد علیہ السلام یہان یہ شبہہ ناشی ہوتا ہی کہ اس حدیث سے
ظاہر ہوتا ہی کہ روح جسد مبارک سے مفارق رہتی ہی جو بعض اوقات اسکا عود ہوتا ہی یہ خلاف
احادیث مرویہ ہی علامہ سیوطی نے رسالہ انباہ الاذکیا بحیوۃ الانبیا مین اسکے پندرہ جواب
لکھے ہین جسکا استیعاب موجب طوالت ہی اسلیے صرف ایک جواب پر یہان اکتفا کرتا ہون
رد روح سے یہ مقصود نہین کہ بعد مفارقت بدن کے پھر حلول کرتی ہی نہین تو غیر متناہی موت
وحیات لازم آتی ہین جو منافی آیات واحادیث ہی بلکہ رد روح سے استغراق مشاہدۂ ذات
وصفات سے عالم دنیا کی طرف متوجہ ہونا مراد ہی یہ امر مسلم ہی کہ آپ عالم برزخ مین احوال

ملکوت مین مشغول ہین مشاہدۂ باری تعالی مین مستغرق ہین جسطرح دنیا مین وحی نازل ہونے
وقت مشغول رہتے تھے اسی مشاہدہ واستغراق سے دوسری طرف متوجہ ہونیکو رد روح سے
تعبیر کیا اسکی نظیر یہ ہی کہ حدیث معراجیہ مین آپ نے فرمایا جب ہم بیدار ہوے تو اپنے کو مسجد حرام
مین پایا اسکے یہ معنے نہین ہین کہ آپ سوتے تھے اسلیے کہ معراج خواب مین واقع نہوئی تھی
بلکہ بیداری کی حالت مین بلکہ مطلب یہ ہی کہ عجائب ملکوت مین آپ اسقدر مستغرق تھے کہ
دوسری طرف توجہ نہ تھی جب افاقہ ہوا تو آپ کو مسجد حرام مین پایا انباہ الاذکیا مین ہے
انه لیس المراد برد الروح عودها بعد المفارقة للبدن وانما النبی صلی
الله علیه وسلم فی البرزخ مشغول باحوال الملکوت مستغرق فی مشاهدة
ربه کما کان فی الدنیا فی حالة الوحی وفی اوقات اخر فعبر عن افاقته
من تلک المشاهدة وذلک الاستغراق برد الروح نظیر هذا قول له علیه السلام
فی بعض احادیث الاسراء فاستیقظت فاذا انا بالمسجد الحرام لیس المراد
الاستیقاظ من نوم فان الاسراء لم یکن مناما وانما المراد الافاقة مما خامره من عجائب الملکوت
اس مقام پر یہ شبہ وارد ہوتا ہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی انک میت وانهم میتون اور آپنے
خود فرمایا ہی انی مقبوض یعنی ہم مرینگے اور جب آپکا انتقال ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی
اللہ عنہ نے فرمایا فان محمدا صلی الله علیه وسلم قد مات یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مرگئے جب آپ پر میت کا اطلاق ہوا تو یہ کہنا کہ آپ زندہ ہین اجتماع التضادین ہی اسکا
یہ جواب ہی کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دنیا سے انتقال ہوا تو بلاشبہ اسی موت
کہسکتے ہین مگر یہ موت مستمر نہین ہی اللہ تعالی نی آپکے جسم مبارک مین روح کا اعادہ فرمایا یہ
حیات ثانیہ وحیات اخروی ہی اور بحث اسی مین ہی اس تقریر سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ
یہان اجتماع متضادین نہین ہی بلکہ توارد متضادین کا باوقات مختلف ہی مگر یہ محال نہین الدر الثمین
مین مولانا شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین اخبرنی والدی انه کان مریضا فرأی
النبی صلی الله علیه وسلم فی النوم فقال کیف حالک یا بنی ثم بشره بالشفاء واعطاه
شعرتین من شعر لحیته فعافی من المرض فی الحال وبقیت الشعرتان

عندہ فی الیقظۃ فاعطانی احدہما فہی عندی

یعنے مجھسے شاہ عبدالرحیم نے کہا کہ مین بیمار تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا آپ نے پوچھا ای بیٹی تیرا کیا حال ہی پھر صحت کی خوش خبری دی اور دو موی مبارک اپنی ڈاڑھی سے عنایت فرمائے شاہ عبدالرحیم صاحب فی الفور اچھے ہوگئے اور جب بیدار ہوے دونون بال اونکے پاس موجود تھے پھر مجھے ایک بال عنایت فرمایا جو میرے پاس ہنوز موجود ہی یہ بات ظاہر ہی کہ اگر آپ زندہ نہوتے تو بال کہان سے عنایت فرماتے موتے خود معدوم ہوتے ہین نہ اونکے لیے جسم ہوتا ہی نہ ڈاڑھی نہ بال جب حیات النبی کا ثبوت ہوگیا تو سمجھنا چاہیے کہ قاعدۂ کلیہ ہی کہ جو چیز انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کا معجزہ ہی وہ اولیاء اللہ کے لیے کرامت ہوسکتی ہی بشرطیکہ اوسمین تحدی واقع نہو تو حیوۃ اولیاء اللہ کے امکان مین کسی قسم کا تامل نرہا انباہ الاذکیا مین شیخ عفیف الدین یافعی سے منقول ہی فقد تقرر ان ما جاز للانبیاء معجزۃ جاز للاولیاء کرامۃ بشرط عدم التحدی شہدا کی حیات مین اختلاف ہی بعض کہتے ہین حقیقی ہی بعض کہتے ہین مجازی ہی جو لوگ حقیقی کہتے ہین اونمین بھی اختلاف ہی بعض کہتے ہین کہ اسوقت زندہ ہین بعض کہتے ہین قیامت کو زندہ ہونگے جو لوگ کہتے ہین کہ اسوقت زندہ ہین اونمین بھی اختلاف ہی بعض کہتے ہین کہ روح اونکی حی وقائم ہی بعض کہتے ہین جسم بھی مذہب اخیر مذہب منصور ہی شفاء السقام مین ہے وذکر القرطبی ان اجساد الشہداء لا تبلی اس کی بعد سبکی نے چند قصے لکھے ہین جسکا ذکر یہان باعث تطویل ہی شیخ عبدالحق دہلوی رح شرح فتوح الغیب مین لکھتے ہین کہ سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی علیہ السلام را موت نیست حیات وممات برابرست ملفوظ قاضی شہاب الدین ملک العلماء مین ہی کہ سیدنا مولانا الشیخ ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی را موت نیست حیات وممات برابرست رہی گفتگو اس مقدمے مین کہ اموات کو احیا کے زیارت کا حال معلوم ہوتا ہی یا نہین اور احیا کی کیفیت پر اونکو اطلاع ہوتی ہی یا نہین اور زندہ کا کلام سنتے ہین یا نہین اور آپسمین ملتے ہین یا نہین ہم کہتے ہین کہ آدمی مرنے کے بعد پتھر نہین ہوجاتا جس سے حس وشعور بالکل جاتا رہے یا روح عرض نہین ہی کہ جب اوسکا تعلق جسم سے نرہے فنا ہوجاے

بعد مرنے کے حس وشعور باقی رہتا ہی جو شخص قبر سے گذرتا ہی اگر دنیا مین اوس سے ملاقات تھی اوسے پہچانتے ہین احیائے اعمال اموات پر پیش کیے جاتے ہین

جیسے پانی کو گرم کرنے سے اوسکی سردی جاتی رہتی ہی یا گرم پانی کو جھلنے سے گرمی زائل ہوجاتی
ہی بلکہ روح جوہری جب تعلق اسکا جسم سے جاتا رہتا ہی اوسوقت بھی وہ اسیطرح موجود رہتی ہے
جیسے بدن کے ہوتے ہوے فرق اتنا ہی کہ اوسکی قوت دراکہ بڑھجاتی ہی اس صورت مین اونکو
زیارت کرنے والے کا حال اچھی طرح معلوم ہوتا ہی احیا کی کیفیت پر اونکو اطلاع بھی ہوتی ہی
زندہ کی بات چیت خوب سنتی ہین اسمین وہ ملتی بھی ہین اس بحث مین علامہ سیوطی کا اللمعۃ
فی اجوبۃ الاسئلۃ السبعۃ ایک رسالہ خاص ہی علامہ نے ہر ہر امر کو احادیث صحیحہ سے ثابت کیا ہی
چونکہ ہر ہر حدیث کا لکھنا موجب طوالت تھا اسلیے مختصر طور پر بیان بیان کرتا ہون علامہ فرماتی
ہین اما المسألۃ الاولے فنعم یعلمون بذلک روی عن عبد البر فی الاستذکار
والتمہید من حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من
احد یمر بقبر اخیہ المؤمن کان یعرفہ فی الدنیا فیسلم علیہ الا عرفہ ورد السلام
یعنی جو شخص کسی مسلمان کی قبر سے گذرتا ہی جس سے اوسکو دنیا مین ملاقات تھی پھر یہ شخص
سلام کرتا ہی تو وہ اوسے پہچانتا ہی اور اوسکا جواب دیتا ہی روی ابن ابی الدنیا فی کتاب
القبور عن ابی ہریرۃ قال اذا مر الرجل بقبر یعرفہ فیسلم علیہ رد علیہ السلام
وعرفہ واذا مر بقبر لا یعرفہ فیسلم علیہ رد علیہ
السلام یعنے اگر کوئی شخص اپنے ملاقاتی کی قبر سے گذرتا ہی اور سلام کرتا ہی تو صاحب قبر
اوسے پہچانتا ہی اور سلام کا جواب دیتا ہی اگر ایسی قبر سے مرور کرتا ہی جس سے اوس سے
دنیا مین شناسائی نہ تھی تو صاحب قبر اوسکے سلام کا جواب دیتا ہی اما المسألۃ الثانیۃ
وہی علم الاموات باحوال الاحیاء وبما ہو فیہ فنعم ایضا قال داؤد
الطیالسی فی مسند عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان اعمالکم تعرض علی عشائرکم واقربائکم فی قبورہم
فان کان خیرا استبشروا وان کان غیر ذلک قالوا اللہم الہمہم ان یعملوا
بطاعتک یعنے تمہارے اعمال تمہارے اقربا پر قبر مین پیش کیے جاتے ہین اگر وہ اعمال
صالح ہوتے ہین تو موتے خوش ہوتے ہین نہین تو وہ کہتے ہین خداوندا اونکو اپنی عبادت کی

توفیق دی واما المسئلة الثالثة وهی هل یسمع المیت کلام الناس وثنائهم علیه فاتفق لهم فیه فنعم عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان المیت یعرف من یغسله ویحمله ویدلیه فی قبره یعنی میت غسل دینے والے کو اور جنازہ اوٹھانے والے کو اور قبر مین رکھنے والے کو پہچانتی ہے قال ابن الدنیا عن عبد الرحمن بن ابی لیلی قال الروح بید ملک یمشی به مع الجنازة یقول له اسمع مایقال لک فاذا بلغ حضرته دفنه معه یعنی روح ایک فرشتے کے ہاتہ مین ہوتی ہے وہ فرشتہ جنازے کے ساتہ ساتہ ہوتا ہے روح سے کہتا ہے سنو تم کو لوگ کیا کہتے ہین جب قبر کے پاس پونہچتے ہین جسم کے ساتہ اوسے بھی دفن کرتے ہین المسئلة الخامسة وهی هل تجمع الارواح ویری بعضهم بعضا فنعم ایضا قال الامام احمد فی مسنده عن ابن عمر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان روحی المؤمنین یلتقیان علی مسیرة یوم یعنے دو مسلمانون کی روح ایک منزل سے ملاقات کرتی ہین پہر علامہ نے بہت سی احادیث و آثار ایسے لکہے ہین جنسے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جب روح کو آسمان کی طرف لیجاتے ہین تو ارواح اکہٹا ہوکے اپنی ملاقاتیون کو پوچہتی ہین وہ روح جسکی نسبت کہتی ہے کہ اوسے ہم زمین پر چہوڑ آئے ہین تو اونکو تعجب ہوتا ہے اور اگر کسی کی نسبت کہتی ہے کہ وہ مرگیا تو وہ کہتے ہین کہ وہ ہمارے پاس نہین لایا گیا مطلب یہ ہے کہ وہ جہنم مین داخل ہوا غرض جب ارواح کی نسبت اس قسم کا ادراک ایسی ملاقات یہ بات جب ثابت ہو تو ادراک یا سمع کا انکار نہین کرسکتی سوا اسکے احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ بعد دفن کے مردے سے سوال کیا جاتا ہے مردے کو اسقدر شعور رہتا ہے کہ وہ واپسی کے وقت جوتی کی آواز سنتا ہے اس سے بہی صاف سمع و ادراک کا ثبوت پایا جاتا ہے یہان کئی خدشے وارد ہوسکتے ہین پہلا خدشہ جائز ہے کہ بعد سوال جواب کے پہر جسم سے روح منتزع ہوجاتی ہو اوسکا جواب یہ ہے کہ احادیث صحیحہ سی روح کا انتزاع پایا نہین جاتا بلکہ یہ امر ثابت ہے کہ بطریق استمرار روح کو جسد سے تعلق رہتا ہے اگر تعلق نہوتا تو پہر تنعیم و تعذیب مستمرہ کا تحقق کیونکہ ہوسکتا ہے جو احادیث کثیرہ سے

ثابت ہی اسلیے کہ جسد بلی روح کی تنعیم وتعذیب نہین ہو سکتی تنعیم وتعذیب کا مدار روح کے تعلق پر ہی دوسرا خدشہ جب روح کا تعلق تمامی اموات کی اجساد سے رہتا ہی پھر شہید وسائر اموات مین فرق کیا رہا پہلا جواب کچہ فرق نہین اور نہ اسکی ضرورت ہی آیت مین جو شہید سے میت ہونے کی نفی کی گئی یا وہ زندہ کیے گئے اس سے ایسے لوگون کا رد مقصود تھا جو اسکے معتقد نہ تھے یا اسکے خلاف سمجھتے تھی اس سے نفی ماعدا کی کب لازم آتی ہی دوسرا جواب چونکہ بہ نسبت سائر اموات کی حیوۃ شہدا کی اکمل واعلی ہی اور رزق اونہین کو ملتا ہی اسلیے اسکا ذکر آیت مین کیا گیا ہان حیوۃ الانبیا سب رتبے مین بڑہ چڑہ کے ہی بلحاظ رتبے کے ہو یا بلحاظ تعلق جسمانی کے یا بلحاظ توجہ دنیا کے یا تصرفات دنیاوی کے تیسرا خدشہ اگر فی الواقع موتے مین قوت سامعہ ہوتی تو اللہ تعالی اسکی نفی کیون فرماتا سورہ نمل مین ہی انک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین یعنے آپ مردون کو سنوا نہین سکتے اور نہ بہرون کو بلانے کی آواز سنا سکتے جسوقت کہ منہ پھیرین پیٹھ دیکر چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سماع موتے کا حضرت عمر پر انکار کیا اور اوسکی یہ تاویل کی انما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انھم لیعلمون ان الذی کنت اقول لھم ھو الحق اسکے بعد اس آیت کو پڑھا اس خدشے کی کئی جواب ہین پہلا جواب علما نے حضرت عائشہ کا انکار تسلیم نہین کیا حضرت عائشہ فہم و ذکاوت مین بیمثل تہین بیشتر احادیث انسے مروی ہین غوامض مسائل کو خوب سمجھتے تھین مگر کسی ثقہ کی روایت کو رد نہین کر سکتی تھین جب تک اوسکا نسخ تخصیص استحالہ کسی نص سے ثابت نکرین یہان جمع بین الدلیلین اچھی طرح ممکن ہی آیت کا مفہوم یہ ہی کہ تم سنا نہین سکتے اسماع کی نفی سے نفس سمع کی نفی نہین ہوتی اسماع کہتے ہین بولنے والے کی آواز سننے والے کے کان تک پونہچانا یہ اللہ تعالی کی شان ہی جسنے آپکی آوازاون تک پونہچائے حقیقۃ کچہ آپنے نہین سنایا رسالہ جواز استغاثہ شیخ عابد سندی رح مین ہی انہ لم یتلق العلماء انکارھا بالقبول قال الاسمعیلی کان عند عایشۃ رضی اللہ عنہا من الفھم والذکاوۃ وکثرۃ الروایۃ والغوص علی غوامض العلم مالا مزید علیہ لکن لاسبیل الی رد روایۃ الثقۃ الا بنص مثلہ یدل

انک لا تسمع الموتی کی تحقیق اور حضرت عائشہ کی انکار مین بحث

علی نسخہ او تخصیصہ او استحالتہ فکیف الجمع بین الذی
انکرتہ و اثبتہ غیرھا ممکن لان قولہ تعالی انک لا تسمع
الموتے لا ینافی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم انھم لیسمعون لان
الاسماع ھو ابلاغ الصوت من المسمع فی اذن السامع فاللہ تعالی
ھو الذی اسمعھم بان ابلغھم صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولم یسمعھم
المصطفے صلی اللہ علیہ وسلم فحصل التوفیق بین الایۃ والحدیث آخر یہ بات
بھی قابل سمجھنے کی ہی کہ سماعت احادیث متعددہ سی ثابت ہی پھر جسکا انکار حضرت عائشہ سی ہوا حضرت عمر
عبداللہ بن عمر ابی طلحہ اوسکی راوی ہین پھر یہ صحابہ جھوٹ روایت تو کرنے سے رہے دوسرا جواب یہ آیت
زندہ کافرون کے حق مین نازل ہوئی ہوتی ومن فی القبور سی کفار مجازا مراد ہین اسلیے کہ اونکی قلوب مردہ
ہین پند ونصائح کا اثر اسمین ہو نہین سکتا ایسے قلوب مردہ جن اجسام مین ہین وہ بمنزلہ قبور کے ہین نفی سماع
کا مطلب یہ ہی کہ وہ حق بات قبول نہین کرتے ایک جگہ حق تعالی فرماتا ہی لھم قلوب لا یفقھون
بھا ولھم اعین لا یبصرون بھا ولھم اذان لا یسمعون بھا اسکا یہ مطلب تو ہی
نہین کہ اونکے قلب بالکل نکمے تھے یا وہ اندھے بہرے تھے بلکہ مقصد اصلی یہ ہی کہ وہ حق بات
نہین قبول کرتے تھے تفسیر کبیر مین ہی کہ بعد خلو حجت رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
آپکو حکم ہوا کہ اللہ تعالی پر توکل کرین اور کفار کی حرکات پر توجہ نفرمائین اور مہمات رسالت کے
تمشیت قوی دل سے کرین اسلیے فتوکل علی اللہ فرمایا پھر اوسکی دو علتین بیان فرمائین
پہلے انک علی الحق المبین اسکا یہ مطلب ہی کہ محق کا اللہ تعالی ناصر رہتا ہی محق پر کسی طرح آنچ نہین
آتی دوسری انک لا تسمع الموتے معمول یہ ہی کہ جب تک آدمی کو کسی سے کسی قسم کی
توقع ہوتی ہی تو وہ آدمی اوس شخص کی مخالفت کرنے مین تامل کرتا ہی جب وہ توقع نہین رہتی
تو بے دھڑک اوسکی مخالفت کرتا ہی اسلیے اللہ تعالی نے اس توقع کو منقطع کردیا اور فرمایا مثل موتے
کے ہین بقدر ضرورت عبارت تفسیر کبیر کی لکھی جاتی ہی ان الانسان مادام یطمع
فی احد ان یاخذ منہ شیئا فانہ لا یقوی قلبہ علی اظھار مخالفتہ
فاذا قطع طمعہ عنہ قوی قلبہ علی اظھار مخالفتہ فاللہ سبحانہ وتعالی

قطع محمد صلی اللہ علیہ وسلم عنھم بان بین لہ انھم کالموتی وکالصم وکالعمی
فلا یفقھون ولا یسمعون ولا یبصرون ولا یلتفتون الی شیٔ من الدلائل وھذا
سبب لقوۃ قلبہ علیہ الصلوۃ والسلام علی اظہار الدین رسالہ علامہ شیخ عابد سندی میں ہی
المراد بالموتی ومن فی القبور ھم الکفار مجازا باعتبار انھم موتی القلوب
حیث لا یتاثر من سماع المواعظ وبیوتھم اجسادھم التی فیھا تلک
القلوب المیتۃ کانھا قبورھم وھذا من غیر نظر الی حقیقۃ الکلام والمراد بنفی
سماعھم عدم اجابتھم للحق بدلیل ان الآیتین نزلتا فی دعاء الکفار الی الایمان وعدم اجابتھم الی ذلک یعنی موتی ومن
فی القبور سے مجازاً کفار مراد ہین اسلیے کہ کفار کے قلوب مردہ ہین اونمین وعظ کا مطلق اثر نہین ہوتا
اونکے اجسام جسمین اونکے قلوب رہتے ہین گویا اونکی قبور ہین اور نفی سماع سے مقصود یہ ہی کہ
وہ حق کو قبول نہین کرتے اسکی دلیل یہ ہی کہ یہ دونون آیتین اسمقدمے مین وارد ہوئی ہین
کہ کفار کو ایمان قبول کرنے کی دعوت ہوتی تھی جسے وہ قبول نہین کرتے تھے ابن قیم کتاب الروح
مین لکھتے ہین واما قولہ تعالی وما انت بمسمع من فی القبور فسیاق الآیۃ یدل علی ان المراد
منھا ان الکافر میت القلب لا یقدر علی اسماعہ سماعا ینتفع بہ کما ان من فی القبور
لا یقدر علی اسماعھم سماعا ینتفعون بہ ولم یرد سبحانہ ان اصحاب القبور
لا یسمعون شیئا البتۃ وھذہ الآیۃ نظیر قولہ انک لا تسمع الموتی
انتھی مختصراً یعنی سیاق آیت اس امر پر دال ہی کہ کافر کا قلب مردہ ہی آپکو اونکی ایسی اسماع کی قدرت نہین
جس سے اونکو نفع ہو جیسے مردون کو اسطور سے نہین سنا سکتے جس سے اونکو فائدہ ہو اس آیت کا
یہ مطلب نہین ہی کہ مردے کچھ نہین سنتے اس آیت کی نظیر انک لا تسمع الموتی ہی تیسرا جواب
اگر ہم حضرت عائشہ کی انکار کو تسلیم کرین تو حضرت عائشہ نے اس سے رجوع کیا ہوگا اسلیے
کہ حضرت عائشہ بھی ابی طلحہ کی طرح روایت کرتے ہین اوسمین صاف ہی کہ تم لوگ ویسا نہین
سنتے جسطرح وہ ہماری بات سنتے ہین اگر اونکو انکار ہوتا تو پھر یہ روایت کیسی غالباً اسکا منشا یہ
کہ چونکہ حضرت عائشہ رض جنگ بدر مین موجود نہ تھین اسکا انکار کیا ہوگا جب متعدد صحابہ کے
روایت سے ثابت ہوا ہوگا انکار سے رجوع کیا اور صحابہ کے موافق روایت کی رسالہ علامہ شیخ

ما بسندی ہین ہران عایشۃ رضی اللہ عنہا رجعت عن انکارہا بل لیل ما قال
فی المواہب اللدنیۃ عن عایشۃ رضی اللہ عنہا مثل حدیث ابی طلحۃ وفیہ
ما انتم باسمع لما اقول منہم واخرجہ الامام احمد باسناد حسن فلعلہا لما ثبت عندہا الحدیث
من روایۃ الصحابۃ رضی اللہ عنہم المتعددین رجعت وقرنت موافقا لروایتہم وعلہا فی ذلک انہا
لم تحضر بدرا الغرض جب حضرت عائشہ نے خود اس حدیث کو روایت کیا ہو اور خود بدر مین
نرہی ہون تو اس سے ثابت ہوا کہ قطعا رجوع کی نہین تو اجتماع متضادین لازم آتا ہی سوا اسکے
افعال واقوال جناب صدیقہ کے ایسے واقع ہوے جسکو سمع کا اقرار لازم ہی حضرت عائشہ
سے مروی ہی کہ جب عبدالرحمن بن ابی بکر کی زیارت کی تو یہ کہا کہ اگر ہم تمہارے انتقال
کے وقت موجود ہوتے تو تمہین اوسی مقام پر دفن کرتے جہان تم مری تھی اور اگر تمسے ملاقات
ہوئی ہوتی تو ہم تمہاری زیارت نکرتے ترمذی سے روایت ہی ان عایشۃ لما زارت قبر اخیہا
عبد الرحمن بن ابی بکر رض خاطبتہ وقالت واللہ لو حضرتک
ما دفنتک الا حیث مت ولو شہدتک ما زرتک
سماع موتی کا انکار اور یہ خطاب اگر یہ کہیے لو شہدتک ما زرتک کا مطلب یہ ہی کہ یہ امر مجبوری
تھا ہم کہتے ہین کچھ سہی خود یہ لفظ سماعت پر دلالت کرتا ہی اور سنیے بعد انتقال سرور عالم صلعم
وحضرت ابوبکر صدیق کے حضرت عائشہ کا یہ معمول تھا کہ بدون حجاب کے بے تکلف طور پر
آپکے مزار پر آتی تھین اس خیال سے کہ بجز زوج اور باب کے کوئی تیسرا غیر وہان مدفون نہ تھا
جس سے پردے کی ضرورت ہوتی جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدفون ہوے تو حضرت عمر کی
شرم سے جب آتی تھین اچھی طرح کپڑے سے لپٹی ہوی شفاء السقام مین ہی وفی
المستدرک علی الصحیحین للحاکم فی فضائل عایشۃ رض قالت کنت ادخل
البیت الذی دفن معہا عمر واللہ ما دخلت الا وانا مشدودۃ علی ثیابی حیاء
من عمر قال ہذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ اس حدیث سی یہ بات معلوم ہوتی
ہی کہ حضرت عائشہ میت کی ادراک کو ہم پایہ ادراک احیا کے سمجھتے تھین نہین تو اسقدر حجاب
وستر کی حاجت کیا تھی جو شخص ادراک مین اموات کو مثل احیا کے خیال کرے وہ سماع موتے کا

کیونکر منکر ہو گا اسقدر بیان سمع موتی کے اثبات کو بس ہے منکرین سماع ان احادیث مین کہانتک تاویل کرینگے کتب احادیث احادیث اثبات سمع سے مالا مال ہین قرۃ العیون مین مولوی حیدر علی ساکن ٹونک کی ایک لمبی تقریر اس عبارت پر ختم کی گئی ہے کہ ظاہر نصوص قرآنی کہ قطعی الدلالہ اور قطعی الثبوت ہین نفی سماعت اموات سی کرتے ہین اور تاویلات اونکی بعید الفہم اور ضعیف ہین کہ تامل سے ظاہر ہوتا ہی پس مراد اس سماعت منفی سے سمع اور ادراک متعارف ہی اور وہ جو احادیث مین اثبات اوسکا ہی مراد اوس سے اثبات سمع اور علم غیر متعارف ہی جو ابھی مذکور ہوچکا اور اس تقدیر پر توفیق درمیان نصوص نافی ومثبت کی حاصل ہوئی فقط مجھی شوق رہگیا کہ مولویصاحب کوئی آیت قرآنی یا حدیث جو نفی سماع موتے مین قطعی الدلالہ ہو بیان کرتے یا کسی توجیہ کو بعید الفہم ثابت کر دکھاتے اس سے صاف صاف انکار کرنا بہتر تھا مردون کو مثل جمادات کے سمجھنا اور اونکو علم غیر متعارف ثابت کرنا یکسان ہی اسلیے کہ پتھر کو علم غیر متعارف خود حاصل ہی وان من شیٔ الا یسبح بحمدہ ولکن لا یفقھون تسبیحھم

خاک وآب وباد وآتش مردہ اند ۔ با من وتو لیک با حق زندہ اند

موتیٰ کا علم علم متعارف ہی اکثر اہل سنت کا یہ مسلک ہی کہ وہ کان سے سنتے ہین بعض کہتے ہین کہ اذن قلب وروح سے شیخ عابد سندی رسالۂ جواز توسل واستغاثہ مین تحریر فرماتے ہین ثم سماعھم اما باذن رؤسھم اذا قلنا ان الروح تعاد الی الجسد کلہ او الی بعضہ عند المسئلۃ وھو قول اکثر اھل السنۃ واما باذن القلب والروح علی مذھب من یقول بتوجہ السوال علی الروح من غیر رجوع الی الجسد کلہ او بعضہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہ کی ایک تقریر اس مقام پر لکھتا ہون ملاحظہ فرمائیے کسطرح شعور وادراک متعارف کو ثابت کرتے ہین سوال چہ میفرمایند علمار دین اندرین معنی کہ بعد موت انسان ادراک وشعور باقی میماند چنانکہ زائران قبور خود را شناسد وسلام وکلام شان شنود یا نہ جواب انسان را بعد موت شعور وادراک باقی میماند وبرین معنے شرع شریف وقواعد فلسفی اجماع دارد اما شرع شریف پس عذاب القبر وتنعیم القبر بتواتر ثابت ست وتفصیل آن دفتری طویل میخواہد درکتاب شرح الصدور فی احوال القبور تصنیف شیخ جلال الدین سیوطی ودیگر کتب حدیث

باید دید و اثبات عذاب القبر در کتب کلامیه از مباحث عمده است حتی که بعض اہل کلام منکر انرا
تکفیر کرده اند و عذاب و تنعیم بغیر ادراک و شعور نمی تواند شد و نیز در احادیث صحیحه مشهوره در باب
زیارت قبور و سلام بر موتی و ہم کلامی با نہا که انتم سلفنا و نحن بالاثر وانا ان شاء الله
بکم لاحقون ثابت ست و در بخاری و مسلم موجود ست که آنحضرت صلی الله علیه وسلم
با کفاریکه در بدر کشته شده بودند خطاب فرمودند هل وجدتم ما وعد ربکم حقا مردم عرض کردند که
یا رسول الله ما تکلم من اجساد لیس فیها ارواح فرمودند که ما انتم باسمع منهم
ولکنهم لا یجیبون و در قرآن مجید ثابت ست لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل
الله اموات بل احیاء عند ربهم یرزقون فرحین بما اتٰهم الله
من فضله بلکه از احوال پس ماندگان ہم خوشنودی و استبشار ثابت ست ویستبشرون
بالذین لم یلحقوا بهم من خلفهم الا خوف علیهم ولا هم یحزنون بالجمله انکار شعور
و ادراک اموات اگر کفر نباشد در الحاد بودن او شبهه نیست و اما قواعد فلسفی پس بقار روح بعد
از مفارقت و بقای شعور و ادراک و لذات روحانی و آلام روحانی مجمع علیه فلاسفه است الا
جالینوس و لهذا او را در فلاسفه نشمرده اند و ظاهر ست که بدن دائما تحلل ست و روح در شعور
و ادراک دائما در ترقی پس مفارقت بران در سلب ادراک و شعور او چه قسم تاثیر تواند کرد سوال
اگر ادراک و شعور ہمان بقدر حیات میماند یا زیاده و کم میشود جواب ادراک و شعور اہل قبور بعد از موت
در بعضے امور زیاده میشود و بعضے کم در انچه تعلق بامور غیبیه دارد ادراک آنها زیاده است و در انچه
متعلق بامور دنیویه باشد ادراک آنها کم و سبب آنست که التفات و توجه ایشان در امور غیبیه زیاده ست
و از امور دنیویه التفات و توجه کم باین جهت تفاوت واقع میشود و الا اصل ادراک و شعور یکسان ست
بلکه اگر تامل کرده شود در دنیا نیز بسبب توجه التفات زیادتی و کمی در شعور و ادراک واقع میشود چنانچه
دقائق علمیه را وکلای دربار بسیار کم می فهمند و لذائذ طعام و محاسن نساء و کیفیت نغمات و اوتار را
امیر زاده با خوب ادراک میکنند و علما و فضلا در ادراک آنچیزها بسیار قاصر اند و این ہمه بسبب
قلت توجه و التفات ست و کثرت آن غرض جس شخص نے حدیث کی خدمت کی ہے وہ ہرگز یہ
نہیں کہہ سکتا کہ اموات کا علم غیر متعارف ہے چنانچہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ بعض صحابہ نے

اپنا خیمہ ایک قبر پر نصب کیا جسکے اطلاع نہ تھی اوسمین میت سورۂ ملک پڑھتی تھی جب پورے پڑھ چکے توصحابہ نے آپکی خدمت مین حاضر ہوکر یہ ماجرا بیان کیا آپنے فرمایا یہ سورہ منجیہ ہی جو عذاب قبر سے نجات دیتی ہی ترمذی مین ہی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال ضرب بعض اصحاب النبی صلعم خباءہ علی قبر وھو لا یحسب انہ قبر فاذا فیہ انسان یقرء سورۃ تبارک الذی بیدہ الملک حتی ختمہا فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ انی ضربت خبائی علی قبر وانا لا احسب انہ قبر فاذا انسان یقرء سورۃ تبارک الذی بیدہ الملک حتی ختمہا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ھی المانعۃ ھی المنجیۃ تنجیہ من عذاب القبر مولویصاحب سے کوئی پوچھے توکہ صاحب علم غیر متعارف ایسے طولانی سورۃ پڑھ سکتا ہی جسے اچھی طرح آدمی سنے اور سمجھے رسالہ شیخ عابدین ہی ثم انا لو اتزلنا عن ھذا فلا یلزم من نفی السماع نفی العلم وان السمع یکون بالحاسۃ ھی التی فی البدن وقد ضرب البدن واما العلم فیکون بالروح وھو باق وعلمہ لا یکون بالقوی الجسمانیۃ فیکون بالمسموعات والمبصرات لا علی وجہ الابصار والسمع بخروج الشعاع وقرع الصوت وھؤلاء الموتی من الصالحین بعد انسلاخھم عن الصفات البشریۃ وانقطاع علائقھم عن الدنیا الدنیۃ وادنیاحھم بلقاء اللہ تعالی المستوجب لھم السعادۃ السرمدیۃ افیضت علیھم انوار الحضرۃ القیومیۃ حتی اوضحت ظھر کل خفیۃ ورفعت عنھم الحجب البشری وقد ثبت ذلک لبعض فی حیاتھم الدنیویۃ کما یشیر الیہ یا ساریۃ الجبل فی السیرۃ العمریۃ یعنی ہم برتقدیر تنزل کے کہتے ہین کہ نفی سماع سے علم کی نفی لازم نہین آتی ہمنے تسلیم کیا آدمی کان سے سنتا ہی اور بدن توخراب ہوچکا کان بھی نرہے جس سے وہ حالت حیات مین سنتا تھا لیکن اس سے نفی سماع کی لازم نہین آتی اسلیے کہ علم کا تعلق روح سے ہی اور علم کا مدار قوت جسمانیہ پر نہین روح کو مسموعات اور مبصرات کا علم بدون خروج شعاع بصری یا قرع صوت کی ہوسکتا ہی جب یہ بات ثابت ہوگئی توسمجھنا چاہیے کہ جب صالحین دنیا سے انتقال فرماتے ہین انکا تعلق صفات بشریہ اور علائق دنیا دنیہ سے منقطع ہوجاتا ہی اور اللہ تعالی کے لقا سے اونکو سعادت سرمدیہ حاصل ہوتی ہی جس سے انوار حضرت قیومیہ

کی اُنپر نازل ہوتے ہین یہانتک کہ ہر خفیات اُنپر ظاہر ہوجاتی ہین بلکہ بعض اولیاء اللہ کو اونکی
حیات دنیاوی مین بھی یہ مرتبہ حاصل ہوا جیسے حضرت عمر نے یا ساریۃ الجبل فرمایا اس مقام پر
ایک خدشہ یون وارد ہوسکتا ہی کہ سماع کے لیے حیات و تعلق جسم کا ہونا ضرور ہی جو بعد موت کے
نہین رہتا اسکا جواب یہ ہی کہ روح حی ہی اسکا تعلق خاص طور سے جسم کے ساتھ ہی صرف جسم کو سمع نہین
جبتک اوسمین روح حال نہو اور نفس کا بقا اور علم بعد موت بدن کے متفق علیہ اہل اسلام ہی مگر متکلمین
ادراک محسوسات مین مختلف ہین بعضے کہتے ہین کہ نفس مدرک ہی حواس بمنزلۂ جاسوس کے ہین
بعض کا قول ہی کہ حواس خود مدرک ہین جو صور کو نفس تک پونچاتے ہین دونون مسلک پر مدرک
حقیقی نفس ہی اور کوئی دلیل اسپر قائم نہین کہ نفس کا اتصال بدن سے شرط ادراک ہی بلکہ ظاہر یہ
شرط نہین ہی جسطرح معقولات کی علم کے لیے شرط نہین جب خاص شرع اسمین وارد ہو تو امکان
کے وقوع مین مجھے کچھ شبہہ نہین اسلیے کہ ضرور نہین کہ تمامی شرعی امور پر دلائل عقلیہ قائم ہون
یا عقل مین آئین شفاء السقام مین ہی ولو نقم دلیل علی ان اتصالها بالبدن شرط فی هذا الادراک
بل الظاهر انه لیس بشرط کما انه لیس بشرط فی العلم بالمعقولات ونحن یکفینا بیان امکان
ذلک عقلا فاذا ورد بسمع اتبع صواعق الہیہ مین ہی کلامی را کہ درینجا منسوب بسوی مولوی شاہ
عبد العزیز قدس سرہ العزیز کردہ بدین نسبت باور ندارم چہ از ادلۂ شرعیہ و از انچہ درین کلام بدین
تقریب مذکور ثبوت شعور و ادراک نیست مگر بقدر ما یتلذذ و یتالم نہ انقدر کہ زائران قبر را شناسد
سلام و کلام ایشان خود شنود و قواعد فلسفی دلالت نمیکند مگر بر ابقاء ادراکات سابقۂ نفس بعد مفارقت
ترقی می یابد نہ بر آنکہ ادراکات جدیدۂ این عالم نفس را بعد مفارقت از بدن لاحق میشود و چگونہ
گفتن می تواند کہ نزد فلاسفہ نفس بعد از مفارقت سلام زائر قبر می شنود و او را می شناسد زیرا کہ این
شنودن و شناختن او را جزئیہ مادیہ است و نزد ایشان برای ادراک جزئیۂ مادیہ آلات شرط است
و آنچہ گفتہ اند کہ بعد از مفارقت حاجت آلات نماند مراد آن ست کہ چون نفس بعد مفارقت از بدن
ادراک جزئیۂ مادیۂ این عالم نکند و ادراکش مقصور بر ادراکات سابقہ و ادراک امور آخرت باشد و در
بقای ادراکات سابقہ و ادراک امور آخرت حاجت آلات نیست لہذا او را بعد از مفارقت در ادراک
او حاجت آلات نماند حیات برای تلذذ و تنعم و تالم را ضرور نیست ادراک کیفیات این عالم

۷ مجموعۂ فتاوی شاہ صاحب مین یہ تقریر شاہ صاحب کی موجود ہی ... جیسا کہ ... ہین ... حضرت ... نقشبندی مجددی ...

وشہدا را نیز حیات ہمین قسم ست واستبشار از حال پس ماندگان بدریافت از اعلام خدا تعالی باشد نہ از خود شنیدن و دیدن حال پس ماندگان سلام مرموتیٰ وہم کلامی با آنہا کہ ماثور ست برای تحسر وغیرہ احیاست نہ برای اسماع آنہا انتہی مختصراً ہم کہتے ہین کہ شاہ صاحب کا کلام جس حیثیت سے یاد نہین کیا گیا ہی یہ کوئی وجہ معقول نہین یہ بات جو شاہ صاحب فرما گئے ہین یہ وہی امر ہی جس سے تمام احادیث کی کتابین مالامال ہین تو یہ امر لازم آئیگا کہ یکسر کتب احادیث کا انکار کیا جاے شرح الصدور مین ابن عباس رض سے مروی ہی مر بقبر موسیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وھو قائم یصلی فیہ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گذرے کیا دیکھتے ہین کہ حضرت موسیٰ قبر مین نماز پڑھتی ہین خیر حضرت موسیٰ علیہ السلام تو نبی تھی حضرت ابن عباس سے بعض اصحاب کی ایک قبر پر ڈیرا لگانی کی اور میت سے سورۂ ملک سننی کی روایت لکھی ہی جیسے ہمنے سابقاً لکھا ہی پھر علامہ سیوطی تحریر فرماتے ہین کمال الدین زملکانی عمل المقبول فی زیارۃ الرسول مین لکھتے ہین ھذا الحدیث واضح الدلالۃ علی ان المیت کان یقرء فی قبرہ سورۃ الملک یعنی اس حدیث سی اچھی طرح ثابت ہوتا ہی کہ میت اپنی قبر مین سورۂ ملک پڑھتے تھے غرض علامہ سیوطی نے شرح الصدور مین بہت سی وقائع اس قسم کی لکھی ہین جسکا استیعاب اس مقام پر ہو نہین سکتا یہان تک لکھا ہی کہ جب آدمی مرجاتا ہی جسکا قرآن پورا یاد نہین ہوا ہی تو فرشتے اوسی قرآن شریف یاد کراتی ہین اس مضمون کی بہت سی احادیث اوسمین موجود ہین چنانچہ مروی ہی قال رسول اللہ صلعم من قرء القرآن ثم مات قبل ان یستظھرہ اتاہ ملک یعلمہ فی قبرہ ویلقی اللہ وقد استظھرہ پھر یہ حکم ہی کہ کفن مردون کا اچھا رہے اسلیے کہ وہ آپسمین ملتے ہین عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسنوا اکفان موتاکم فانھم یتزاورون فی قبورھم اگر اونکو ادراک و شعور نہوتا تو آپسمین ملاقات کیونکر ہوتی عمدہ کفن بنانے کی ضرورت کیا تھی موتیٰ کو زوار کا علم ہوتا ہی سلام کا جواب دیتے ہین اس مقدمے مین بھی بہت سی احادیث شرح الصدور مین موجود ہین عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یزور قبر اخیہ ویجلس علیھا الا استانس

یعنی حضرت عائشہ سے مروی ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مسلمان اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کرتا ہی اور قبر کے پاس بیٹھتا ہی اوس میت کو اوس سے انس ہوجاتا ہی عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ما من احد یمر بقبر اخیہ المؤمن کان یعرفہ فی الدنیا فیسلم علیہ الا عرفہ ورد علیہ السلام یعنی جو شخص اپنے ایسی بھائی مسلمان کی قبر سے گذرتا ہی جس سے دنیا مین ملاقات تھی اور سلام کرتا ہی تو میت اوسے پہچانتی ہی اور سلام کا جواب دیتی ہی اگر اسقدر احادیث اپنی ظاہر پر محمول نہ کی جائینگی اور صرف تحسر مقصود ہوگا تو الفاظ لغو و بی معنے ٹھہرینگے نعوذ باللہ پھر مذہب نیچری و وہابی مین فرق کیا رہا اسی طرح نیچری جو امور خلاف عقل کی نظر آتے ہین اوسکا انکار کرتے جاتے ہین بطور نمونہ بہشت کے متعلق ایک تقریر تفسیر نیچری کی لکھتا ہون تاکہ صاحب صواعق کے کلام کا اس سے موازنہ کرلیا جائے انھی آیات کی نسبت دو مختلف دماغون کے خیالات پر غور کرو ایک تربیت یافتہ دماغ خیال کرتا ہی کہ وعدہ وعید دوزخ وبہشت کی جن الفاظ سے بیان ہوے ہین اونسے بعینہ وہی اشیا مقصود نہین بلکہ اوسکا بیان کرنا صرف اعلی درجے کی خوشی وراحت کو فہم انسانی سے لائق تشبیہ مین لاتا ہی اس خیال سے اوسکی دلمین ایک انتہا عمدگی نعیم جنت کی اور ایک ترغیب اوامر کے بجالانے اور نواہی سے بچنے کی پیدا ہوتی ہی اور ایک کوڑہ مغز ملا یا شہوت پرست زاہد یہ سمجھتا ہی کہ درحقیقت بہشت مین نہایت خوبصورت ان گنت حورین ملینگی شرابین پینگے میوے کھاوینگے دودھ و شہد کی ندیون مین نہاوینگے اور جو دل چاہیگا وہ مزے اوڑاوینگے اور اس لغو اور بیہودہ خیال سے دن رات اوامر کے بجالانے اور نواہی سے بچنے مین کوشش کرتا ہی انتہی نعوذ باللہ من تلک الخرافات باقی رہا یہ امر کہ حکما کے اصول پر نفس بعد مفارقت جسم کے مدرک کلیات وجزئیات ہی یا نہین جب ہم شرعی طور پر اپنے مدعا کو متعدد طریقے سے ثابت کرچکی تو اب اوسکی چندان ضرورت نہین مگر چونکہ خواہ مخواہ ایک قوم کی طرف غلط انتساب کیا گیا ہی اور اس ضمن مین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ کا تخطیہ منظور تھا اسلیے ہم مختصر طور پر حکما کا مسلک بھی بیان کیے دیتے ہین نفس کو جب عقل فعال سے ملکہ اتصال کا حاصل ہوجاتا ہی تو ادراک کے لیے اوسی آلات کی ضرورت نہین رہتی اور آلات کی فقدان سے اوسکی ادراک کو ضرر نہین پہونچتا

بلکہ وہ ایسی حالت مین بالذات ادراک کرتی ہین جسطرح قبل ازین بذریعۂ آلات کے ادراک کرتی تھے
اگر ادراک کے مدار آلات ہوتے تو جب آلات کو ماندگی حاصل ہوتی تو بالضرور نفس کو کلال حاصل
ہوتا تجربہ اوسکے خلاف ہی اسلیے کہ اکثر قوی حسیہ وحرکتیہ کو انحلال ہوتا ہی اور قوت عقلیہ یا اپنی
حالت پر ہوتی ہی یا اوسمین نمو وازدیاد ہوتا ہی اور یہ کچہ ضرور نہین کہ جب نفس کو مع آلات کے کلال
ہو تو نفس کا فعل باطل ہوجاے آدمی جب بوڑہا ہوتا ہی تو اوسکی عقل تیز ہوتی ہی حالانکہ آلات
ضعیف ہوجاتے ہین دماغ کثرت حرکات فکریہ سے کسقدر ضعیف ہوجاتا ہی مگر نفس کے کمالات
قوی وجوان رہتے ہین چنانچہ اشارات وشرح اشارات علامۂ محقق طوسی مین یہ بحث نہایت
بسط سے مذکور ہی شیخ کی تہوڑی سی عبارت بقدر ضرورت یہان لکہی جاتی ہی اذا کانت النفس
الناطقة قد استفادت ملكة الاتصال بالعقل الفعال لم يضرها فقدان
الآلات لانها تعقل بذواتها كما علمت بآلاتها فلو عقلت بآلاتها لكانت لا يعرض
للآلة كلال البتة الا وقد يعرض للقوة العاقلة كلال كما يعرض لا محالة لقوى الحس
والحركة ولكن ليس يعرض هذا الكلال بل كثيرا ما يكون القوى الحسية والحركتية في
طريق الانحلال والقوة العقلية اما ثابتة واما في طريق النمو والازدياد وليس اذا كان يعرض
لها مع كلال الآلة كلال يجب ان لا يكون لها فعل بنفسها اس مقام پر یہ بھی خیال رکہنا چاہیے کہ یہ دلیل ادراک
جزئیات مین اچہی طرح جاری ہوتی ہی اسلیے کہ آلات سے ادراک جزئیات کا ہوتا ہی اور یہان
موازنہ ومقائسہ ادراک نفس بذریعۂ آلات وبغیر ذریعۂ آلات مین ہی دوسرا امر توسل کی پہلی
صورت ایسی ہی کہ اگر مقامات دور دراز مین رہکر انبیاء اللہ واولیاء اللہ سے توسل کیا جائے عام
ازینکہ وہ حیات ہون یا عالم برزخ مین تو قرب وبعد یکسان ہی اسلیے کہ اوسمین اصل مسبب خداوند
کریم ہی بزرگون کا ذکر صرف بلحاظ توجہ خاص باری تعالی کے کیا جاتا ہی اگر ہم کہین کہ خداوند بحرمت
محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے ہماری مغفرت کر تو اسمین ذکر آنحضرت کا اس لیے ہی کہ باری تعالے
بلحاظ آپکی حرمت کے ہمارے گناہون سے درگذرے ایسے توسل مین صرف سائل کا سوال جو
توسل کے ضمن مین کیا گیا ہی کافی ہی البتہ دوسری صورتون مین وسیلے کو اوسکا علم ضروری ہی
نہین تو وسیلہ ٹہہرانے کی ضرورت ہی کیا رہی اور ان صورتون کا منشا یہ ہی کہ وسیلے سے اس امر کے

دوسرا امر انبیاء اللہ واولیاء اللہ کو علم غیب [illegible]

احتیاج پیش کیجائے کہ وہ اپنی طرف سے خداوند عالم کی درگاہ مین دعا کرین تاکہ سائل کی حاجت
اونکی اس دعا کے لحاظ سے برآئی خداوند کریم اوسکی طرف انجاح کی نظر سے توجہ فرمائی ہم کہتے ہین کہ
اگر انبیاء اللہ واولیاء اللہ کو سائل بعیدہ سے خداوند کریم مستغیث کی استغاثے پر آگاہ کردے
تو خلاف شرع نہین ہوسکتا نہ اسمین کسی قسم کی قباحت ہی انبیاء اللہ کے لیے علم غیب بالعرض
یعنی جسکے حق تعالی جل شانہ نے تعلیم کے بجای خود ثابت ہی حق تعالی جل شانہ فرماتا ہی وعلمك
مالم تکن تعلم یعنی ہمنے آپکو وہ چیزین سکہائین جو آپ نہین جانتے تھے یعنی علم غیب
ابن خازن لکھتا ہی وقیل علمك من علم الغیب مالم تکن تعلم وقیل معناہ وعلمك من
خفیات الامور واطلعك علی ضمائر القلوب وعلمك احوال المنافقین وکیدھم مالم تکن تعلم
یعنی اسکے معنی مین اختلاف ہی بعض مفسرین کہتے ہین سکہایا آپکو علم غیب جسے آپ نہین جانتے
بعض مفسرین کہتے ہین آپکو چہپی ہوی امور بتائے اور دلکی ارادون پر اطلاع دی اور منافقین
کی حالات اور اونکی مکائد پر اطلاع دی جسکی اطلاع آپکو نہ تھی ضمائر قلوب پر مطلع ہونے سے
یہ بھی بات ثابت ہوگئی کہ کچہ ضرور نہین کہ استغاثہ توسل بلند آواز سے یا چیخ چیخ کر کیا جائے
تفسیر بحر الحقائق مین ہی کہ آن علمیت ما کان وما سیکون است کہ حق تعالی سبحانہ در شب
اسری بدان حضرت عطا فرمود چنانچہ در حدیث معراجیہ آمدہ است کہ در زیر عرش در حلق من ریختند
فعلمت ما کان وما سیکون علم ما کان وما سیکون ایسا حاوی جملہ ہی کہ اس سے
کوئی شی خارج نہین ہوسکتے جب تمام شی پر آپکا علم حاوی ہی عام ازینکہ آپسے اوسکو تعلق ہو یا نہو
تو جو امر خاص آپ سے متعلق ہی اوسکا علم تو بیشک آپکو ہوگا صحابہ کبار آپکو دانای علم غیب
جانتے تھے بیشک خداوند کریم نے آپکو علم غیب سکہایا مواہب لدنیہ مین ہی فکل ما ورد عنہ
صلی اللہ علیہ وسلم من الانباء المنبئۃ عن الغیوب لیس ھو الا عن اعلام اللہ تعالی
بہ اعلاما علی ثبوت نبوتہ ودلائل علی صدق رسالتہ وقد اشتہر وانتشر امرہ
صلی اللہ علیہ والہ وسلم بین اصحابہ بالاطلاع علی الغیوب حتی ان کان بعضہم یقول لصاحبہ
اسکت فو اللہ لو لم یکن عندہ من یخبرہ لاخبرتہ حجارۃ البطحاء یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم یا دوسری انبیا علیہم السلام نے جو غیب کی خبر دی ہی یہ وہی خبرین ہین جنکی اطلاع اللہ تعالے

نے اسلیے دی تاا ونکے ثبوت نبوت وصدق رسالت کی دلیل ہو تمام صحابہ آپکو عالم غیب سمجھتے
تھے یہانتک کہ صحابہ آپسمین کہتے تھے کہ چپ ہو رہو اگر کوئی شخص آپکو اطلاع نہ دیگا تو کنکریان
اطلاع دینگی غرض آپ پر مخفی نرہیگا جہان علم غیب کی نفی آئی ہو وہان غیب سے مراد بلا واسطہ
ہی جو خاص جناب باری کے ساتھ ہی شرح مواہب لدنیہ زرقانی مین ہو وقد تواترت
الاخبار واتفقت معانیها علی اطلاعه صلی الله علیه وسلم علی الغیب
کما قال عیاض ولا ینافی الآیات الدالة علی انه لا یعلم الغیب الا الله و
قوله ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر لان المنفی علمه من غیر واسطة کما افاده
المتن اما اطلاعه علیه باعلام الله فمحقق بقوله الا من ارتضی من رسول یعنی احادیث متواترہ سی یہ بات
ثابت ہوتی ہو کہ آپ کو علم غیب تھا چنانچہ قاضی عیاض نے ایسا ہی کہا ہو یہ احادیث منافی
ایسی آیات کی نہین ہین جنسے یہ بات پائی جاتی ہو کہ سوای اللہ تعالی کے کوئی عالم غیب نہین
اسلیے کہ آیات کا منشا یہ ہو کہ سوائے اللہ تعالی کوئی عالم غیب بلا واسطہ نہین مگر اللہ تعالی کے
اعلام سے آپکا عالم غیب ہونا خود آیت سے ثابت ہو اس مقام پر کئی شبہے وارد کیے جاتے ہین
پہلا شبہہ حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہو کہ جو شخص یہ خیال کرے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایسی چیز کی خبر دی تھی جو کل ہونیوالی تھی تو اوسنے اللہ تعالی پر افترا کیا اللہ تعالی
فرماتا ہو قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا الله تقویت الایمان مین ہے
اس حدیث سی معلوم ہوا کہ جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا یا کوئی امام یا کوئی بزرگ غیب کی بات
جانتے تھے اور شریعت کی ادب سے منہ سے نہ کہتی تھی سو وہ بڑا جھوٹا ہو بلکہ غیب کی بات اللہ کے سوای کوئی جانتا ہی
نہین فقط ہم کہتے ہین کہ غیب کی دو قسم ہین بالذات جو تمام کلیات وجزئیات کو حاوی ہو و بالعرض جو بعض
امور کا غیب باعلام اللہ تعالی ہو غیب بالذات اللہ تعالی سے خاص ہو جسکا ذکر اس آیت مذکورہ مین ہو غیب
بالعرض انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کو ہوتا ہی تو اس آیت سی غیب بالعرض کی نفی نہین نکلتی اللہ تعالی اپنی
کلام پاک مین صاف فرماتا ہو ولا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول
یعنی کوئی شخص اوسکے غیب پر مطلع نہین لیکن وہ پیغمبر جسکو اللہ تعالی نے علم غیب سکھایا اس
آیت سے دو امر ثابت ہوے پہلا امر اللہ تعالی نے اپنے انبیا کو بعض علم غیب پر مطلع فرمایا ہے

دوسرا امر انبیا کی علم غیب کو بھی علم غیب کہتے ہین اسلیے کہ مستثنے متصل ہی اس لحاظ سے
اطلاق علم غیب کی نفی نہین ہوسکتی کہ وہ اللہ تعالی کا سکھایا ہی مولوی خرم علی نے اس مقام
مطلق غور نہ کیا اور خلاف مصداق آیت کے نصیحت المسلمین مین لکھا کہ یہ اونکو اللہ تعالی
کے بتانے سے معلوم ہوا تھا اسکو علم غیب نہین کہتے فقط ہم کہتے ہین کہ جب قرآن شریف سے
یہ بات ثابت ہی کہ اللہ تعالی نے عن ارتضی من رسول کو دانای علم غیب کیا تو اوسپر علم غیب کا
اطلاق بلاشبہہ صحیح ہی مسلمان کی یہ شان نہین ہی کہ ایسے امر کا انکار کری جو قرآن شریف سی ثابت ہو

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد	ساعد سکین خود را رنجہ کرد

الغرض جہان قرآن شریف مین غیب کا اختصاص باریتعالی سے ہی یا غیب کی نفی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سی کی گئی ہی جیسے لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر
وہان غیب سے غیب بالذات مراد ہی اس سے غیب بالعرض کی خصوصیت یا نفی نہین ثابت
ہوتی خصوصًا ایسی صورت مین کہ اللہ تعالی نے قرآن شریف مین غیب بالعرض کو مستثنے فرمایا ہے
جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ اللہ تعالی کے ساتھ وہی علم خاص ہی جو ہر کلیات وجزئیات پر محیط ہی
تو اگر اللہ تعالی اپنے بعض خواص کو اکثر مغیبات پر اطلاع دی یا اون مغیبات خمسہ پر آگاہ
فرمائے جنکی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خمس لا یعلمهن الا الله تعالی تو کچہ
مضائقہ نہین ہی اسلیے کہ یہ امور خمسہ جزئیات معدودہ ہین علم محیط نہین جو کلیات وجزئیات پر
حاوی ہو شیخ ابن حجر اپنے فتاوی مین لکھتے ہین ولان اکثر علوم نبینا صلی اللہ علیہ
وسلم یتعلق بالمغیبات بدلیل فعلمت علم الاولین والآخرین ولانه تعالی اختص
به لکن من حیث الاحاطة والشمول یعلمه بالکلیات والجزئیات فلا ینافی فی ذلك
اطلاع الله تعالی لبعض خواصه علی کثیر من المغیبات حتی من الخمس التی قال فیهن صلی الله علیه وسلم
خمس لا یعلمهن الا الله تعالی لانها جزئیات معدودة لا غیر یعنی اکثر علوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
مغیبات سے متعلق تھی اسلیے کہ آپ کو علم اولین وآخرین کا سکھایا گیا اللہ تعالی سے جو علم غیب
مختص ہی وہ تمام کلیات وجزئیات کو حاوی ہی پھر اگر اللہ تعالی نے اپنے بعض خواص کو بیشتر
مغیبات پر مطلع فرمایا تو کچہ مضائقے کی بات نہین ہی تا آنکہ وہ پانچ امور جنکا ذکر قرآن شریف مین ہی

اوسپر بھی مطلع فرمایا تو کچھ مضائقہ نہین اسلیے کہ یہ جزئیات معدودہ ہین دوسرا شبہہ بخاری نے
ذکر کیا کہ ربیع سے منقول ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم آئے پھر گھر مین داخل ہوے جب شادی
ہوئی تھی میری پھر بیٹھے میرے پاس مسند پر جیسا تو بیٹھا ہے میرے پاس سو وہین شروع کیا
کچھ چھوکریون ہماری نے کہ دف بجانے لگین اور ذکر کرنے لگین اون لوگون کا کہ مارے گئے تھے
بڑے ہماری بدر مین سو ایک کہنے لگی کہ ہم مین ایک نبی ایسے ہین کہ جانتے ہین کل کی بات پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات چھوڑدی اور وہی کہہ جو کہتے تھے تقویت الایمان مین ہے اس حدیث
سے معلوم ہوا کہ کسی انبیا و اولیا یا امامون اور شہیدونکے جناب مین ہرگز یہ عقیدہ نرکھے کہ وہ غیب
کی بات جانتے ہین بلکہ حضرت پیغمبر خدا کی بھی جناب مین ہرگز یہ عقیدہ نرکھی اور نہ اونکی تعریف مین
ایسی بات کہے فقط ہم کہتے ہین کہ اس ممانعت کا یہ منشا نہین ہے کہ آپ غیب بالعرض نہین
جانتے تھے بلکہ اس ممانعت کی وجوہ ہین پہلی وجہ چھوکریون نے گایا تھا وفینا نبی یعلم ما فی
غد اسمین علم کا لفظ مطلق ہے مطلق علم کی نسبت آپکی طرف نہ چاہیے دوسری وجہ آپنے
بسبب علوی مرتبہ کے یہ مناسب نہ جانا کہ دف بجاتے ہوے اور مرثیہ گاتے ہوے آپ کا
ذکر مبارک کیا جاوے ابن ملک شرح مفاتیح مین لکھتے ہین وھذا الکراھة علیہ الصلوة والسلام
نسبة علم الغیب الیہ مطلقا لانہ لا یعلمہ کذلک الا اللہ وانما یعلم الرسول
من الغیب ما اخبرہ اللہ تعالی او لکراھة ان یذکر فی اثناء ضرب الدف
واثناء مرثیة القتلی لعلو منصبہ عن ذلک تیسرا شبہہ جب انبیاء اللہ دانای علم غیب ٹھہرے
توپھر اللہ تعالی کے اور انکی علم مین فرق نرہا بلکہ دونون علم مین مساوی ٹھہرے ہم کہتے ہین
کہ یہ شبہہ صرف عدم تمایز مین العلمین سے ناشی ہوا ہے دونون علوم کی ماہیت کا سمجھ لینا ضرور ہے
اس سے خود بخود تمایز ہو جائیگا اور شبہہ باقی نرہیگا اللہ تعالی کا علم اوسکی صفات قدیمہ ازلیہ
ابدیہ سے ہے جسمین تغیر و بطلان و حدوث و نقصان طاری نہین ہوتا یہ علم واحد ہے جس سے
اللہ تعالی جمیع مخلوقات کلیات و جزئیات و ممکنات و ممتنعات و ما کان و ما سیکون کو جانتا ہے
یہ علم نہ ضروری حادث ہے نہ کسبی انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کا علم حادث ہے اللہ تعالی کے اعلام سے
حاصل ہوتا ہے عام ازینکہ ضروری ہو یا نظری علامہ شیخ ابن حجر مکی اپنے فتاوے مین لکھتے ہین

ان علم الانبیاء والاولیاء انما هو باعلام الله لهم وعلمنا بذلك انما هو باعلامهم لنا و هذا غیر علم الله تعالی الذی تفرد به وهو صفة من صفاته القدیمة الازلیة الدائمة الابدیة المنزهة عن التغییر وسمات الحدوث والنقص والمشارکة والانقسام بل هو علم واحد علم به جمیع المخلوقات کلیاتها وجزئیاتها ما کان منها وما یکون او یجوز ان یکون لیس بضروری ولا کسبی ولا حادث بخلاف علم سائر الخلق یعنی انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کا علم ذاتی نہین ہی بلکہ اللہ تعالی کا عطیہ ہی اور ہمکو جو کچہ علم حاصل ہوا انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کے سکھانے سے اور اللہ تعالی کا علم کسی کے سکھانے سے نہین حاصل ہوا بلکہ یہ ایک صفت ہی اوسکی صفات قدیمہ ازلیہ دائمہ ابدیہ سے جو تغیر و حدوث سے منزہ ہی اوسمین مشارکت و انقسام نہین بلکہ وہ علم واحد ہی جس سے تمام کلیات و جزئیات ما کان و ما یکون کو جانتا ہی نہ یہ علم ضروری ہی نہ کسبی نہ حادث بخلاف علم سائر مخلوقات کہ وہ حادث ہی عام ازینکہ ضروری ہو یا کسبی چوتھا شبہہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بالعرض ما کان و ما یکون کا تسلیم کیا گیا تو پھر حضرت صدیقہ رض کے معاملے مین آپکو کیون تردد رہا جب وحی نازل ہوئی آپکو اطمینان ہوا ہم کہتے ہین کہ اس بحث مین یہ بہت بڑا شبہہ خیال کیا جاتا ہی شاید مشرکین مکہ بھی اس سے بڑھکر حجت پیش نکر سکتے مولوی خرم علی نے یہ شبہہ پیش کیا ہی نصیحت المسلمین مین ہی اور کافرون نے حضرت عائشہ پر تہمت باندھی تھی حضرت کو نہایت رنج ہوا تھا جب بہت روزون کی بعد خدا نے قرآن مین فرمایا کہ عائشہ پاک ہی کافر جھوٹے ہین تب حضرت کو خبر ہوئی اگر آگے سے معلوم ہوتا تو غم کیون ہوتا فقط ہم کہتے ہین یہ شبہہ اصل واقعہ کی جہالت یا چشم پوشی سے ناشی ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اصل واقعہ مین سرمو تردد نہ تھا منافقین کی شہرت سے البتہ آپکو رنج تھا اس امر مین وحی کے قبل جو کچہ آپ نے تفتیش فرمائی اسمین محض تشریع منظور تھی وحی سے آپ برائت چاہتے تھے تاکہ منافقین کی زبان بند ہو ایسی صورت مین کہ کفار طرح طرح سے اپنے دل کے پھپھولے توڑتے ہون اور بیہودہ سرائی مین مشغول ہون بدون تمسک وحی کے مقتضای مصلحت نہ تھا کہ آپ بطور خود اپنے علم کی بنا پر برائت فرماتے چونکہ وحی مین توقف ہوا اور منافقین کی زبان بڑھتی چلی آپکو زیادہ تردد ہوا اگر آپکو نفس معاملہ مین اطمینان نہوتا اور صرف منافقین کی

یا وہ گوئی سے ملال نہوتا تو منبر پر رونق افروز ہوکے یہ فرماتے یا معشر المسلمین من یعذرنی من رجل قد بلغنی اذاہ فی اہلی واللہ ما علمت علی اہلی الا خیرا یعنی اے گروہ مسلمانون کی کون شخص مجسے معذرت کریگا ایسے شخص سے جسنے ہمارے اہل کو اذیت پونہچائی خدا کی قسم ہمکو اپنے اہل پر بجز خیر کے کسی قسم کی بدگمانی نہین یہان علم بہ معنی اذعان ہی تو اس سے معلوم ہوگیا کہ آپکو حضرت صدیقہ رض کے معاملے مین اطمینان کلی تھا صرف منافقین کے بہتان سے تردد تھا پانچوان شبہہ حدیث مین ہو واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم یعنی قسم خدا کی ہم نہین جانتے حالانکہ ہم رسول خدا کے ہین کہ کون سا معاملہ ہمارے ساتھ ہوگا اور کیا تمہارے ساتھ اس سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ آپکو علم غیب نہ تھا محمد بن عبد الوہاب کتاب التوحید مین لکہتا ہی وعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الصحیح واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم فہذا الحدیث صریح فی انہ کان لا یعلم امر خاتمتہ فی حال حیاتہ فکیف یعلم حال تلک المشرکین بعد مماتہ یعنی اس حدیث سے یہ بات پائی جاتی ہی کہ آپکو اپنے خاتمے کا حال معلوم نہ تھا ایسی حالت مین کہ آپ زندہ تھے پھر بعد مرنے کے دوسرے کا حال آپکو کیونکر معلوم ہوگا ہم کہتے ہین یہ حدیث منسوخ ہی ناسخ اسکا لیغفر اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ہی طیبی شرح مشکوۃ مین ہی ثانیہما ان یکون منسوخا بقولہ تعالی لیغفر اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر شیخ نجدی اور اوسکے بیٹے نے جو یہ خیال کیا کہ آپ اپنے خاتمے کی حال سے واقف نتھی صریح مخالف نص قرآنی ہی جبتک قرآن کے معنی آدمی نہ سمجھی ہرگز حدیث کا صحیح مطلب نہین سمجھتا چھٹا شبہہ یہ لکھنا کہ انبیاء اللہ کو خدا کے سکہانے سے علم غیب حاصل تھا بدعۃ فی الدین ہی محمد بن عبد الوہاب لکھتا ہی وما ینفوہ بہ عقلاء مشرکی زماننا بان المراد نفی العلم والدرایۃ التفصیلیۃ المستقلۃ ولا ندعیہ لا نفی العلم باعلام اللہ الذی ندعیہ او انہ کان فی اول الامر ثم القی اللہ علیہ علم الاولین والاخرین وجعلہ مطلعا علی ما یکون الی یوم القیمۃ وامثال ذلک الھفوات فھو ابتداع فی الدین یعنی اہل سنت کی عقلاء کہتے ہین کہ جہان غیب کی نفی کی گئی ہی اوس سے غیب تفصیلی مستقل مراد ہی جسکا ہم دعوی نہین کرتے جو غیب خداوند تعالے

کی تعلیم سے ہوا اوسکی نفی مقصود نہین ہی ہم اسی غیب کو ثابت کرتی ہین یا جب غیب کا علم
عطا نہوا تھا اوسوقت نفی کی گئی پھر علم اولین وآخرین دیاگیا یہ سب دین مین ابتداع ہی
ہم کہتے ہین عبدالوہاب اور اوسکے خلف کی خوش فہمی اسی سے ظاہر ہی جسکا ثبوت قرآن
وحدیث سی ہو وہ ابتداع فی الدین نہین ہوسکتا انبیاء اللہ کا علم غیب باعلام اللہ تعالی
منصوص قرآنی ہی اللہ تعالی فرماتا ہی عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدا الا من
ارتضی من رسول احادیث سی یہ ثابت ہی کہ آپکو علم اولین وآخرین تھا ترمذی ودارمی سے
مروی ہی آپ نے فرمایا رأیت ربی فی المنام فی صورة شاب له وفرة فقال یا محمد
بم یختصم الملاء الاعلی فقال لا ادری فوضع کفه بین کتفی فوجدت بردها
ثدی فعلمت ما فی السموات والارض وتلا وکذلک نری ابراهیم ملکوت السموات والارض
ولیکون من الموقنین الحدیث طیبی شرح مشکوة مین ہی والمعنی انه کما اری ابراهیم ملکوت السموات
والارض وکشف له ذلک کذلک فتح علی ابواب الغیوب حتی علمت ما فیها من الذوات
والصفات والظواهر والمغیبات علامہ مدابغی حاشیہ شرح اربعین ابن حجر مین لکھتے ہین
والحق کما قاله جمع ان الله لم یقبض نبینا علیه الصلوة والسلام حتی اطلعه
علی کل ما ابهمه عنه الا انه امر بکتم بعض واعلام بعض یعنی جمہور کا قول ہی کہ اللہ تعالی نے قبل
انتقال کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب پر مطلع کیا مگر بعض امور کے اخفا کا حکم کیا
اور بعض امور کے ظاہر کرنے کا انبیاء اللہ پر کیا موقوف ہی اولیاء اللہ بھی بعض علم غیب جانتے
ہین شہاب الدین خفاجی شفاء قاضی عیاض کی شرح مین لکھتے ہین ای اطلاع النبی صلی
الله علیه وسلم علی بعض المغیبات باعلام الله تعالی له صلی الله علیه وآله وسلم علی
ذلک لیکون معجزة له صلی الله علیه وسلم ویقع مثله لبعض الاولیاء کرامة لهم
یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے بعض مغیبات پر اطلاع دی ہی تاکہ آپکے لیے
یہ معجزہ قرار پائی بعض اولیاء اللہ کو بھی اللہ تعالی بعض مغیبات پر اطلاع دیتا ہی تا اونکے
لیے یہ کرامت ٹھہری ابن حجر مکی مغیبات کی اطلاع مین شرح ہمزیہ مین لکھتے ہین فقد
وقع للانبیاء علیهم الصلوة والسلام والاولیاء من ذلک ما لا یمکن عده یعنے

انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کو بقدر مغیبات پر اطلاع ہوئی ہے جسکا شمار نہیں ہو سکتا شاہ ولی اللہ
صاحب ہمعات مین لکھتے ہین سنۃ اللہ بر آن جاری شدہ کہ چون نفس ناطقہ کسباً و حیلۃً
بمرتبۂ رسد او را از امور غائبہ منکشف شوند حضرت غوث پاک ایک قصیدے مین فرماتی ہین

واعطانی الرحمن من غیب علمہ   ثمانین علما غیر علم الحقیقی

مولوی محمد خلیل بن محمد شریف رسالہ تخصیص علم الغیب مین ہو بری عن العیب مین لکھتے ہین
اما اذا اعتقد وقال ان فلان الولی یعلم الجزی من الغیب باعلام اللہ تعالے
والہامہ لہ فلا یکون علیہ وزر لانہ بیان للواقع یعنے جسکا یہ عقیدہ ہو
کہ فلان ولی کو اللہ تعالی نے غیب جزی پر آگاہ کیا ہی تو اوسپر کچہ گناہ نہین اسلیے کہ یہ واقع کا
بیان ہی بات اتنی ہی کہ جب ارواح مقدسہ اولیاء اللہ مین نورانیت آتی ہی تو بیشتر نور و
اشراق و مواظبت علم و عمل و فیضان انوار الٰہیہ بڑھتا جاتا ہی یہانتک کہ یہ نور بہایت قوی
ہوجاتا ہی اور فضاء قلب مین پہیل جاتا ہی پس نقوش مرتسمۂ لوح محفوظ اوسمین منعکس ہوتی ہین
اسوجہ سے مغیبات پر اطلاع ہوتی ہے اور اجسام عالم سفلی مین تصرف کرتے ہین بلکہ فیاض
اقدس کہ مقصود اصلی ہی متجلی ہوتا ہی کما قال بہ بعض الثقات صواعق الٰہیہ مین ایک احتمال
ضعیف کی اوٹ مین یون لکہا ہی اطلاع بعض انبیا و اولیا بر لوح محفوظ بطریق تفصیل
نہ بطریق اجمال در بعض اوقات اگر تسلیم کردہ شود مستلزم محفوظ ماندن ہمہ مضامینش در ہر وقت
نیست تا موجب اطلاع ندای منادیان باشد ہم کہتے ہین کہ جب تک وہ نور و اشراق رہیگا یہ
اطلاع بہی رہیگی اس احتمال سے ہمارا مطلب فوت نہین ہوتا بعض اوقات یا بیشتر احوال
مین مغیبات کی اطلاع منکرین کی مذاق و مسلک کے خلاف ہی اسلیے کہ وہ نفی کلی کرتی ہین ایجاب
جزی جسکا مناقض ہی جب بعض وقت لوح محفوظ پر اطلاع تسلیم کی گئی تو ندا کی اطلاع اونکو
ضرور ہوگی اسلیے کہ ندا بہی ایسی اشیا سی ہی جو لوح محفوظ مین درج ہین شیخ سعدی مرحوم نے کیا خوب لکہا ہی

یکی پرسید ازان گم کردہ فرزند		کہ ای روشن گہر پیر خردمند	
ز مصرش بوی پیراہن شنیدی		چرا در چاہ کنعانش ندیدی	
بگفت احوال ما برق جہان ست		دمی پیدا و دیگر دم نہان ست	

	گہے بر پشت پای خود نہ بینم		گہی بر طارم اعلیٰ نشینم +
	سر دست از دو عالم بر فشاندے		اگر درویش بر جائے بماندے

مختصر یہ ہی کہ ممکن ہی کہ انبیاء اللہ و اولیاء اللہ کو علم غیب کی ذریعہ سے جسکو خداوند کریم نے عطا کیا ہے توسل کا علم ہو جایا کرے خصوصا ایسی صورت مین کہ عالم برزخ مین روح کو زیادہ تر قوت و صفائی حاصل ہوتی ہی یہ بھی ممکن ہی کہ بعض اوقات خداوند تعالیٰ اونکو خاص اوس مقام پر پونہچا کر مستغیثین کے استغاثے پر مطلع کردے اولیاء اللہ کی روح کا وہان پونہچنا غیر ممکن نہین بلکہ وجود شخص واحد کا وقت واحد مین دو مکان مین ممکن ہی بڑے بڑے علما نے اس کا امکان ثابت کیا ہی اور اسپر بہت سے نظائر پیش کیے ہین اسکی توجیہ کی تین صورتین ہین پہلی صورت تشکل مین صور متعدد ہون جیسے جنات دوسری صورت طی ارض یعنی زمین ایسی پیچیدہ ہو جس سے مکان احد سمجھا جاے تیسری صورت جثہ ولی کا ایسا عظیم ہو جو دنیا کو گھیر لی اور ہر چیز کو اوسکے مکان مین پائے جیسے ملک الموت منکر نکیر المنجلی فی تطور الولی علامہ سیوطی کا اس مقدمے مین ایک رسالہ خاص ہی وہ لکھتے ہین بتوا ہم ان وجود الشخص الواحد فی مکانین فی وقت واحد غیر ممکن بل ہو مستحیل ولیس کما توہمہ ہذا المتوہم من الاستحالۃ فقد نص الائمۃ الاعلام علی ان ذلک من قسم جائز الممکن پھر علامہ نے چند علماء نامی وگرامی کا نام لکھکے تین توجیہین تحریر فرمائی ہین ملاحظہ فرمایئے فاقول قد نص علی امکان ذلک ائمۃ اعلام منہم العلامۃ علاء الدین القونوی شارح الحاوی والشیخ تاج الدین السبکی وکریم الدین الاملی شیخ الخانقاہ الصلاحیۃ سعید السعداء وصفی الدین ابی المنصور وعبد الغفار ابن صاحب الوحید والعفیف الیافعی والتاج بن عطاء اللہ والسراج بن الملقن والبرہان الابناسی وشیخ عبد اللہ المنوفی وتلمیذہ الشیخ خلیل المالکی صاحب المختصر وابو الفضل محمد بن ابراہیم التلمسانی المالکی وخلق اخرون وحاصل ما ذکروہ فی توجیہ ذلک ثلاثۃ امور احدہا انہ من باب تعدد الصورۃ بالمثل والتشکل کما یقع ذلک للجان والثانی انہ من باب طی المسافۃ وزوی الارض من بعد فیراہ الرائیان کل فی بیتہ وہی بقعۃ واحدۃ الا ان اللہ طوی الارض

ورافع الحجب المانعة من الاشراق فظن انه فی مکانین وانما هو فی مکان
واحد والثالث انه من باب عظم جثة الولی بحیث ملأ الکون فشوهد فی کل مکان کما قد بذلک
مثال ملک الموت ومنکر ونکیر حتی یقبض من مات فی المشرق والمغرب فی ساعة واحدة ویسألان
من قبر فیهما فی الساعة الواحدة فان ذالک احسن الاجوبة فی الثلاثة انتهی ملخصا
مولانا عبدالرحمن جامی نفحات الانس مین لکھتے ہین حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند قدس سرہ
میفرمود کہ حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ والرضوان میگفتہ اند کہ زمین در نظر این طائفہ چون سفرہ
ایست وما میگوییم چون روی ناخن ست ہیچ چیز از نظر ایشان غائب نیست نصیحت المسلمین
مین ہی عجب لوگ نادان ہین کہ کوسون اور منزلون سے بزرگون کو پکارتے ہین کہ حضرت فلانے
مدد ہماری کرو یہ نہین سمجھتے کہ وی اتنی دور سے کیونکر سنین گے کیا وی سب عالم مین گشت
کرتے پھرتے ہین یامعاذاللہ خدا ہین جو سارے جہان مین حاضر وناظر رہتے ہین زندگی مین
تو دور کی بات سنتی نتھے اب مرنے کے بعد خوب سنی لگے فقط ہم کہتے ہین کہ یہ لوگون کی نادانی
نہین ہی فی الواقع انبیاء اللہ واولیاء اللہ منازل بعیدہ سے سن سکتی ہین افسوس ہی کہ صاحب
نصیحت المسلمین خود واقف نہین اور اولٹے لوگون کو نادان ٹھہراتے ہین جب حیات انبیاء
وشہدا واولیاء اللہ وسماع موتی وانبیاء اللہ واولیاء اللہ کا بعض غیب پر مطلع ہونا یا امکنۂ مختلفہ مین
ایک آن مین تحقق اچھی طرح ثابت ہوگیا تو اب ندا کا اثبات تحصیل حاصل یا تطویل لاطائل
ہی انبیاء اللہ واولیاء اللہ کے لیے جب حیوۃ سمع حضور سب کچھ ثابت ہوا تو پھر ندا مین مضائقہ
کیون خصوصًا ایسی صورت مین کہ خاص تشہد مین ندا کرتے ہون کوئی نماز اوس سے خالی نہو
صحابہ نے جنگ مین جلتی جلتی جان نکلتی نکلتی یا محمداہ کہا ہی اگر یہ نامشروع ہوتا تو تشہد مین نہ پڑھتے
صحابہ ضرور اوس سے احتیاط رکھتی بالتخصیص ایسی حالت مین جب خداوند کریم سے معاملہ
درپیش ہونیوالا ہو علماء محدثین بیشک احتراز رکھتے اسمین حکمت یہ ہی کہ حقیقت محمدیہ ہر موجود مین
ساری ہی اور ہر مسلمان کے باطن مین حاضر ہی اس حالت کا انکشاف اچھی طرح نماز کی حالت
مین ہوتا ہی اوسوقت محل خطاب کا حاصل ہوتا ہی اسلیے خطاب کیا گیا اس مقام پر دو شبہی وارد
ہوتے ہین پہلا شبہہ آپکی انتقال کے بعد حضرت ابن مسعود رض السلام علی النبی کہتے تھے اسکا جواب

یہ ہی کہ یہ روایت دوسری روایات کے خلاف ہی علاوہ بریں اس تغیر کے لیے آپ نے حکم نہین فرمایا چنانچہ ہمارے استاذ مولانا محمد عبد الحلیم ادخله الله تعالی فی جنات النعیم نے رسالہ نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمن مین ایساہی فرمایا ہی دوسرا شبہہ تشہد مین خطاب بغرض اسماع نہین بلکہ یہ کلمہ جسطرح قصہ معراج مین وارد ہوا ہی اوسیطرح باقی رکھا گیا ہم کہتے ہین کہ اگرچہ کلمات جسطرح قصہ معراج مین وارد ہوے اوسیطرح رکھے گئے ہین مگر اس سے حکایت معراجیہ مقصود نہین ہے بلکہ مصلی کو چاہیے کہ ان کلمات کی معانی کا قصد کرے یعنی الله تعالی پر تحیت آن حضرت صلی الله علیہ وسلم پر اور اپنی ذات پر اور اولیاء الله پر سلام یعنی انشاء کا قصد کرے نہ اخبار کا نہر الفائق شرح کنز الدقائق مین ہی لابد ان یقصد فی الفاظ التشہد معناها التی وضعت له کانه یحیی الله تعالی وسلم علی نبیه وعلی نفسه وعلی اولیاء الله تعالی ای اسه یقصد الانشاء بهذه الالفاظ لا الاخبار آنحضرت صلی الله علیہ وسلم کی طرف اسلیے خطاب کیا گیا ہی تاکہ سمجھا جاے کہ گویا آنحضرت صلی الله علیہ وسلم کو آپکی امت کی نمازین مکشوف ہوتی ہین تا آنکہ یہ خیال کیا جاتا ہی کہ آپ اونکے سامنے موجود ہین اسمین دو فائدے ہین پہلا فائدہ یہ کہ آپکو اونکے عمدہ اعمال کی اطلاع ہو دوسرا فائدہ یہ ہی کہ اس حضور کا تذکر باعث مزید خشوع و خضوع ہو شیخ ابن حجر العیاب شرح عباب مین لکھتے ہین وخوطب صلی الله علیه وسلم کانه اشارة الی انه تعالی یکشف له عن المصلین من امته حتی یکون کالحاضر معهم لیشهد لهم بافضل اعمالهم ولیکون تذکر حضوره سببا لمزید الخشوع والخضوع مصلی کو چاہیے کہ جب السلام علیک ایها النبی کہے تو روضہ شریف کا قصد کرے فواکہ الدوانی علی رسالة ابی زید القیروانی مین ہی وینبغی اذا قاله المصلی ان یقصد الروضة الشریفة اس تقریر سے یہ بات پائی جاتی ہی کہ ندا میت کی جائز ہی عام ازینکہ شاکی قریب ہو یا بعید دیکھیے تشہد مین ای حروف ندا سی ہی علاوہ اسکی تشہد مین بعد انتقال آنحضرت صلی الله علیہ وسلم کے خطاب ہی اس سے صریح معلوم ہوتا ہی کہ قریب و بعید خطاب مین مساوی ہین جواز کا انحصار اسپر موقوف نہین ہی کہ منادی قریب ہو ورنہ تشہد مین مصلی ان الفاظ کے پڑھنے پر مامور نہوتا رسالہ شیخ عابد رح مین ہی ویستفاد من هذه الاثار جواز نداء

المیت بعد موته قریباً کان منه او بعیداً عنه ویؤید ذلک ماثبت فی لفاظ
التشهد السلام علیک ایها النبی ورحمة الله وبرکاته فان ای من حروف
النداء علی ان فیه مخاطبة المیت بعد موته ویستفاد منه انه لایقتصر علی جوازه
علی اشتراط قربه من المیت بل القرب والبعد سواء ان فی هذا الحکم وذلک لان المصلی
کان مامورا بهذا القول فی تشهده این کان محمد بن عبدالوہاب نجدی کتاب
التوحید صغیر مین لکھتا ہے فمن قال یا رسول الله اسئلک الشفاعة
یا محمد ادع الله فی قضاء حاجتی یا محمد اسئل الله بک واتوجه الی الله بک وکل من نادیٰ فقد
اشرک شرکا اکبر یعنی جو شخص ان الفاظ کو کہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ندا کرے
وہ بڑا مشرک ہی ناظرین پر مخفی نہین رہے کہ چھٹی اور ساتوین دلیل سے ایسے الفاظ سے توسل کا جواز
ثابت ہوتا ہی باقی رہا نفس ندا وہ شرک نہین یا حروف ندا سے ہی علامہ زمخشری کا مسلک یہ ہی
کہ یا ندائے بعید کے لیے موضوع ہی محمد بن حسن استرابادی شرح کافیہ مین لکھتے ہین فقال
الزمخشری هی للبعید بعضی کہتے ہین کہ قریب وبعید مین مشترک ہی بعض کا قول ہی کہ قریب بعید
ومتوسط مین مشترک ہی علامہ مجدالدین فیروزآبادی قاموس مین لکھتے ہین یا حرف لنداء
البعید حقیقة او حکما وقد ینادی بها القریب توکیدا وهی مشترکة بینهما او بینهما
وبین المتوسط جب یا ندائے قریب وبعید مین مستعمل ہی بلکہ بعید کے لیے موضوع ہی تو لغتہ اسکے جواز
مین کسی طرح شبہہ نرہا جب لغتہ جائز ہوا تو بلسان شرع بھی شرک نہین ہوسکتا کما مر
تقویت الایمان مین ہی شرک کرنے والے بڑے احمق ہین کہ اللہ سے قادر علیم کو چھوڑکر اورونکو
پکارتے ہین خواہ نبی ہون خواہ ولی اول تو وہی انکا پکارنا سنتے ہی نہین دوسری کچھ قدرت
نہین رکھتے اگر کوئی قیامت تک اونکو پکارے تو وہ کچھ کر نہین سکتے انتہی یہ تقریر ضمن مین
اس آیت کی ہی ومن اضل ممن یدعوا من دون الله من لایستجیب له الی یوم القیمة وهم
عن دعائهم غافلون اس آیت مین نہ پکارنے کا بیان ہی نہ بجز کفار وبتون کے نبی وولی سے
بحث یدعو کے معنے یعبد ہین ضمیر جمع غائب سے بت مراد ہین عن دعائهم سے کفار اگر فرض
کیا جائے کہ دعا کی معنے پکارنے کی ہین تو اس سے ایک قسم خاص کا پکارنا مقصود ہی یعنی معبود

سمجھکر بتون کو پکارنا یہ تقریر تقویت الایمان کی بہ تقلید محمد بن عبد الوہاب نجدی ہی وہ کتاب التوحید مین لکھتا ہی وقد نص اللہ تعالی علی ھذا بقولہ ومن اضل ممن یدعو من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیمۃ وھم عن دعائھم غافلون ہدیہ مکیہ مین ہی ھذہ الآیات فی حق الاصنام فجعلھا ایضا فی حق من یعرض علیہ اعمال امتہ کل یوم غدوۃ وعشیۃ فیعرفھم بسیماھم واعمالھم ویستغفر لھم ویرد سلام کل من سلم علیہ ولو کانوا فی کل لمحۃ اکثر من الف الف ویبلغ صلوۃ المصلین حیث کانوا مشارق الارض ومغاربھا کفر صریح والحاد قبیح یعنی یہ آیات بتون کے حق مین ہین اونکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین ڈھالنا کفر صریح والحاد قبیح ہے آپکی یہ کیفیت ہی کہ ہر صبح وشام سارے اعمال امت کے آپ پر پیش کیے جاتے ہین آپ اپنی امت کو اونکی صورت وعملون سے پہچانتے ہین اور استغفار فرماتے ہین اور جواب سلام کا دیتے ہین اگرچہ ہر لمحہ مین لاکھون سے زیادہ ہون درود آپکی خدمت مین پونہچتا ہی درود بھیجنے والے کسیقدر دور کیون نہون تقویت الایمان مین ہی عوام لوگ انبیا اور اولیا کو غیب دان اور حاجت برآر اور معین ومددگار جانتے ہین جو امور کہ مختصہ الٰہی ہین اسمین انکو شریک کرتے ہین جیسے سجدہ کرنا اور اسکے نام کا جانور کرنا اور اوسکی منت ماننے اور مشکل کے وقت پکارنا اور ہر جگہہ مین حاضر وناظر سمجھنا او تصرف کرنے جن نے اللہ کا حق اوسکی مخلوق کو دیا تو بڑی سے بڑے کا حق لیکر ذلیل سے ذلیل کو دیدیا جیسے بادشاہ کا تاج چمار کے سر پر رکھدیجیے انتہی ہم کہتے ہین اگر عوام انبیا واولیا کو غیب دان حاجت برآر معین مددگار جانتے ہین تو اوسمین کچھ مضائقہ نہین اسلیے کہ وہ سوائے خداوند کریم کے مستقل طور پر ان اوصاف کا متصف نہین سمجھتے بلکہ انکو مظہر عون الٰہی سمجھکر یہ خیال کرتے ہین کہ خداوند کریم نے انکو اپنی طرف سے بعض غیب کا علم دیا ہی انکو ایسے امور کا حاجت برآر بنایا ہی جو انکے اختیار مین ہی جو انکے اختیار مین نہین ہی اسمین یہ خداوند عالم کی جناب مین دعا کرتے ہین سوا اسکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہین تصرف کرتے ہین اور جہان چاہتے ہین سیر کرتے ہین علامہ سیوطی تنویر الحلک فی امکان رویۃ النبی والملک مین لکھتے ہین فحصل من مجموع ھذہ النقول والاحادیث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم حی بجسدہ

وروحه وانه يتصرف ويسير حيث شاء في اقطار الارض وفي الملكوت سوای اسکے پانچوین
دلیل مین کملین اولیاء اللہ کی حیات اور اونکا تصرف اچھی طرح ثابت کرچکا ہون تو اونکی ندا
بھی ناشروع نہوگی بلکہ قبر کے سامنے کھڑے ہوکے پکارنا مدد چاہنا اونکا ایسا ہی ہے جیسے
کوئی زندہ زندی کو پکارے یا مدد چاہے کشف الحجاب مین شیخ عبد الوہاب مصری سے منقول ہے فاذا
علمت حيات الكمل فلا بأس ان ينادي الواحد منهم من قبره كما ينادي الحي
الحي ويستمد منه كما يستمد الحي من الحي ولا احد من العلماء ولا من الجهلاء ينكر
ذلك في الاحياء وهؤلاء الكمل من الانبياء والصحابة ومن خلفهم كذلك نفس
سجدہ امور مختصہ باری تعالی سے نہین ہے سجدۂ تعبدی یعنی پیشانی زمین پر حق عبودیت بجالانے
کے لیے رکھنا مختصات باری تعالی سے ہے کسی دین وملت مین سوای اللہ تعالی کے کسیکو جائز
نہین چونکہ یہ غیر خدا کو محرمات عقلیہ سے ہے تغیر ادیان وازمان سے اسکے حکم مین کسیطرح فرق نہین آتا
جو شخص سجدۂ تعبدی غیر خدا کو کرے کافر ہے سجدہ تعظیمی یعنی وہ سجدہ جسمین مسجود کی تعظیم وتکریم کے
لیے زمین پر سر رکھا ہو غیر خدا کو مکروہ ہے چنانچہ مجمع البرکات مین قبر کے سجدۂ تعظیمی کو مکروہ لکھا ہے
مسائل اربعین مین شجرۃ الایمان سے مکروہ تحریمی منقول ہے شرح البرزخ مین ہے روی في
الاخبار ان الانسان اذا يصعب عليه امر فينادي وليا من اولياء الله تعالى فان كان
حيا يسمعه الريح طرفة العين او يعلمه الولي بكشف القلوب وان كان ميتا فيسمعه
الملائكة فيعين له بالشفاعة عند الله تعالى وعليه المشايخ یعنی مروی ہے
کہ جب آدمی مشکل کیوقت کسی ولی کو پکارتا ہے اگر وہ ولی زندہ ہین تو پلک مارتے ہوا اونکو یہ
خبر پونہچا دیتی ہے یا کشف قلوب سے ولی کو اوسکی اطلاع ہوجاتی ہے اگر ولی کا انتقال ہوگیا ہے تو ملائکہ
یہ خبر پونہچاتے ہین ولی اوسکے لیے اللہ تعالی کی درگاہ مین شفاعت کرتے ہین یہی مسلک مشائخ
کا ہے شیخ عبد الوہاب شعرانی مشارق الانوار القدسیہ فی بیان العہود المحمدیہ مین لکھتے ہین قد
سمعت سيدي عليا الخواص رحمه الله يقول اذا سألتم الله حاجة فاسئلوه
بمحمد صلى الله عليه وسلم وقولوا اللهم انا نسئلك بحق محمد ان تفعل لنا كذا فان لله ملكا يبلغ ذلك لرسول
الله صلى الله عليه وسلم ويقول ان فلانا سأل الله بحقك في حاجة كذا وكذا فليسأل النبي صلى الله عليه

دہے فی قضاء تلک الحاجۃ فیجاب لان دعائہ صلی اللہ علیہ وسلم مستجاب قال وکذلک القول فی سوالکم
اللہ باولیائہ فان الملک یبلغہم فیشفعون فی قضاء تلک الحاجۃ یعنی علی خواص نے کہا کہ جب تمکو اللہ تعالے
سے سوال کرنا ہو تو چاہیے کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرو فرشتے اس سوال کو
آپ تک پونہچاتے ہین اور کہتے ہین کہ فلان شخص نے آپکے حق سے فلان حاجت کا سوال
کیا ہی تو آپ اللہ تعالی سے اوسکی قضاء حاجت کی دعا فرماتے ہین جو مقبول ہوتی ہی یہی حال
اولیاء اللہ کا بھی ہی اونکو بھی فرشتے خبر پونہچاتے ہین اور وہ بھی قضاء حاجت کی لیے شفاعت
کرتے ہین منت نذر نیاز عرف مین مترادف ہین جو طاعت مستحب یا مباح کو کوئی مسلمان اپنے
ذمہ واجب ٹھہرائے اور وہ طاعت مقصود بالذات ہو اوسکی جنس سے کوئی دوسرا واجب مشروع
ہوا ویسی کو منت کہتے ہین یہی نذر نیاز بھی ہی جیسے یہ کہنا کہ اگر ہمارا فلان کام برآئیگا تو ہم دو
رکعت نماز پڑہینگے یا ایک روزہ رکہینگے یا دس فقیر کو کھانا کھلائینگے یا ہم اسکا ثواب فلان
بزرگ کو بخشینگے اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگر ہمارا کام برآئیگا تو ہم ناچ دیکہینگے یا ایک پہر کا روزہ
رکہینگے یا پنج وقتی نماز پڑہینگے یا غسل یا وضو کرینگے یا کسی مریض کی عیادت کرینگے تو انپر
نذر کی تعریف صادق نہ آئیگی اولیاء اللہ سے جو نذر ہوتی ہی اوسکی نسبت مولوی عبدالحی صاحب
دہلوی بعض استفتا کے جواب مین لکہتے ہین نذر بنام بزرگان مقرر کردن باین طور کہ این طعام
خواہم داد وثواب آن از طرف خود بروح فلان خواہم رسانید مشابہ اینکہ طعام بصاحب کمال
بخورانند ہمین قدر تفاوت ست کہ زندہ آن طعام را می خورد ووفات یافتہ را بدل آن طعام
کہ نامش ثواب ست خواہد رسید این طور نذر بزرگان رواست طور دوم آنکہ طعام ودادن
نقد یا جنس را اللہ نفہمد بلکہ چنان پندارد کہ دادن وخورانیدن صرف بنام ایشان موجب خوشی
ایشان نہ آنکہ اولا این عمل برای خدای تعالی باشد وخدای تعالی بکرم خود جزای نیک از
ہر قسم کہ باشد وعدہ فرمودہ پس ثانیا آن ثواب بروح بزرگی رساند این طور دوم نذر درست
نیست لیکن آن طعام حرام نمی شود وطعام خود حلال ست وچون بر ہر جنس اینچنین نذر
واقع می شود مال ہر جنس ہمین ست کہ حلال ست گو نذر روا نباشد ہو تو مولوی برہان الدین صاحب
رسالہ نذر مین لکہتے ہین نذر مخصوص ست برای خدای تعالی چہ نذر عبادت ست واو مختص ست

منت نذر نیاز کا بیان اور اولیاء کے نام

بمعبود حقیقی اما نذریکه مسلمانان بنام بزرگان و دیگر مردگان مقرر کنند مأول ست باینکه نذر برای
خدای تعالی ست و ثواب او بآنها بهمین ست ملاجیون و منهیه تفسیر احمدی فرموده اند اما بحسب
النذر فقد تقرر ان النذر بغیر الله حرام ونذر الاولیاء مأول بان النذر لله و ثوابه
لهم اما معامله نذر این ست که نذر خیر بنام غیر خدای تعالی حرام ست اما نذریکه بنام اولیاء السفار
سرهم مقرر میشود تاویل و بیان معنیش اینکه این نذر ست برای خدای تعالی و ثواب او بروح مقدسه
اولیا و اضافت بادنی ملابست ست نه آنکه نذر مخصوص ست برای آنها و این معنی بالاقتضا نیز
مراد میتواند شد مراد آن ست که در کلام مسلمانان عاقل معنی نامشروع حمل نتوان کرد همین ست معنی
شرعی حاجی محمد رفیع الدینخان مرادآبادی در ترجمه بعد رسافره نگاشته نذر بزرگان که برای قضای
حوائج معمول و مرسوم ست حقیقت آن نذر آن ست که اهدای ثواب طعام و انفاق و بذل مال
بروح میت که امریست مسنون از روی احادیث صحیحه ثابت مثل انچه در بخاری و مسلم از حال سعد و غیر آن
و برین نذر ملتزم نمیشوند پس حاصل او این ست ان شفیتنی مثلا اهدی ثواب هذا
القدر الی روح فلان ذکر ولی برای تعیین محل منذور ست برای مصرف و حکمه نه یجب الوفاء به لانه
قربة معتبرة فی الشرع آری اگر آن ولی را حلال مشکلات بالاستقلال یا شفیع غالب اعتقاد کند
منجر بشرک و فساد میگردد انتهی یعنی آن ولی را کشاینده مهمات و برآرنده حاجات بالاستقلال بالاتوقف
بر حکم آن قادر ذوالجلال داند یا شفیع غالب اعتقاد کند و بداند خواه مخواه کار من از خدای تعالی بزور
روا خواهد کنانید این نذر هم ممنوع ست نه نذر بنام اولیا مطلقا گاهی نذر را بمعنی نیاز میگیرند پس اگر
کدام از عوام درین زمانه بگوید که بشرط برآمد کار اینقدر طعام نذر غوث الاعظم مقرر کرده ام مرادش
آنست که ثواب آن طعام بروح پرفتوح ایشان خواهم رسانید بطور صله همین ست مضمون فاتحه
مرسومه پس ثواب درود و الحمد و قل و هم ثواب بذل طعام منذور بروح آنجناب خواهد رسید بطور یکه
تحفه و هدیه در زندگانی بزرگان میبرند همچنان طرح در عالم برزخ ثواب این طعام خواهم رسانید یعنی
نا ذر خوب می فهمد که طعام بالخصوص دران مقام نمی تواند رسید پس سوای ثواب چه تصور توان
کرد همعنی از قسم مجاز ست یعنی ثواب الطعام هکذا فهم من کلام شاه ولی الله و تعظیم آن بزرگ و گمان
ناذر بنظر آن ست که او از مقربان بارگاه احدیت ست نه آنکه گمانی بالاستقلال می دارد و بالمداد

رسیدن طعام بفقرا و بدیگر مسلمانان موجب ثواب ست در عقبی چون ثواب بروح کسی دیگر رسانند
رضای او سبحانہ برو مترتب خواہد شد و بگمان این محرر این قسم نذر واجب الادا نیست دادن او
باغنیا ہم رواست چہ از قبیل مواعید ست بطور صلہ و بالاشارہ ہمین سخن از کلام محدث ممدوح ہم فہم می آید
انتہی ملخصا علامہ ابن حجر مکی ہیتمی شافعی سے پوچھا گیا کہ نذر اولیاء اللہ کے لیے صحیح ہے یا نہین اگر
صحیح ہے تو در صورت حیات کی منذور منذور الیہم کو دینا چاہیے یا نہین اگر قضا کر گئے ہون تو کیونکر صرف
کرنا چاہیے اگر کسی شخص نے یہ نذر کی کہ فلان ولی کی قبر یا چار دیواری پختہ بناوینگے تو اوسپر اسکا ایفا ہے
یا نہین علامہ نے اوسکا جواب یون تحریر فرمایا النذر للولی الحی صحیح ویجب صرفہ الیہ لا یجوز
صرف شئ بغیرہ واما النذر لولی میت فان قصد الناذر تملیک المیت بطل نذرہ
وان قصد قربۃ اخری کاولادہ وخلفائہ او اطعام الفقراء الذی عند قبرہ او غیر
ذلک من القرب المتعلقۃ بذلک الولی صح النذر ووجب صرفہ فیما قصد الناذر وان
لم یقصد شیئا لم یصح الا ان اطردت عادۃ الناس فی زمن الناذر بانہم ینذرون للمیت
ویریدون جہۃ مخصوصۃ مما ذکرنا وعلم الناذر بتلک العادۃ المطردۃ المستقرۃ
فالظاہر تنزیل نذرہ علیہا اخذا مما ذکروہ فی الوقف من ان العادۃ المستقرۃ المرادۃ فی زمن الواقف تنزل
منزلۃ شرطہ والنذر للتحصیل المذکور باطل نعم یوخذ من کلام الاوزاعی والزرکشی وغیرہما انہ
یصح بقبور الانبیاء والاولیاء والعلماء وکذا لو کان المیت بمکان لا یؤمن علی المیت من سبع او سرقۃ کفن او اخراج
نحو مبتدعۃ او کفار لہ الا بالتحصیل فحینئذ یجوز بل یندب ویصح نذرہ لما فیہ من المصلحۃ کما یصح
الوصیۃ بذلک اس تقریر کا یہ مطلب ہے کہ نذر ایسی ولی کے لیے جو زندہ ہون صحیح ہے شئ منذور اوسی
زندہ ولی کو دیجاے دوسرے کو دینا جائز نہین جو نذر ایسی ولی کی کیجاے جو مر گئے ہون اوسکی کئی صورتین
ہین پہلی صورت اگر ناذر نے تملیک میت کا ارادہ کیا ہے تو نذر باطل ہے دوسری صورت اگر ناذر نے
یہ ارادہ کیا کہ منذور میت کی اولاد یا میت کی خلفا کو دی جایگی یا ایسے فقرا کو کہانا کھلایا جائیگا جو ولی کی
قبر کے پاس تھے تو نذر صحیح ہے اور منذور کا صرف اوسی امر مین ہونا واجب ہے جسکا قصد ناذر نے کیا تھا
تیسری صورت اگر ناذر نے نذر مین صرف کا کچھ قصد نکیا تو ایسی نذر صحیح نہوگی لیکن ایسی صورت مین
صحیح ہو سکتی ہے کہ لوگون کی عادت یون جاری ہو کہ نذر تو عام کرتے ہون اور خاص مصرف مقصود

ہوتا ہو ایسی صورت مین اوس نذر عام کو اوسی خاص پر محمول کرینگے مگر اس نذر کی صحت کی
لیے یہ شرط ہی کہ ناذر کو اس عادت کی اطلاع بھی ہو اسکی نظیر وقف ہی کہ عادت کو قائم مقام شرط
کے سمجھتے ہین قبر کی گچ کرنے کے لیے اگر کوئی نذر کرے تو یہ نذر باطل ہی ہان اذراعی و زرکشی وغیرہ
کے کلام سے یہ بات پائی جاتی ہی کہ انبیا علیہم السلام و اولیاء اللہ و علما کے مقابر کو گچ کرنا درست ہی
علی ہذا القیاس اگر کسی شخص کی قبر ایسے مقام پر واقع ہو جہان یہ خوف ہو کہ اگر گچ نہ کیجائے تو
لاش کو درندے نکال کے پھاڑ کھائینگے یا کفن کو نباش چرا لیجائینگے یا نعش کو کوئی مبتدع یا کافر
نکال لیگا تو ایسی صورت مین قبر کا پختہ بنانا درست ہی بلکہ مستحب ہی اور اس مصلحت کی خیال سے
نذر و وصیت دونو جائز ہین یہ بہت بڑا جواب ہی جس سے ہمنے تھوڑی سے عبارت لکھی ہی غرض
ہمنے عوام کی نذر مین جسقدر تتبع کیا اور پرانے مردون سے اور بوڑھیا عورتون سے دریافت کیا تو
معلوم ہوا کہ نذر کے سات قسم شائع ہین ہم یہ نہین کہتا کہ اسکے سوا کوئی قسم نہین میرا مطلب
یہ ہی کہ ہماری تحقیق مین یہی سات قسم پائی گئی پہلی قسم اگر اللہ تعالی ہماری فلان مراد بر لائے تو
ایک روزہ اللہ کے لیے رکھونگا یا دو رکعت نماز خدا ہی کے لیے پڑھونگا یا اوسکی خوشنودی کی لیے
دس فقیرون کو کھلاونگا دوسری قسم یا اللہ بحرمت اپنے رسول مقبول کے یا فلان ولی کے فلانا
کام ہمارا درست کردے تو تیرے لیے دو روزہ رکھونگا یا دو رکعت نماز پڑھونگا یا دس فقیرون کو
تیری خوشنودی کے لیے کھانا کھلاؤنگا تیسری قسم کسی نبی یا ولی کی روح پر فتوح کی طرف
متوجہ ہو کر کہے کہ یا نبی اللہ یا ولی اللہ ہمت فرمائیے اور اللہ تعالی سے مراد میری چاہیے اگر میرا مطلب بر آئے تو دو
رکعت نماز نفل کا ثواب یا ایک روزہ نفل کا ثواب یا دس فقیرون کو کھانا کھلانیکا ثواب آپکی روح کو پہونچاؤنگا
چوتھی قسم اگر ہماری مراد فلان بزرگ کی توجہ سے حاصل ہو تو اوس بزرگ کی درگاہ کے مجاورون کو یا
فقیرون کو اسقدر زر نقد دینگے یا اس قسم کا کھانا کھلائینگے یہ چارون صورتین جائز ہین اور نذر کا ایفا واجب
صورت اولی کے جواز مین تو کسی طرح کلام نہین دوسری تیسری صورتون مین ذکر نبی یا ولی کا بطریق توسل کے
ہی چوتھی صورت مین ذکر ولی کا بطور توسل کی ہی اور ذکر مجاور و فقیر کا بیان مصرف ہی پانچوین قسم یا اللہ اگر میری حاجت
بر آئی تو فلان بزرگ کی درگاہ کی مسجد یا خانقاہ مین روشنی کے لیے تیل بھیجونگا یا فرش بنوا دونگا تا لوگون کو آرام ہو
یہ صورت مختلف فیہ ہی اگر یہ لحاظ کیا جاے کہ روشنی یا درستی فرش خانقاہ شرعا واجبات سے نہین تو

نذر صحیح نہوگی اگر یہ خیال کیا جائے کہ یہ نذر اللہ تعالی کے لیے ہی نفع اسمین فقیرونکا ہی ذکر بزرگ کا
بیان مصرف ہی تو جائز ہوگا چھٹی قسم کسی بزرگ کو مستقل بالذات خدا کا ساجھی معبود حقیقی
سمجھ کے یہ کہے کہ اگر تم ہمکو بیٹا دو یا مالدار کر دو یا ہمارے فلان دشمن کی جان لے لو تو ہم اسقدر
جنس یا نقد تمھاری نذر کرینگے ساتوین قسم کسی بزرگ کی روح کی طرف متوجہ ہو کر یہ کہے کہ
اگر تم ہمارا یہ کام کر دو تو ہم تمھارے نام گاے یا بکرا ذبح کرینگے یہ دونون صورتین حرام ہین ناذر
کا فر ہی بے شبہہ بعض جاہل اس قسم سے نذر کرتے ہین خداوند کریم اونکو ہدایت دے ایسی صورت
مین یہ چاہیے کہ ہم اقسام کو بیان کر کے جو قسم خاص حرام ہی اوسکی حرمت بیان کرین یہ بہت
بڑی غلطی ہی کہ ایک قسم کے حرام ہونے سے تمام اقسام حرام کہے جائین جسطرح کسی نامشروع
کو مشروع سمجھنا گناہ ہی اوسی طرح مشروع کو نامشروع کہنا بھی ناجائز ہی مخالفین کی یہ عادت
ہی کہ جزئیہ پر حکم کلی دیتے ہین جس سے مستحبات مباحات کی ارتکاب کو کفر شرک بتاتے ہین اللہ تعالی
اونکو توفیق دے محمد بن عبد الوہاب کتاب التوحید مین لکھتا ہی وکذا جعل ای شئ کان نذرا او صدقۃ
لغیر اللہ شرک من اضلال الشیطان والشئ المجعول لغیر اللہ حرام ونجس ہم کہتے ہین کہ نذر
بغیر اللہ حرام ہی اگر ذکر نبی و ولی کا بیان مصرف کے لیے ہی یا بطریق توسل ہی تو جائز ہی اور صدقہ
بغیر اللہ تو کسی طرح شرک نہین ہو سکتا ہدیۃ مکیہ مین ہی النذر بغیر اللہ حرام حیوانا کان المنذور
ام لا واما الصدقۃ بغیر اللہ فالکلام فیہ سہو وجہل وسفہ الم تسمع ان سعد بن عبادۃ رضی قال قلت یا رسول اللہ ان
امی ماتت فای الصدقۃ افضل قال الماء فحفر بیرا وقال ہذا لام سعد والنذر الشرعی ای ایجاب ما لیس
بواجب علی نفسہ بان یقول للہ علی کذا ویقول ان قضی اللہ حاجتی فعلی کذا مختص باللہ تعالی
حرام لغیرہ بان یقول یا فلان ان قضیت حاجتی فعلی لک کذا فان الموثر بالحقیقۃ والمتصرف
فی العالم بالاستقلال لیس الا اللہ والشئ المنذور الحلال الطاہر فی ہذا النذر باق
علی حلہ وطہارتہ لا یصیر حراما ونجسا وان کان النذر حراما فان ہذا النذر باطل لم
ینعقد ولیس للقول الناذر المبطل فیہ تاثیر وکما یخرج المنذور فی النذر الصحیح من ملک
المالک لا یخرج فی النذر الباطل بل باق علی ملکہ ویجوز التصرف فیہ بای وجہ شاء اکل
او انفق وھو کسائر مملوکاتہ وان کان النذر للہ وذکر النبی والولی لبیان المصرف او بطریق

التوسل بہان یقول یا اللہ ان قضیت حاجتی انصدق علی خدام

قبر فلان النبی او الولی او اطعم الفقراء علی بابہ ویقول یا اللہ ان قضیت

حاجتی ببرکۃ فلان العبد فلہ کذا ای اہدی الثواب لہ او یقول

یا نبی اللہ یا ولی اللہ ادع فی قضاء حاجتی من اللہ ان قضی اللہ حاجتی اہدی

لک ثواب صدقۃ کذا فالنذر فی ہذہ الصور کلہا جائز انتہی مختصرا

ہدیۂ مکیہ کی اس عبارت مین عمدہ عمدہ مسائل مذکور ہین جس سے طالب بہت کچہ فائدہ اوٹھا سکتا ہی

یعنے خدا تعالی کی سوا نذر حرام ہی عام ازینکہ نبی کی نذر ہو یا ولی کی اور شئی منذور از قسم حیوان ہو یا غیر

حیوان لیکن کسی میت کو ثواب پونہچانے کے لیے صدقہ دینا جائز ہی اسکا انکار محض جہالت و بیہودگی

ہی سعد بن عبادہ سے مروی ہی کہ مینے کہا یا رسول اللہ میری مان مرگئی ہی اوسکے لیے کون سا

صدقہ افضل ہی آپنے فرمایا پانی پہر سعد نے کنوان کہدوایا اور کہا یہ ام سعد کے لیے ہی نذر شرعی

کہتے ہین ایسی چیز کو اپنی ذات پر واجب کرنا جو قبل نذر کے واجب نہ تہی مثلا یون کہنا کہ الٰہی

اگر تو ہمارے حاجت برلائی تو ہم دس فقیرونکو کہانا کہلائینگے اس قسم کی نذر اللہ تعالی سے خاص ہی

غیر کے لیے حرام ہی عام ازینکہ نبی کے لیے ہو یا ولی کی مثلا یہ کہنا حرام ہی کہ یا شیخ عبد القادر جیلانی اگر

آپ ہمارے حاجت برلائینگے تو ہم دس فقیرونکو کہلائینگے اس نذر کے حرام ہونے کی وجہ یہ ہی کہ عالم

مین موثر حقیقی اللہ تعالی ہی سوای اللہ کے کسی کا تصرف بالاستقلال عالم مین نہین نذر حرام سے

شئی منذور حرام نہین ہوتی بلکہ وہ بدستور حلال و پاک ہی اس لیے کہ شئی منذور مین ناذر کے قول کا

اثر نہین پونہچتا نذر صحیح مین منذور مالک کے ملک سے نکل جاتا ہی نذر باطل ہین بدستور اوسیکی ملکیت

مین رہتا ہی ناذر شئی منذور مین ہر قسم کا تصرف کرسکتا ہی جیسے اپنی تمام مملوکات مین وہ تصرف کا

مختار ہی اور اگر نذر اللہ تعالی کے لیے ہو اور ذکر نبی یا ولی کا بیان مصرف کیواسطے ہو یا بطور توسل کے

تو جائز ہی مثلا یہ کہا جاے کہ الٰہی اگر تو ہماری حاجت برلائے تو ہم فلان نبی یا ولی کی قبر کے

مجاورون کو دس روپیہ دینگے یا وہان کے فقرا کو کہانا کہلائینگے یا یون کہے کہ الٰہی اگر تو ہماری

حاجت بہ برکت فلان نبی یا ولی کے برلائی تو ہم دس فقیرونکی کہانے کا ثواب اونکو پونہچائینگے یا یون

کہ یا نبی اللہ یا ولی اللہ دعا کیجیے کہ ہماری یہ حاجت اللہ تعالی بر لائی اگر یہ حاجت بر آئیگی تو ہم دو رکعت
نماز کا ثواب آپکو پونہچائینگے قاضی شوکانی نحر و نذر کو اسوجہ سی حرام کہتی ہین کہ یہ دونون امور عبادت ہین
اور جو لوگ اسی عبادت نہین کہتی اسکا جواب در النضید مین یون لکھا ہی فقل له فلای مقتضی
صنعت هذا الصنع فان دعائك للميت عند نزول امر بك لا يكون الا
بشئ فی قلبك عبر عنه لسانك فان كنت تهذی بذكر الاموات عند عرض
الحاجات من دون اعتقاد منك لهم فانت مصاب بعقلك وهكذا ان كنت تنحر لله وتنذر
لله فلای معنی جعلت ذلك للميت وحملته علی قبره یعنے جو لوگ کہتی ہین کہ نحر و نذر سی
عبادت اموات کی مقصود نہین ہوتی اونسے یہ کہنا چاہیے کہ اگر ایسا ہی ہی تو تمنی قربانی یا نذر کیون کی مصیبت
کی وقت جو تم مردی کو پکارتی ہو یہ وہی امر ہی جو تمہاری دلمین ہی اوسیکو زبانسے ادا کرتی ہو اگر اموات کو ہدیہ
بھیجتے ہو سوا اسکے تمکو اموات سے کچہ عقیدہ نہین ہی تو تمہاری عقل مین خلل ہی اسیطرح اگر نحر و نذر خداوند تعالی کے
لیے ہی تو پہر میت کی لیے کیون اور اوسی میت کی قبر پر لیجانے کا سبب ہم کہتے ہین کہ نحر و نذر اللہ تعالے
کے لیے ہوتی ہے البتہ اوسکا ثواب کسی بزرگ کی روح پر فتوح کو پونہچایا جاتا ہے چونکہ
یہ اللہ تعالی کے برگزیدہ ہین اونکی بزرگی ایصال ثواب کی مرجح ہی رہی یہ بات کہ بزرگ کی قبر کی
پاس کیون نحر کرتے ہین یا کھانا تقسیم کرتے ہین اسکی دو وجہین ہین پہلی وجہ یہ ہے
کہ بعض مقام پر فقرا ہاتہ نہین آتے اسلیے قبرون پر لیجاتے ہین کہ وہان اکھٹا فقرا بے تکلف
ہاتہ آجاتے ہین دوسری وجہ یہ ہے کہ کبھی یون نیت کی جاتی ہی کہ فلان بزرگ کی
قبر کے مجاورون کو یا وہان کے فقرا کو گوشت یا کھانا کھلایا جائیگا ان دونون صورتون
مین کسی بزرگ کے مقبرہ کے پاس قربانی کرنے اور وہان کے فقرا پر گوشت
تقسیم کرنا یا کھانا بانٹنا ہرگز ناجائز نہوگا اسکا انکار
اگر جنون نہین ہی تو ہٹ دہرمی ہی الحمد للہ
کہ یہ رسالہ اختتام کو پونہچا

تمت

تقریظ چکیدۂ خامۂ حکیم محمد عبد القدوس صاحب سکندرپوری دام مجدہ

دیباچہ کتاب کلام حمد خدای ذو الکرام ہی جسکے ظہور قدرت و نور وحدت سے جملہ افراد عالم کی زینت و زیب ہی فاتحہ صحیفہ سخن نعت حضرت خیر الانام ہی جسکے جمال جہان آرا پر دل یوسف ناشکیب ہے الحق آپکی ذوات پاک باعث افتخار آدم ہی انا سید ولد آدم ولا فخر آپ کی عظمت شان کے لیے کیا کم ہے لولاک لما خلقت الافلاک ایک ادنی خاطرداری ہی جو شخص آپکی رسالت کا قائل نہین وہ بیشک ناری ہی کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہماری نجات کی دلیل ہی آپ کا توسل کوثر و سلسبیل ملنے کی سبیل ہی باقی جسقدر اولیاء اللہ آپکی امت مین پیدا ہوے اونکا وسیلہ بھی باعث انجاح مرام ہی اسکے جواز مین بہلا کیا کلام ہی اگر ہٹ دہرمی سے کوئی نہ مانے ہم اوسکے سمجھانے مین عاجز محض ہین ہان منکرین کو سمجھنے کا مقدور نہین آگے اکابر فرقہ وہابیہ توسل انبیاء اللہ و اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم مین لاطائل بیان کیا کرتے تھے مگر جناب مستطاب معلی القاب حکمت و فضیلت مآب فاضل اجل عالم باعمل وحید دوران سحبان زمان مقدام المتاخرین امام المتکلمین جناب مولانا حکیم وکیل احمد صاحب ادام اللہ الواہب جنکے قلم حقیقت نگار نے گروہ وہابیہ کے دلون پر ہیبت اسلام کا سکہ بٹھا دیا ہی اس زمانے مین ایک رسالہ ثبوت جواز توسل اولیاء و رسل مین تصنیف کیا ہی سبحان اللہ و بحمدہ ہر فقرہ اثبات حق مین برق خاطف ہی یا شعلہ طور ہی ہر سطر شعاع ید بیضا ہی مہر کہ مخالفون کی رنگت کا فور ہے بین السطور مین صاف صاف کیفیت تولج اللیل فی النہار و تولج النہار فی اللیل پیدا ہی یا یون کہیے کہ بی تکلف کیفیت تجری من تحتہا الانہار ہویدا ہی جواز توسل انبیاء و اولیا کا کما حقہ اثبات ہے دلائل و براہین مین صرف احادیث و آیات ہی ابن تیمیہ سے آج تک جو حضرات منکر تھے اونکا تعاقب کیا مخالفین کا دندان شکن جواب دیا ہے

رقیب روسیہ سی آنکھ اپنی کب جھپکتی ہے	اوسے بھی دیکھ لینگے عرش پر جسکی لٹکتی ہے

معاندین کو اب اسکا یارا نہین کہ جواب مین خامہ فرسائی کرین مخالفین کو اسکی طاقت نہین کہ اس معرکے مین مقابل ہونے کی ڈھٹائی کرین

تقریظ ریختہ کلک گہر سلک مولوی محمد اسعد صاحب سکندرپوری سلمہ

لکہتا ہون پہلے حمد خداوند ذو الکرام	بعد اوسکے نعت ختم رسل سرور انام

اس حمد و نعت کا مجھے یارا نہین کبھی | لازم یہ ہی کہ عرض کرون حاصل مرام
لاریب مولوی وکیل احمد آج کل | ہین عالم و فہیم و سخن سنج و خوش کلام
تہذیب اونکی باعث تہذیب شرع دین | اخلاق سی ہی اونکی زمانے مین فیض عام
علم و کما[illegible] مین ہین وہ مسند نشین جاہ | فن مین مناظرے کی ہین بی شبہ وہ امام
لکھا ہی اک [illegible]سالہ اسی [illegible] کہ لینگے جب | یہ جان لو کہ مٹ گئے وہابیہ تمام
[illegible]کار تھا جواز عمل مین [illegible] او نہین | تردید اوسکی یان ہی بصد فر و احتشام
[illegible]ات امر حق مین دلائل ہین یان ہزار | اور وان ہین چند دعوی باطل پی عوام
وہ [illegible] اگر تو یہ ہی مہر نیم روز | وہ ہی چراغ صبح تو یہ ہی مہ تمام
یہ وصل روز عید ہی اور وہ شب فراق | صبح وطن یہ ہی وہ ہی شامت زدونکی شام
[illegible] مصحف رخ معشوق خلق ہین | وہ ہی بیاض گردن عفریت لا کلام
[illegible] کا یہ عصا ہی وہ فرعون کا ہی تخت | غلمان خلد یہ ہی وہ شداد کا غلام
دوزخ کی وہ کلید یہ مفتاح باب خلد | دجال کا وہ ظلم یہ مہدی کا عدل عام
[illegible] یہ کتاب ہی اور صاحب کتاب | تعریف دونون کی نہو تا حشر بھی تمام
[illegible] رواں ہی تیری طبیعت مگر ضرور | کر ختم اوسکو طول نہ دے مختصر کلام

تقریظ خوب لکھی ہی شاباش و مرحبا
سنتے ہی جسکے وجد مین آجائین خاص و عام

خاتمة الطبع

الحمد للہ الملک العلام والصلوۃ والسلام علی نبیہ الوسیلۃ الجلیلۃ خیر الانام وعلی آلہ وصحبہ العظام الکرام
کہ ان دنون یہ نسخہ جمیلہ یعنی وسیلہ جلیلہ مصنفہ علامہ جلیل فہامہ نبیل جامع معقول و منقول عمدہ علمای
فحول کشاف معاقد معنوی و صوری مولانا حکیم وکیل احمد صاحب سکندرپوری حسب فرمایش
جناب مولوی حکیم محمد عبد القدوس صاحب دام بالفیوض والمواہب کے باہتمام اقل انام
راجی رحمت و غفران محمد عبد الواحد خان بن محمد مصطفی خان اسکنہ اللہ بحبوحۃ الجنان مطبع
مصطفائی واقع محمود نگر لکھنؤ مین بصحت تمام چھاپا گیا نہایت مفید خلائق ہوا

فہرست کتاب مستطاب وسیلۂ جلیلہ تصنیف جناب مولوی وکیل احمد صاحب

تمت

صحت نامہ کتاب وسیلہ جلیلہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۰	متاشی	مناشی
۷	۱	یرجون	یرجعون
۸	۱	فاذا	واذا
〃	۷	سبب	سبب
۹	۲۲	سمکنۃ	ممکنۃ
۱۰	۱۷	پونہچتی	پونہچنی
〃	۱۹	گذرجانا	گذرکرجانا
۱۵	۱۶	روی	روئی
۱۶	۲۰	کثیرۃ	کثیرۃ
۱۸	۲۰	تبی	نبی
۱۹	۶	یہی	بہی
〃	۱۴	اس	اگراس
۲۱	۶	طلب	مطلب
۲۲	۱۴	روئتہ	روائتہ
۲۴	۱۴	یاکہ	بلکہ
〃	۱۷	دشمتون	دشمنون
〃	۲۲	تدری	ندری
〃	۲۳	نعبدھم	نعبدھم
۲۵	۱	لیقوبون	لیقربونا
〃	۱۸	تونگر	نوکر
۲۷	۲۲	دنیاویہ	وینادیہ
۳۵	۲۰	زائران	زائران را
۳۷	۲	وا	را
۴۰	۲	ہوتی	ہوتی تو
۴۴	۲۰	والتوسل	والمتوسل
۵۰	۹	والتوسل	والمتوسل
۵۲	۵	کئے	گیئے
۵۳	۶	الشفاء	الدعاء
〃	۱۵	اسم	اس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۴	۱۴	ثمنی	ثمنی
〃	۱۵	تنبیان انفاق	تنبتان النفاق
〃	۱۸	اللہ	واللہ
〃	۱۹	مادام	ماکان
〃	〃	المسلم	°
〃	۲۰	مسلمان	°
۵۷	۱۴	توسل	نتوسل
۶۰	۱۲	ینتصرف	یتصرف
۶۶	۷	ایک	ایک کو
۶۷	۸	حدیث	احادیث
〃	۱۶	الخیر	الخبر
〃	۱۷	پانی	مینہ
۷۰	۲۳	واہ	رواہ
۸۲	۱	القویے	القوی
۸۳	۲	جبلیۃ	جبلتہ
۸۵	۶	لیقضی	لتقضی
〃	۱۶	بزبان	بزمان
۸۹	۴	باللہ	یااللہ
〃	۸	الافتراء	الاافتراء
۹۳	۳	کہ	کہ آپ فرماتی ہین
〃	۱۲	الامرین	الاثوین
۹۴	۱	لاضطراب	لاضطرب
۹۸	۴	ابن الحذر	ابن الجلا
۱۰۶	۱۳	مین	بین
۱۱۰	۲۲	دابھم	ودابھم
۱۱۲	۸	وغیر	وغیرہ
۱۱۴	۵	جمع	جمیع
۱۱۶	۱۷	فتاذی	فتوے
۱۱۹	۱۸	فما	فماء
〃	۱۹	المیاریب	المیازیب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۵	۱۴	النعم	النغم
〃	۱۷	منتجع	ومنتجع
۱۲۹	۱۷	منع	منع آن
۱۳۰	۲	تستعینو	تستعینوا
۱۳۱	۳	نہین ہوتی ہی	[illegible]
۱۳۳	۱۰	عیرباخبار من غیر	عبرباخبار من غبہ
۱۳۷	۱۷	العراق	جہۃ العراق
۱۳۸	۲۱	المقربین	المقربین
۱۴۵	۱۹	خاص	خاص خاص
۱۴۶	۷	اگر	کہ اگر
۱۴۸	۱۱	الانبیاء	للانبیاء
۱۵۰	۶	حضرتہ	حفرتہ
۱۵۲	۹	ہوتی	موتی
۱۵۳	۷	نزلنا	نزلتا
۱۵۴	۱۶	باب	باپ
۱۵۷	۹	انزلنا	نزلنا
〃	۱۰	ضرب	خرب
۱۶۰	۱	مسلمان اپنی	اپنی مسلمان
۱۶۲	۲۰	انشر	انتشر
۱۶۳	۲۰	ہوتاہی	مین ہوتاہی
۱۶۴	۵	عن	من
۱۶۶	۱۷	چسم	چشم
۱۶۸	۱۰	فلیکون من المومنین	ولیکون من المومنین
۱۶۹	۵	مین	بمن
〃	۶	بعلم	یعلم
۱۷۳	۲۲	یعید	یعید
۱۷۵	۱۵	یکشف	بکشف
۱۷۷	۴	خیر	جز
۱۸۲	۳	مفتضی	مقتضی

تمت